بسم اللہ الرحمن الرحیم

النور آن لائن

مئی، جون ۲۰۲۶ء

ریاستہائے متحدہ امریکہ

دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ر مئی 2014ء میں درج ذیل دعائیں کرنے تلقین فرمائی:

سورۃ الفاتحہ اور درود شریف

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (تذکرہ صفحہ 25 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (سورۃ آل عمران: 9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورۃ البقرہ: 251)

اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

اے اللہ ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

میں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ (تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (سورۃ آل عمران: 148)

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

يَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِيْ وَمَزِّقْ اَعْدَائَكَ وَ اَعْدَائِيْ وَاَنْجِزْ وَعْدَكَ وَانْصُرْ عَبْدَكَ وَاَرِنَا اَيَّامَكَ وَشَهِّرْ لَنَا حُسَامَكَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ شَرِيْرًا۔

کہ اے میرے رب! تو میری دعا سن اور اپنے دشمن اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 426 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ البقرہ ۲۵۸

النور آن لائن

ریاستہائے متحدہ امریکہ

Al-Nur Online USA

جلد نمبر ۵ | ہجرت، احسان ۱۴۰۵ ہش — مئی، جون ۲۰۲۶ء — ذوالقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۴۷ محرم ۱۴۴۸ ہجری | شمارہ نمبر ۵-۶

نگران:

ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ:

اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ:

انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا

مدیر اعلیٰ:

امۃ الباری ناصر

مدیر:

حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین:

ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد

سرورق: لطیف احمد

رابطہ: al-nur@ahmadiyya.us

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ
التکویر ۱۱

اِس شمارے میں

مقامِ شہادت 3
میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دِیا 4
خطباتِ حضرت خلیفۃ المسیح، ایّدہُ اللہ تعالیٰ، اپریل، مئی ۲۰۲۶ء 6
تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم 25
ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے ایک پُر امن دنیا چھوڑیں 26
بنیادی مسائل کے جوابات 28
امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ سے وفود کی ملاقاتیں 29
نمازِ جنازہ غائب امریکی اراکین 59
خوبیاں تو عنقا ہیں عہد نو کے رہبر میں 60
دنیا بھر میں جلسہ ہائے سالانہ 61
جماعت احمدیہ میکسیکو کا چھٹا جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء 62
چلیں قرآن وسُنّت پر، بچیں ہر اک ندامت سے 68
دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر 69

مقامِ شہادت

قرآنِ مجید

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٧٠﴾ سورۃ النسا

اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں۔

حدیثِ مبارکہ

مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو اپنے دین و مذہب کی حفاظت کرتے ہوا مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔

(ترمذی، کتاب الدیات، باب مَا جَاءَ فِيمَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ حدیث نمبر ۱۴۲۱)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ بھی یاد رکھو کہ یہی شہادت نہیں کہ ایک شخص جنگ میں مارا جاوے بلکہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لیے ہر دکھ درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لیے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے۔ شہید کا مقام وہ مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی قدرتوں اور تصرفات پر وہ اس طرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کرلیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہنچ جاوے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا کچھ بھی مشکل معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثباتِ قدم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ میں اور نہ تمنا کی مر گیا وہ نفاق کے شعبہ میں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نہ کرلے۔ پھر یہ کیسا گراں مرحلہ ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجھا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کے یہ معنے نہیں کہ انسان خواہ نخواہ لڑائیاں کرتا پھرے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام اور اوامر کو اس کی رضا کو اپنی تمام خواہشوں اور آرزوؤں پر مقدم کرلے اور پھر اپنے دل میں غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ میں اگر اس پر مصائب اور شدائد بھی پڑیں تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتھ انہیں برداشت کرے اور اگر جان بھی دینی پڑے تو تردّد نہ ہو۔ (ملفوظات، جلد ۷، صفحہ ۲۹۵، ایڈیشن ۲۰۲۲ء)

میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنادِیا

کلام حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام

ہے شُکرِ ربِّ عَزّوجَلّ خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا مِلا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے مُنہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
اُس نے درختِ دِل کو مَعارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا، ہر دِل بدل دیا
اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
شیطاں کا مکر و وَسوسہ بے کار ہو گیا
لوگو! سُنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قُدرت نما نہیں
اَے سونے والو جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آ کے، دَر پہ ہمارے وہ یار ہے
کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے اَیسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مُدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا

دیکھو! خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا!
گُمنام پا کے شُہرۂِ عالَم بنا دیا

جو کچھ مری مراد تھی، سب کچھ دِکھا دیا
میں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الوریٰ ہوا
سب دُشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دِیا

مَیں تھا غریب و بے کس و گُمنام و بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کِدھر

لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کِسی کو خبر نہ تھی

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

وحیِ خدا اِسی رہِ فرّخ سے پاتے ہیں
دِلبر کا بانکپن بھی اِسی سے دِکھاتے ہیں

اَے مُدّعی نہیں ہے ترِے ساتھ کردگار
یہ کُفر تیرے دِیں سے ہے بہتر ہزار بار

(منتخب اشعار از براہین احمدیہ حصہ پنجم ،روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱ تا ۲۴)

خطباتِ حضرت خلیفۃ المسیح، ایّدہُ اللہ تعالیٰ، اپریل، مئی ۲۰۲۶ء

خلاصہ خطبۂ جمعہ ۳؍ اپریل ۲۰۲۶ء

آنحضرت ﷺ کے دنیا میں توحید کے قیام کے لیے درد، کوشش اور جرأت اور شرک کے ہر پہلو کے مقابل پر ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہو جانے اور ہر قوم کے شرکیہ خیالات کے خلاف کھڑا ہو جانے اور حق گوئی کے بارے میں ہم پہلے پڑھتے رہے ہیں۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خیال کرنا چاہیے کہ کس استقلال سے آنحضرت ﷺ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے، اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے۔

فرمایا کہ پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور سارے جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنالیا... سوچنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کا یک لخت ہر ایک خویش و بیگانہ سے بگاڑ لینا اور صرف توحید کو جو ان دنوں میں اس سے زیادہ کوئی نفرتی چیز نہ تھی اور جس کے باعث صدہا مشکلیں پڑتی جاتی تھیں بلکہ جان سے مارے جانا نظر آتا تھا۔ مضبوط پکڑ لینا یہ کس مصلحتِ دنیوی کا تقاضا تھا۔

فرمایا کہ ماسوا اس کے جب عاقل آدمی ان حالات پر غور کرے کہ وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالتِ موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادی آسمانی کی اشد محتاج تھی اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقع میں سچی اور پاک تھی جس کی نہایت ضرورت تھی۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے دنیا میں سب سے زیادہ شائع ہوئی... آج صفحہ دنیا میں وہ شے کہ جس کا نام توحید ہے بجز امّت آنحضرت ﷺ کے اور کسی فرقے میں پائی نہیں جاتی اور بجز قرآن شریف کے کسی اور کتاب کا نشان نہیں ملتا جو کروڑہا مخلوقات کو وحدانیتِ الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف راہبر ہو۔ ہر ایک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنالیا ہے اور مسلمانوں کا وہی خدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مبدّل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اس زمانے میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تمام دنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی اور تمام لوگوں نے اصولِ حقہ کو چھوڑ دیا تھا اور صراطِ مستقیم کو بھول بھلا کر ہر یک فرقے نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تھا۔ عرب میں بُت پرستی کا نہایت زور تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا، ہند میں علاوہ بت پرستی کے اور ہزارہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی۔ پس آنحضرت ﷺ کا ایسی عام گمراہی کے وقت مبعوث ہونا کہ جب حالت موجودہ زمانے کی خود ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایتِ ربانی کی کمال ضرورت تھی ایسے میں آپؐ کا ظہور فرما کر ایک عالَم کو توحید اور اعمالِ صالحہ سے منوّر کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو امّ الشرور ہے قلع قمع کرنا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ خدا کے سچے رسول ہیں اور آپؐ سب رسولوں سے افضل ہیں۔

فرمایا: جب لوگ خدا کا رستہ بھول جاتے ہیں اور خدا اور توحید پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندے کو بصیرتِ کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لیے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اس کی اصلاح کرے اور اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ پروردگار جو قیوم عالَم کا ہے اور جو دنیا کو قائم رکھنے والا ہے اور بقا اور وجود عالم کا اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے کسی اپنے فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہیں کرتا اور نہ بیکار اور معطل چھوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اس کی اپنے موقعے پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔

پھر اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آپؐ کے عاشقِ صادق کو خدا تعالیٰ نے توحید کے قیام کے لیے مامور کیا۔ اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ جو مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں آپؐ کی تعلیم اور سنت کا عملی نمونہ تھے اور آپؑ کا دل ہی اپنے آقا ﷺ کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے پھیلانے کے لیے ایک درد سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ ہمیں آپؑ کی تحریرات اور آپؑ کی عملی زندگی میں اس کی بہت سی مثالیں نظر آتی ہیں جن میں سے چند ایک مَیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہمارے ساتھ بھی عجیب معاملہ ہے ہمارا یہ الہام کہ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِيْ وَ تَفْرِيْدِيْ ایک نئی طرز کا الہام ہے۔ ہم نے اب سے پہلے کسی الہامی عبارت میں اس قسم کے الفاظ نہیں دیکھے۔

اس کے معنی جو ہمارے خیال میں آتے ہیں کہ ایسا شخص بمنزلہ توحید ہی ہوتا ہے جو ایسے وقت میں مامور ہو کہ جب دنیا میں توحیدِ الٰہی کی انتہائی ہتک کی گئی ہو اور نہایت ہی حقارت سے دیکھا جاتا ہو۔ ایسا شخص مجسم توحید ہی ہوتا ہے۔

شرک اور اس کی باریک اقسام کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں یہ بھی چاہیے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو، نہ سورج نہ چاند، نہ آسمان کے ستارے، نہ ہوا نہ آگ، نہ پانی، نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزّت دی جائے اور ایسا ان پر بھروسہ کیا جائے جو گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کوئی چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کی قسموں میں سے قسم ہے بلکہ سب کچھ کرکے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر ناز بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانے پر ہر ایک وقت روح گری رہے۔ انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اُس کا علم کسی کا محتاج نہیں ہے۔

فرمایا: حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ وہ بت ہو خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر یا اپنا مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معزّ اور مذل خیال نہ کرنا، کوئی ناصر و مددگار قرار نہ دینا اور دوسرا یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنی امیدیں اسی سے خاص رکھنا، اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسموں کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل یہ کہ ذات کے لحاظ سے توحید تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا، دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذاتِ باری کے کسی میں قرار نہ دینا۔ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعارِ عبودیت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور اسی میں کھوئے جانا۔

فرمایا: خدا نے قرآن کریم میں سچ فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اس افترا سے آسمان پھٹ جائے کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا جاتا ہے۔

میرا اس درد سے یہ حال ہے کہ اگر دوسرے لوگ بہشت چاہتے ہیں تو میرا بہشت یہی ہے کہ مَیں اپنی زندگی میں اس شرک سے انسانوں کو نجات پاتے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتے ہوئے دیکھ لوں اور میری روح ہر وقت دعا کرتی ہے کہ اے خدا! اگر مَیں تیری طرف سے ہوں اور تیرے فضل کا سایہ میرے ساتھ ہے تو تُو مجھے یہ دن دکھلا کہ حضرت مسیحؑ کے سر سے یہ تہمت اٹھادی جائے کہ گویا نعوذباللہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔

ایک زمانہ گزر گیا کہ میری پنج وقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لاویں اور اس کے رسول کو شناخت کرلیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کرلیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ عیسائیت عملاً تو معدوم ہوتی جا رہی ہے، تثلیث کا نظریہ تو صرف اب ان کا کتابی نظریہ رہ گیا ہے۔ بہت کم ہیں جو پریکٹس کرنے والے ہیں، یورپ میں خاص طور پر، افریقہ اور جنوبی امریکہ میں ابھی بھی ہیں۔ لیکن جو تثلیث کے نظریے کو چھوڑ بھی رہے ہیں وہ بھی ایک خدا کو نہیں مانتے۔ پس توحید پر قائم کرنے کے لیے ہمیں جس حد تک کوشش ممکن ہو وہ کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ جس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا اور جس توحید کی تعلیم کا آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا اس حقیقی توحید پر ہم عمل کرنے والے بھی ہوں اور دنیا میں پھیلانے والے بھی ہوں۔ کیونکہ دنیا کی بقا اب ایک یہی حل ہے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل دو مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

۱۔ مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ حال مقیم امریکہ جو گذشتہ دنوں ۹۱ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۔ مکرم ادراگو آلیدو صاحب آف بورکینا فاسو۔ مرحوم فوج میں ملازم تھے اور ڈیوٹی کے دوران دہشت گردوں کے حملے میں چالیس برس کی عمر میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضورِ انور نے مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۱۰؍ اپریل ۲۰۲۶ء

اپنے آقا کی اتباع میں حضرت مسیح موعودؑ کی توحید کے قائم کرنے کے لیے کوشش آپؑ کے عملی نمونہ اور اپنے ماننے والوں کو نصائح اور کس طرح ان کی تربیت فرمایا کرتے تھے اس کے کچھ واقعات پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کسی شخص کا بیٹا مر گیا اور اس کا ایک دوست

تعزیت کے لیے اس کے پاس گیا تو وہ چیخ مار کر رو پڑا اور اسے کہنے لگا کہ خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے گویا اس کے خیال میں اس کا کوئی حق خدا تعالیٰ نے مار لیا تھا۔ مگر سوچنا چاہیے کہ وہ کون سا حق ہے جو بندے نے خدا تعالیٰ پر قائم کیا؟

انسان کو ہر وقت یہی خیال رکھنا چاہیے کہ جو نعمتیں جو اولاد ہمیں ملی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ملی ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں۔ اس کی توحید کا اپنے ہر قول و فعل سے اظہار کریں اور کبھی ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ ہم میں پیدا نہ ہو۔ کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا کوئی اللہ تعالیٰ پر حق ہے۔ ذرا سی عبادت کرنے سے کوئی حق نہیں ادا ہو گیا بلکہ ہم اپنے فائدے کے لیے کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے بیٹے مرزا مبارک احمد سے بڑی محبت تھی اور اس کی بیماری میں آپؑ نے بڑی تیمارداری کی اس سے حضرت خلیفہ اولؓ تک کو بھی یہ خیال تھا کہ اگر مبارک احمد فوت ہو گیا تو حضرت مسیح موعودؑ کو بڑا صدمہ ہو گا۔ جب مبارک احمد فوت ہو گیا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ اسی وقت نہایت صبر کے ساتھ دوستوں کو خط لکھنے لگ گئے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے مگر اس امر پر گھبرانا نہیں چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک مشیت تھی جس پر ہمیں صبر کرنا چاہیے اور پھر باہر آکر مسکرا مسکرا کر تقریر کرنے لگے کہ مبارک احمد کے متعلق خدا تعالیٰ کا جو الہام تھا وہ پورا ہو گیا۔ چنانچہ آپؑ کا شعر بھی ہے کہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوران سر کا عارضہ تھا، چکروں کی تکلیف تھی۔ ایک طبیب کے متعلق سنا گیا کہ وہ اس میں خاص ملکہ رکھتا ہے۔ اسے بلوایا گیا اس نے حضورؑ کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں مَیں آپ کو آرام کر دوں گا۔ یہ سن کر حضرت صاحبؑ اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے میں علاج ہرگز نہیں کرانا چاہتا۔ یہ کیا خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کو واپس کرایہ کے روپیہ اور مزید ۲۵/روپے بھیج دیے کہ اسے رخصت کر دیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عظمت و عزّت کے واسطے جوش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور ہر کس و ناکس ان کے ساتھ نہیں چل سکتا جب تک خدا کے لیے جوش نہ ہو کوئی لذّت انسان کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے ذاتی جوش نہ ہو اور نفس کی ملونی اور اپنے دنیاوی فوائد و منافع کے خیال سے انسان خالی نہ ہو جائے تب تک اس کی کوئی عبادت و صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ پس

قبولیت دعا کے لیے یہ ضروری ہے کہ توحید پر کامل یقین ہو اور ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے دعا سب سے پہلے ہو۔

جو لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی، ہم نے یہ کیا وہ کیا، نفل پڑھے، صدقے دیے ہماری دعا قبول نہیں ہوئی وہ ذرا اس بات پر غور کریں۔ یہ نسخہ حضرت مسیح موعودؑ نے بتایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا چونکہ اس زمانے میں تُو میری توحید کا علمبردار ہے اور توحید کے کھوئے ہوئے متاع کو دنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے اس لیے اے مسیح محمدی! تُو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افترا کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لیے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے تا کہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں سو تم اس مقصود کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو۔

ایک موقع پر فرمایا: میری بیعت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو۔

قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خادم پیراں دتّہ نام کے تھے۔ سب ان کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ مگر حضور علیہ السلام جب بلاتے تو فرماتے پیری دتّا یعنی میرے پیر اللہ کا دیا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت صاحبؑ کو فرمایا: خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس۔ یہ الہام اپنی بقا اور ترقی کے لیے ہے آپؑ کی نسل کے لیے اور ہر ماننے والے کے لیے ہے۔ جب آپؑ کی بیعت میں شامل ہو گئے تو آپؑ کے بچوں میں نسل میں شامل ہیں۔ اگر اسے پکڑے رکھیں گے تو دین و دنیا میں کامیابی ملے گی ورنہ نہ کوئی خونی رشتہ فائدہ دیتا ہے نہ صرف بیعت کرنا فائدہ دیتا ہے۔

حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ پہلی دفعہ میں حکیم عبدالعزیز اور حکیم عطا محمد صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا۔ جب حضورؑ کمرے سے باہر تشریف لانے لگے تو ہم تینوں دروازے کے پاس

کھڑے تھے۔ ہم دونے حضورؑ کو السلام علیکم عرض کر کے آپ سے مصافحہ کیا مگر عطامحمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں پر گر پڑے۔ حضورؑ نے ان کو اٹھایا اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانے میں اس شرک کو مٹانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ اس طرح پیر چومنا شرک ہے۔ پھر ان سے مصافحہ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مَیں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے اور اس کو بُت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ مَیں نے ہر گز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے اور مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہو گا۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اُس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر اُن کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزار ہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہٰذا اُس ملک کے اہلِ فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علمِ فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اور اس حد تک مَیں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

اس طرح کی بدعات ہمارے لوگوں میں بھی شروع ہو رہی ہیں۔ بعض لوگ اپنے فوت شدگان کی تصاویر اپنے ساتھ لگا لیتے ہیں۔ بعض لوگ شادیوں کی تقریبوں میں تصویر بڑی سی فریم کروا کر لگا لیتے ہیں کہ یہ ہمارے فوت شدہ بزرگ ہیں اور ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ یہ سب شرک ہے۔ بدعت ہے اس سے بچنا چاہیے۔ صرف نیک مقصد کے لیے اپنی یادگار کے طور پر البم میں تصویریں رکھنا جائز ہے لیکن اس کو فطرت بنا لینا اور پھر ہر صبح اٹھ کر دیکھنا، سلام کرنا بدعت ہے۔

میر عبدالرحمٰن صاحب کشمیری کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب پہلے حنفی تھے۔ پھر اہل حدیث ہوئے۔ وہ اپنے دوست سے کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ بڑے موحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ممکن ہے کوئی ایسی جماعت نکل آئے کہ وہ ہم کو بھی مشرک کر دے۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا کیونکہ ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مُردوں کو زندہ کرنے والے اور چڑیوں کا خالق مانتے تھے۔ جب میرے کانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر سنا کہ

ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا
اس خدادانی پہ تیرے مرحبا
مولوی صاحب یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

اس وقت مجھے ہوش آیا۔ میں پیدل قادیان چلا گیا اور بیعت سے مشرف ہوا۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء کا ذکر ہے میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا۔ حضور علیہ السلام نے توحید باری تعالیٰ پر ایک تقریر فرمائی اور فرمایا کہ بعض لوگ کسی کے احسان پر الحمدللہ کہنے کہ بغیر ہی جزاک اللہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ اپنے اندر ایک گونہ شرک کا پہلو رکھتا ہے کیونکہ احسان کرنے والے کی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی توصیف و تحمید بیان کی جائے اور پھر احسان پر جزاک اللہ کہا جائے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ حضور علیہ السلام کے آخری سفر لاہور کی تفصیلات پر مشتمل ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ وفات سے چند روز قبل حضرت صاحبؑ کی زیارت کے لیے مستورات تشریف لائیں۔ حضورؑ چونکہ بہت مصروف تھے ان کو جلدی رخصت فرمانا چاہا مگر انہوں نے عذر کیا اور کچھ نصیحت فرمانے کی درخواست کی۔ حضورؑ نے باوجود انتہائی مصروفیت کے ان کی درخواست کو قبول فرما کر توحید کی تلقین فرمائی اور بت پرستی سے منع فرمایا۔ حضورؑ نے ایک اَور تقریر میں فرمایا تھا عیسیٰ مسیح کو مرنے دو اس میں اسلام کی زندگی ہے۔ مسیح محمدی کو آنے دو کہ اسی میں اسلام کی بزرگی ہے۔

پس توحید کا پیغام پہنچانے اور اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے لیے بھرپور کوشش کی جائے۔ یہ آج مسیح محمدی کے غلاموں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر ایک کو پتا ہی ہے کہ دنیا کے حالات اور خاص طور پر مسلم دنیا کے حالات کیا ہو رہے ہیں، بہت دعا کی ضرورت ہے۔ جنگ بندی کہنے کو تو ہوئی ہے لیکن یہ دیرپا نظر نہیں آتی بلکہ ابھی سے اس میں دراڑیں پڑنی شروع ہو چکی ہیں۔ اسرائیلی حکومت کی کوشش ہے کہ کسی طرح لبنان پر حملہ کر کے ایرانیوں کو بھی اشتعال دلائے اور وہ جواب دیں۔ اب تو بعض یورپین لیڈروں نے بھی اس کے اس فعل کی مذمت کی ہے۔ کوئی تو آواز اٹھائی کم از کم۔ اب کچھ نہ کچھ تو اخلاق کا اظہار کیا ہے ان لوگوں نے۔ لیکن یہ یہیں تک رہیں گے، اتنا ہی اخلاق ہے ان میں۔ اس سے زیادہ نہ یہ کوشش کرنا چاہتے ہیں نہ ان میں جرات ہے اور نہ طاقت ہے۔ بہر حال ہمیں دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان دنیا پر رحم فرمائے۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۱۷؍ اپریل ۲۰۲۶ء

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۸﴾ سورۃ یونس

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اور تُو انہیں کہہ کہ اللہ کی یہی مشیت ہوتی کہ اس کی جگہ کوئی اور تعلیم دی جاتی تو مَیں اسے تمہارے سامنے پڑھ کر نہ سناتا اور نہ وہ تمہیں اس تعلیم سے آگاہ کرتا۔ چنانچہ اس سے پہلے مَیں تم میں ایک عرصہ دراز گزار چکا ہوں کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کے نشانات کو جھٹلائے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا۔ غرض یہ یقینی بات ہے کہ مجرم لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر ہو رہا ہے۔ آج آپؐ کے خُلق صداقت، سچائی، راستبازی کے بارے میں ذکر ہو گا۔

آپؐ کی سیرت کے واقعات میں آپؐ کی صداقت کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں۔ دشمن بھی آپؐ کی راستبازی کے اعلیٰ ترین معیار کا اقرار کیے بنا نہیں رہ سکتا۔

آنحضور ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ سچائی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرو۔ پس آج اس حوالے سے ہم سب کو اپنے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ یہ سچائی کے اعلیٰ ترین معیار ہی ہیں جو ہماری زندگی کے ہر لمحے میں کامیابی کی ضمانت ہیں اور اسی طرح ہمارے لیے تبلیغ کے راستے بھی کھولنے والے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی پاک زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کے متعلق دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے دشمنوں نے بھی اقرار کیا کہ آپؐ صادق و امین تھے اور انہوں نے کوئی الزام نہ لگایا۔ دشمن نے بھی آپؐ کی صداقت اور پاکیزگی کی شہادت دی۔

فرمایا کہ آنحضور ﷺ کی وہ کون سی چیز تھی جو مخالفین پر اثر کرتی تھی۔ وہ قرآن کریم سے ابتداءً متاثر نہیں ہوئے بلکہ وہ محمد ﷺ کی پہلی زندگی تھی آپؐ ان میں رہے آپؐ کی دیانت، راستبازی اور ہمدردی خلائق اور ایثار تھا جو اُن پر اثر کرتا تھا۔ دعویٰ سے پہلے آپؐ انہیں شرک سے منع نہیں کرتے تھے کیونکہ حکم خداوندی نہ تھا مگر آپؐ خود مشرک نہ تھے۔ پس آپؐ کے طور طریقے کی خوبی ہی تھی جس کا اثر تھا اور یہ اثر اندر ہی اندر کھاتا جاتا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ، نبی آخر الزمان جو سید المتقین تھے کو انواع و اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی طرح داغِ ہجرت آپؐ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح و نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سوا ے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اُس کے لیے مدد نازل ہوتی ہے۔ اس طرح آسمانی فیصلے سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔

فرمایا: اللہ جلّ شانہٗ ہمارے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ وانک لعلیٰ خلق عظیم یعنی تُو ایک بزرگ خُلق پر قائم ہے۔ یعنی تمام قسمیں اخلاق کی… تجھ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں… تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورے سے اپنے اپنے محل پر ظاہر کی جائیں گی تو ان سب کا نام اخلاق ہو گا۔

آنحضرت ﷺ سچائی کو دنیا میں پھیلانے کے لیے آئے تھے اس لیے مختلف مواقع پر آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو بھی سچائی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر سچ فرض ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنّت کی طرف لے جاتی ہے۔ کوئی شخص مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ کی جستجو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ تم لوگ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

ایک اَور موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ بے شک جھوٹ کسی حال میں درست نہیں، نہ سنجیدگی میں اور نہ مذاق میں۔ نہ یہ کہ کوئی شخص اپنے بچّے سے وعدہ کرے اور اسے پورا نہ کرے۔

علامہ رازیؒ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مَیں ایسا شخص ہوں جو چاہتا ہے کہ وہ اپنی برائیوں سے بچے لیکن مجھ میں شراب، چوری، زنا اور جھوٹ کی عادتیں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ مجھ میں پوری طاقت نہیں کہ مَیں ان سب کو چھوڑ سکوں۔ اگر آپؐ ایک پر قناعت کریں تو مَیں آپؐ پر ایمان لے

آؤں گا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم جھوٹ کو چھوڑ دو۔ اس نے جھوٹ چھوڑنے کا قول کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر جب وہ نبی ﷺ کے پاس سے نکلا تو اسے ان تمام برائیوں کے مواقع پیش آئے اور اس خیال سے کہ اگر وہ ان برائیوں میں آلودہ ہوا اور نبی ﷺ نے اس سے پوچھا تو اسے سچ بولنا ہو گا اور اس طرح وہ ان سب برائیوں سے بچتا چلا گیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جب آنحضور ﷺ کا دعویٰ نبوت پہنچا تو آپؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ مجھے آپؐ کے متعلق ایک بات پہنچی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! تمہیں میرے متعلق کیا بات پہنچی ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یہی کہ آپؐ لوگوں کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتے ہیں اور آپؐ کہتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! میرے خدا نے مجھے بشیر اور نذیر بنایا ہے اور مجھے ابراہیم کی دعا بنایا ہے اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! مَیں نے کبھی آپؐ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ آپؐ اپنی امانت کی عظمت، صلہ رحمی اور اچھے اعمال کی وجہ سے نبوّت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ مَیں آپؐ کی بیعت کروں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک آگے کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کی بیعت کی۔

حضرت خدیجہؓ نے آغازِ نزولِ وحی کے موقعے پر آنحضرت ﷺ کی امانت وصداقت پر جو عظیم الشان کلمات فرمائے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں غور کرو کہ پچپن سالہ بی بی، آپؐ کی ہم شہر، ہم قوم جو پندرہ سال سے آپؐ کے بیاہ میں ہے، کیا گواہی دیتی ہے۔ خدیجہ کی گواہی ایسے وقت میں جب آپؐ غمگین اور مضطرب تھے، غور کے قابل ہے۔ اگر آپؐ میں یہ صفات نہ ہوتیں تو خدیجہ کا بیان اُس وقت ہرگز تسلی بخش نہ ہوتا۔

شعبِ ابی طالب میں جب محصوری کا تیسرا سال ہونے کو آیا تو آنحضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے چچا ابو طالب کو اطلاع دی کہ بنو ہاشم کے بائیکاٹ کا جو معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا اس کی ساری عبارت کو اللہ کے ذکر کے سوا دیمک کھا گئی ہے۔ حضرت ابو طالب کو آنحضور ﷺ کے قول پر ایسا یقین تھا کہ انہوں نے اپنے بھائیوں سے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ محمد (ﷺ) نے آج تک مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ چنانچہ وہ اِن کے ساتھ سردارانِ قریش کے پاس گئے ان سے کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے یہ بتایا ہے اور اس نے مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پس اگر میرا بھتیجا سچا نکلا تو تمہیں اپنے بائیکاٹ کے فیصلے سے پیچھے ہٹنا ہو گا اور اگر وہ جھوٹا نکلا تو مَیں اسے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ چاہو تو اسے قتل کرو چاہو تو زندہ رکھو۔ جب معاہدے کو دیکھا گیا تو وہ ایسے ہی تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ چنانچہ قریش اپنی قوم کے سامنے شرمندہ ہو گئے۔

ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مَیں مزاح ضرور کرتا ہوں مگر اس میں بھی صرف سچی بات کرتا ہوں۔

اسی طرح فرمایا کہ ہلاکت ہے اُس شخص پر جو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس کی وجہ سے لوگ ہنس پڑیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا ذاتی مقام تو سچ کے متعلق اتنا بالا تھا کہ آپ کی قوم نے آپ کا نام ہی صدیق رکھ دیا تھا۔ آپؐ اپنی جماعت کو بھی سچائی پر قائم رہنے کی ہمیشہ تلقین فرماتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ سچ ہی نیکی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور نیکی ہی انسان کو جنت دلاتی ہے اور سچ کا اصل مقام یہ ہے کہ انسان سچ بولتا چلا جائے یہاں تک کہ خدا کے حضور بھی وہ سچا سمجھا جائے۔

آج ہر احمدی کا کام ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہمارے سچائی کے معیار کیا ہیں اور جو کمزوریاں ہیں انہیں ہم نے دور کرنا ہے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے محترمہ شاہدہ احمد صاحبہ اہلیہ مرزا نسیم احمد صاحب کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ مرحومہ گذشتہ دنوں ۹۱/سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی، حضرت نواب عبد اللہ خان صاحبؓ اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔ حضورِ انور نے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۲۴/ اپریل ۲۰۲۶ء

آنحضرت ﷺ کے سچائی کے اعلیٰ معیار کے حوالے سے آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور مومنوں کو نصیحت اور ہدایت کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہوا تھا۔ اس سلسلے میں مزید بیان کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی علامت کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

اب دیکھیں کہ یہ عادت عموماً لوگوں میں ہوتی ہے جماعت میں بھی بعض لوگوں

میں بہت زیادہ موجود ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کے صحابہؓ کو جھوٹ سے بڑھ کر کوئی خصلت زیادہ ناپسند نہ تھی۔ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بول دیتا تو وہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں رہتی۔ آپؐ کو پتا ہوتا کہ جھوٹ بولا ہے اور آپؐ کو اس کا بڑا درد ہوتا اور اس کو محسوس کرتے اور دل میں بھی رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے اِس سے توبہ کر لی ہے اصلاح کر لی ہے اور جھوٹ بولنے سے اس نے مکمل طور پر اجتناب شروع کر دیا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبیؐ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری ایک سوت ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ میں اپنے خاوند کے مال سے خوب سیر ہونے کا اظہار کروں کہ مجھے میرا خاوند بڑا دیتا ہے جو اس نے مجھے نہیں دیا ہوتا، صرف اس کو چڑانا چاہتی ہوں، اس کو تنگ کرنا چاہتی ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: جو شخص اس چیز سے جو اس کو نہیں دی گئی سیر ہونے کا اظہار کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا۔

اس کی شرح میں لکھا ہے کہ کپڑے کا لفظ یہاں بطور مثال استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص جھوٹ اور فریب سے کام لینے والا ہے اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہیں ایک کو اوڑھا ہوا ہے اور دوسرے کو تہ بند بنایا ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں جن میں ہوں وہ پورا منافق ہوتا ہے اور جس میں ان خصلتوں میں سے ایک ہی خصلت ہو اس میں نفاق کی بھی یہ خصلت ہو گی جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب عہد کرتا ہے تو عہد شکنی کرتا ہے اور جب جھگڑتا ہے تو گالی بکتا ہے۔

یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی طرح براہ راست یا بالواسطہ جھوٹ کی طرف لے کے جانے والی باتیں ہیں یا ان سے جھوٹ کا اظہار ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اس کی بدبو کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا۔

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو آپؐ کی انگلیوں کو نمی لگی۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کیا معاملہ ہے یہ اندر سے گیلی ہے؟ اناج والے نے کہا یا رسول اللہؐ! اس پر بارش ہو گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو تُو نے اسے اناج کے اوپر کیوں نہ کر دیا۔ اگر اس میں بارش ہو گئی تھی تو اوپر رکھتے تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکتے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

پس آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقی ایمان لانے کا اعلان کرتے ہیں تو ہمارے ہر قول اور فعل میں سچائی کا اعلیٰ معیار ہونا چاہیے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ نہیں تو تم مجھ میں سے نہیں ہو۔ پھر میرا کوئی تعلق نہیں تمہارے سے۔

آپؐ ہمیشہ سچ بولنے اور امانت، دیانت میں سب سے نمایاں ہونے کی وجہ سے لوگوں میں صادق اور امین مشہور تھے۔

ایک مصنف نے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جاہلیت کے زمانے میں ان کے پاس ان سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا یعنی قوم میں کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ لوگ بتوں، مورتیوں اور طاغوتوں کی عبادت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی لوگوں یعنی شیطان کے گروہ اور بت پرستوں کے درمیان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بت کی طرف رغبت نہیں کی نہ کبھی ان لوگوں کے ساتھ کسی دربار میں شریک ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی جھوٹ نہیں سنا گیا۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدوق، امین، بردبار اور نہایت مہربان سمجھتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلے کروائے جاتے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ آپؐ کے اخلاق حسنہ کی عمومی شہادت ہے جو آپؐ کی قوم نے دی۔ آپؐ کی نبوت کے دعویٰ سے پہلے آپؐ کی قوم نے آپؐ کا نام امین اور صدیق رکھا۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی بہت ہوتے ہیں جن کو کسی کڑی آزمائش میں سے گزرنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہاں! عمومی آزمائشوں سے گزرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی قوم ان کو کوئی خاص نام نہیں دیتی۔ جیسے لڑائی میں شامل ہونے والا ہر سپاہی جان کو خطرے میں ڈالتا ہے لیکن قوم ہر ایک کو وکٹوریا کراس نہیں دیتی۔ نہ جرمن قوم ہر ایک کو آئرن کراس دیتی ہے۔ ایسا ہی کسی شخص کو ساری قوم کا امین اور صدیق کا خطاب دینا غیر معمولی بات ہے۔ پس عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک ہی شخص کو امین اور صدیق کا خطاب دینا بتاتا ہے کہ اس کی امانت اور اس کا صدق دونوں اعلیٰ درجے کے تھے کہ ان کی مثال عربوں کے علم میں کسی اَور شخص میں نہیں پائی جاتی تھی۔ عرب اپنی باریک بینی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز تھے۔ پس جس چیز کو وہ نادر قرار دیں وہ یقیناً دنیا میں نادر ہی سمجھی جانے کے قابل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کو اطلاع دیتے ہیں کہ مجھ پر یوں وحی ہوئی ہے۔ بیوی یہ نہیں کہتی کہ کیا جھوٹ بنانے لگے ہو بلکہ وہ کہتی ہے کہ

آپ گھبرائیں نہیں آپ نے جو کچھ دیکھا ٹھیک دیکھا اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کر سکتا کیونکہ آپ جھوٹ نہیں بولتے، نادار کا بوجھ اٹھاتے ہیں، گمشدہ نیکیوں کو قائم کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، سچائی اور حق کی مدد کرتے ہیں۔ وہ آپ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاتی ہیں۔ یہ اسرائیلیات کے عالم تھے تو وہ سنتے ہی کہتے ہیں کہ اس وحی میں ویسے ہی احکام اور فرامین پائے جاتے ہیں جیسے موسیٰؑ کی وحی میں۔ گھر میں چچیرا بھائی ہے جو جوان ہے اور نوجوانوں میں تبلیغ کا اچھا ذریعہ بن سکتا ہے۔ وہ بھائی اور بھاوج کی باتیں سن کر کہتا ہے میں بھی یقین رکھتا ہوں کہ آپؐ سچے ہیں اور ضرور خدا تعالیٰ نے آپؐ سے باتیں کی ہیں۔ پھر ایک آزاد کردہ غلام ہے جو آپؐ کے اخلاق کا شکار ہو گیا ماں باپ کو چھوڑ کر آپؐ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ جب آہستہ آہستہ ہونے والی باتوں کو سنتا ہے اور اپنے آقا کے چہرے پر فکر و اندیشے کے آثار دیکھتا ہے تو آگے بڑھ کر اپنے آقا کے دامن کو تھام لیتا ہے اور کہتا ہے اے میرے آقا! وہی ہو گا جو آپؐ نے دیکھا۔ جو آپؐ نے کہا، جو دیکھا وہ سچ ہے۔ مجھے بھی اپنے ساتھ رہنے دیں۔ پھر ایک گہرا دوست ہے گویا ایک ہی صدف میں پلنے والا دوسرا موتی۔ وہ سنتا ہے کہ اس کے دوست نے بے پر کی اڑانا شروع کر دی ہیں اور شاید اس کے دماغ میں خلل آ گیا ہے۔ وہ آ کر کہتا ہے صرف یہ بتائیے کہ کیا باتیں سچ ہیں اور آپؐ کی تصدیق کرنے پر کہتا ہے کہ میرے سچے دوست! مَیں آپؐ کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی تدبیر دیکھو! اس مخالفت کا طوفان آنے سے پہلے کس طرح آپؐ کے ساتھی پیدا کر دیے۔ موسیٰؑ نے دعا مانگ کر ایک وزیر بوجھ اٹھانے کے لیے مانگا تھا مگر محمد رسول اللہؐ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ وزیر بن مانگے ہی دے دیے اور ایسے وزیر جنہوں نے آپؐ کو بوجھ بٹانے میں کمال کر دیا۔ ورقہ بے شک جلدی فوت ہو گئے مگر ایک نہ مٹنے والی شہادت آپؐ کی صداقت پر دے گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے بارہ سال تک عورت ہو کر وہ کام کر کے دکھایا کہ بہادر سے بہادر مرد کی آنکھیں نیچی ہوتی ہیں۔ زیدؓ نے بیس سال تک اس کے بعد قربانی کا بے مثال نمونہ دکھایا اور آخر تلواروں کی دھاروں کے سامنے اپنا خون بہا کر ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہؐ کے وزیر کیسے ہونے چاہئیں۔ ابو بکرؓ اور علیؓ تو آپؐ کی وفات کے بعد بھی رہے اور خلیفہ بن کر وزارت کا ایک نئے رنگ میں ثبوت دے گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے آپؐ نے ہر ایک قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لیے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہیں کیے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت و صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔... ہمارے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا جو حیوانوں سے بدتر تھے بعض ماؤں اور بہنوں میں حیوانات کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے تھے۔ مردوں کا مال کھاتے تھے۔ بعض ستارہ پرست تھے۔ بعض دہریہ تھے۔ بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے ہر ایک غلط عقیدہ یا بری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے اس کے استحصال کے لیے کافی تعلیم اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت و تصرف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور اس زمانے میں بھیجا جب جاہلیت کی انتہا ہوئی ہوئی تھی اور پھر ان جانوروں کو انسان بنایا۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کے اسوہ پر چلتے ہوئے قرآن کریم اور آپ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے سچائی کے معیاروں کو بلند تر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبۂ جمعہ ۱؍ مئی ۲۰۲۶ء

آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت سے سچائی پر ہر قیمت پر عمل کرنے اور اس حوالے سے مخالفین کو چیلنج کرنے کے بعض واقعات آج بیان کروں گا۔

سب سے پہلے آپؑ کے بہت بڑے مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جنہوں نے حضورؑ پر کافر اور کذّاب ہونے کا الزام لگایا تھا، انہیں حضورؑ نے جو جواب دیا وہ پیش کروں گا۔ یہ ایسا واضح جواب ہے کہ اگر کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے تو ان

الزامات پر ہرگز یقین نہیں کر سکتا۔

حضورؑ نے مولوی صاحب کے ایک خط کے جواب میں، جس میں انہوں نے آپؑ کو مخالفِ دینِ اسلام، کافر اور کاذب وغیرہ بیان کیا تھا انہیں لکھا کہ اگر آپ طالبِ حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزّت ایسے خطرے میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جلّ شانہٗ کی توفیق سے مَیں سچ کے لیے اپنی جان اور عزّت سے دست بردار ہو گیا۔ اور بسا اوقات مالی مقدمات میں مَیں نے سچ کے لیے بڑے بڑے نقصان اٹھائے۔ اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور بھائی کے بر خلاف مَیں نے گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہو۔ پھر جب مَیں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر مَیں خدا پر کیوں جھوٹ بولتا۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ ایک اَور بات بھی ذریعہ آزمائش صادقین ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ کبھی انسان کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ بجز کذب کے کوئی حیلہ رہائی کا اُس کو نظر نہیں آتا تب وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اُس کی سرشت میں صدق ہے یا کذب ہے۔ حضورؑ نے اس حوالے سے تین نمونے اپنی سوانح سے پیش فرمائے جن میں نمبر ایک مرزا اعظم بیگ صاحب لاہوری کی کوشش سے دائر شدہ مقدمہ دخلِ ملکیت، نمبر دو مقدمہ ڈاک خانہ اور تیسرا واقعہ حضورؑ کے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی جانب سے ایک ہندو پر دائر کردہ مقدمہ تھا، جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اُس ہندو پر یہ مقدمہ کیا تھا کہ اُس نے حضورؑ اور آپؑ کے خاندان کی زمین پر مکان بنالیا ہے اور مسماری کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ مگر ترتیبِ مقدمہ میں ایک امر خلافِ واقعہ تھا۔ چنانچہ مخالفین نے حضورؑ کا نام گواہوں کی فہرست میں شامل کروا دیا کہ جو مرزا صاحب گواہی دیں گے ہمیں منظور ہو گا۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ وہ مقدمہ مَیں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایتِ صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا اور سچائی کو مقدم رکھ کر مالی نقصان کو پیش رکھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو جب علم ہوا کہ مخالف فریق نے حضرت مسیح موعودؑ کی گواہی طلب کی ہے تو چونکہ وہ جانتے تھے کہ حضورؑ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے، اس لیے انہوں نے مقدمہ ہی واپس لے لیا۔ حضورِ انور نے اس مکان کی تاریخ بھی بیان فرمائی۔ یہ مکان ڈپٹی شنکر داس کی حویلی کہلاتی تھی، جو انتہائی متعصب و مخالف تھا۔ اس مکان سے حضورؑ کے مکانات کی بے پردگی بھی ہوتی تھی۔ پھر یہ شخص نماز کے لیے آنے جانے والوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ جب نمازی حضورؑ سے اس کے رویّے کی شکایت لگاتے تو حضورؑ فرماتے کہ صبر کرو! شاہی کیمپ کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ڈپٹی کا ہنستا بستا گھر گِرنے لگا اور وہ خود بھی بیمار ہو کر یا کسی طرح وہاں سے چلا گیا۔ یہ مکان حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے خرید لیا۔ ۱۹۳۲ء میں اس مکان میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کا قیام عمل میں آیا اور اس کا افتتاح بھی سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔ خدا کی قدرت ہے کہ وہ شخص جو بڑی رعونت سے مسجد میں آنے جانے والوں کو روکا کرتا تھا۔ آج خدا کی تقدیر نے اُس کے گھر کو، اُس سارے علاقے کو مسجد بنا دیا ہے۔ یہ مکان اب مسجد اقصیٰ کا حصّہ ہے۔

ان مختلف مقدمات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب اور تایا صاحب ذکر کیا کرتے تھے کہ ہمارا گاؤں مرزا صاحب کی تعلقہ داری میں تھا کچھ عرصہ حضورؑ اپنے والد صاحب کے مختار رہے اور ہمارے ساتھ بھی بعض پیشیوں میں جانا ہوا۔ آپؑ ہمیشہ راستی کا پہلو اختیار کرتے، خواہ مقدمے کو کسی قدر نقصان پہنچ جاتا۔

حضرت میاں اللہ یار صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صاحبؑ کی عمر پچیس تیس سال تھی، آپؑ کے والد صاحب کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر ایک تنازعہ ہو گیا۔ آپؑ کے والد صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ زمین ہماری ہونے کی وجہ سے درخت بھی ہماری ملکیت ہیں۔ آپؑ مقدمے کی پیروی کے لیے گورداسپور تشریف لے گئے، آپؑ کے ہمراہ دو گواہ بھی تھے۔ حضرت اقدسؑ نے راستے میں گواہوں سے فرمایا کہ ابا جان یوں ہی زبردستی کرتے ہیں، درخت بھی تو کھیتی کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں اگر کاٹ لیے تو کیا ہرج ہے۔ مَیں تو عدالت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مطلقاً ہمارے ہی ہیں، ہاں! ہمارا حصّہ ہو سکتا ہے۔ موروثیوں کو بھی آپؑ پر بے حد اعتماد تھا۔ جب مجسٹریٹ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بلا تامل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے معلوم کر لیں۔ آپؑ نے دریافت کیے جانے پر فرمایا کہ میرے نزدیک درخت کھیتی کی طرح ہیں۔ جس طرح کھیتی میں ہمارا حصّہ ہے اُسی طرح درخت میں بھی ہمارا حصہ ہے۔ چنانچہ آپؑ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی سے سچائی کے یہ بعض واقعات پیش کیے ہیں۔ آپؑ نے ہمیشہ سچائی کو مقدم رکھا اور جھوٹ کے قریب بھی نہیں گئے۔ آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو بھی ہمیشہ سچائی پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ بلکہ شرائطِ بیعت میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم جھوٹ سے نفرت کریں گے اور سچائی پر قائم رہیں گے۔ پس ہمارا یہ فرض ہے کہ سچائی کو اپنا خاص وصف بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۸؍ مئی ۲۰۲۶ء

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپؑ کی صداقت کے معیار کے کچھ حوالے اور واقعات بیان کیے تھے۔ آج بھی چند ایک واقعات بیان کروں گا۔

حضرت مسیح موعودؑ پر ایک مقدمہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے اقدامِ قتل کا دائر ہوا تھا۔ یہ انتہائی خطرناک مقدمہ تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں یہ مقدمہ ایسا خطرناک تھا کہ پھانسی کی سزا بھی ہو سکتی تھی۔ یہود کی طرف سے رومی عدالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیے جانے والے مقدمے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس قسم کا مقدمہ مجھ پر بھی ہوا تھا۔ مسیح علیہ السلام کے خلاف تو یہودیوں نے مقدمہ کیا تھا مگر اس سلطنت میں میرے خلاف جس نے مقدمہ کیا وہ معزز پادری تھا اور ڈاکٹر بھی تھا ۔ جس نے مجھ پر اقدامِ قتل کا مقدمہ بنایا اور اس نے شہادت پوری طرح بہم پہنچائی یہاں تک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو اس سلسلے کا سخت مخالف دشمن ہے وہ شہادت دینے کے واسطے عدالت میں آیا اور جہاں تک اس سے ہو سکا اس نے میرے خلاف شہادت دی۔ اور پورے طور پر مقدمہ میرے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی۔

یہ مقدمہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداس پور کے اجلاس میں تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں تمام شہادتیں میرے خلاف بڑے زور شور سے دی گئیں۔ ایسی حالت اور ایسی صورت میں کوئی قانون دان اہل رائے بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں بری ہو سکتا ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ نے جیسے مقدمے سے پہلے مجھے اطلاع دی اسی طرح یہ بھی قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا کہ میں اس میں بری ہوں گا۔

کپتان ڈگلس کو مدعی کے بیان پر کچھ شبہ تھا اس لیے اس نے عبدالحمید کو پولیس افسر کپتان لیمارچند کے سپرد کیا کہ دوبارہ تفتیش کرو۔ کپتان نے عبدالحمید کو بلایا اور اس کو کہا کہ سچ بیان کر۔ عبدالحمید اس پر بھی وہی قصہ جو اس نے پہلے پیش کیا تھا وہی کہتا رہا ۔ کپتان صاحب نے سختی سے کہا کہ اصل بات بیان کر۔ اس پر اس نے اصلیت کھول دی اور صاف اقرار کیا کہ مجھے دھمکا کر یہ بیان کرایا گیا تھا۔ لیکن مجھے ہرگز ہرگز مرزا صاحب نے قتل کے لیے نہیں بھیجا۔ کپتان اس بیان کو سن کر خوش ہوا اور اس نے ڈپٹی کمشنر کو تار دیا کہ ہم نے مقدمہ نکال لیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت کورٹ میں مَیں دیکھتا تھا کہ ڈپٹی کمشنر اصلیت کے کھل جانے سے بڑا خوش تھا اور ان عیسائیوں پر اسے سخت غصہ تھا جنھوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہی دی۔

اس نے مجھے کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر مقدمہ کر سکتے ہیں۔ مگر چونکہ میں مقدمہ بازی سے متنفر ہوں میں نے یہی کہا کہ میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔

اسی مقدمے میں حضرت مسیح موعودؑ کی راستبازی اور اعلیٰ اخلاق کا بیان اس موقع پر پیش ہونے والے ایک غیر از جماعت وکیل مولوی فضل دین صاحب کا بیان ہے۔ وہ کہتے ہیں: میرے دل میں مرزا صاحب کی بہت عظمت ہے۔ میں ان کا مقام و مرتبہ بہت عظیم الشان سمجھتا ہوں۔ اگرچہ ان کے دعاوی کے متعلق علم نفس کی رو سے، یہ مانتا ہوں کہ ان کو سمجھنے میں غلطی ہو لیکن وہ بہر حال ایک نیک انسان ہیں۔

یہی روایت حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ سے ایک ہندو لالہ دینہ ناتھ نے بیان کی کہ ایک مجلس میں مولوی فضل دین صاحب کی موجودگی میں کسی نے ان کی ایسے رنگ میں مخالفت کی جو شرافت اور اخلاق کے پہلو سے گری ہوئی تھی۔ یہ سن کر مولوی فضل دین صاحب مرحوم کو بہت جوش آگیا۔ انہوں نے بڑے جذبہ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں۔ ان کے دعاوی پر میرا اعتقاد نہیں ۔ لیکن مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں گواہ ہوں۔ میں وکیل ہوں اور ہر قسم کے طبقہ کے لوگوں کے مقدمات میرے پاس آتے ہیں۔ ہزاروں کو میں نے اس سلسلے میں دیکھا کہ جسے بھی قانونی مشورہ کے تحت اپنے بیان کو بدلنے کی ضرورت پیش آئے اس نے بلا تامل اپنا بیان بدل لیا۔ لیکن میں نے اپنی عمر میں صرف مرزا صاحب ہی کو دیکھا ہے جنھوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔

مارٹن کلارک کے مقدمہ میں مَیں نے ان کے لیے ایک قانونی بیان لکھا اور ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے اسے پڑھ کر کہا اس میں تو جھوٹ ہے۔ میں نے کہا کہ ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا اور قانوناً اسے اجازت ہے کہ جو چاہے وہ بیان کرے۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ قانون نے تو اسے یہ اجازت دے دی ہے مگر خدا تعالیٰ تو اجازت نہیں دیتا۔ پس میں صحیح صحیح امر پیش کروں گا۔ پھر ہم نے ان سے کہا کہ آپ صرف یہ کہہ دیں کہ میں عبدالحمید کو نہیں جانتا باقی ہم سنبھال لیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہماری ساری تجاویز کو سن کر فرمایا کہ میں دنیا میں راستی کو قائم کرنے کے لیے آیا ہوں، میں ہرگز جھوٹ نہیں بولوں گا خواہ مجھے پھانسی دے دی جائے۔ میں عبدالحمید کو جانتا ہوں۔ وہ قادیان میں آیا کرتا تھا میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا خواہ کچھ ہو جائے۔ ہم نے عرض کی کہ جھوٹ نہ بولنا چاہیں تو گول مول بات کر دیں مگر حضورؑ نے فرمایا: مَیں تو ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ خدا نے مجھے دنیا میں اپنا نمونہ پیش کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ میں جان بچانے کی خاطر ایسا نمونہ پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اگر سچ

بولتے ہوئے ہماری جان بھی جائے تو تب بھی ہم کامیاب ہو گئے۔

جب حضور کا بیان عدالت میں ہوا تو حضورؑ نے صاف طور پر بیان کر دیا کہ میں عبدالحمید کو جانتا ہوں۔ اس طرح ہم نے یقین کر لیا کہ اب رہائی ناممکن ہے مگر خدا کی نصرت اس مقدمے میں حضور کو جو نصیب ہوئی یہ دیکھ کر ہم حیران ہو گئے کہ خدا نے کس طرح سے اپنے مامور کی مدد کی اور وہ اس سنگین مقدمے میں باعزت طور پر بری ہو کر کامیاب ہوئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ۱۹۱۶ء میں مسٹر والٹر سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیق کرنے کے لیے قادیان آئے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے بانی سلسلہ کے کسی پرانے صحابی سے ملایا جائے۔ اس وقت منشی اروڑے خان صاحبؓ مرحوم قادیان میں تھے۔ والٹر صاحب کو منشی صاحب کے ساتھ ملوایا گیا۔ مسٹر والٹر نے منشی صاحبؓ سے رسمی گفتگو کے بعد یہ دریافت کیا کہ آپ پر جناب مرزا صاحب کی صداقت کی کس دلیل نے سب سے زیادہ اثر کیا؟ منشی صاحبؓ نے جواب دیا کہ میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں اور زیادہ علمی دلیلیں نہیں جانتا مگر مجھ پر جس بات نے سب سے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی۔ آپ سے زیادہ سچا، زیادہ دیانتدار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا تھا۔ مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں۔ یہ کہہ کر منشی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں اس قدر بے چین ہو گئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی۔ مسٹر والٹر کا چہرہ بالکل سفید ہو گیا۔ انہوں نے اپنی کتاب احمدیہ موومنٹ میں اس واقعے کا خاص طور پر ذکر بھی کیا اور لکھا کہ جس شخص نے اپنی صحبت میں اس قسم کے لوگ پیدا کیے ہیں اسے ہم کم از کم دھوکے باز نہیں کہہ سکتے۔

مرزا رحیم بخش صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک احمدی شخص ملا۔ چند باتیں ہوئیں۔ میں قائل ہو گیا۔ رات کو خواب آئی کہ ہم چاروں بھائی ایک پہاڑ کی غار میں بھولے ہوئے ہیں، راستہ نہیں ملتا۔ پھر میں ایک طرف سے چڑھ کر اوپر آ گیا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ریل چل رہی ہے مگر گاڑی زمین سے بہت اونچی ہے۔ میں حیران ہوں کہ کیسے چڑھوں۔ ایک شخص کھڑا ہے، کہتا ہے کہ یہ جو رسی آسمان سے لٹکی ہوئی ہے اس کو پکڑو۔ اوپر چڑھ سکتے ہو۔ کہتے ہیں صبح ابراہیم صاحب میرے پاس آئے۔ میں نے خواب سنائی تو انہوں نے قرآن کریم نکال لیا اور واعتصموا بحبل اللّٰہ دکھایا کہ اشارہ ہے کہ اللہ کی رسی کو پکڑ لو۔ میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ جواب آیا کہ بیعت منظور ہے مگر قادیان میں ضرور آؤ۔

کہتے ہیں میں امرتسر سٹیشن سے بٹالہ والی گاڑی میں بیٹھا تو دو تین بوڑھے سکھ ساتھ بیٹھ گئے۔ مجھے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا قادیان۔ انہوں نے کہا مرزے کے قادیان؟ میں نے کہا ہاں۔ میں نے حضرت صاحب کے بارے میں پوچھا کہ وہ کیسے ہیں؟ تو اپنی عقل کے مطابق کہنے لگے کہ بڑا مشہور ہے وہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں نے ویسے ہی شرارتاً کہا کہ میں مرزا کو جانتا ہوں سیالکوٹ میں وہ اور میرا باپ دونوں ملازم تھے وہ مل کر بھنگ پیتے تھے۔ میں نے ویسے ہی مذاق میں کہہ دیا۔ اس پر سکھوں نے کہا کہ میاں! یہ ہرگز مت کہو۔ وہ تو ایک سادھو آدمی ہے اور نہایت صادق اور امین آدمی ہے۔ وہ ایسا مشہور ہے کہ لوگ اس کی مثال پیش کیا کرتے ہیں۔ کوئی سچ بولے تو ہمارے ہاں لوگ کہتے ہیں کہ کیا تُو مرزا غلام مرتضیٰ کا لڑکا ہے۔ یہ تو مثال بن چکا ہے۔ ایک نے کہا وہ ہمارے ساتھ بچپن میں کھیلتا تھا۔ ہم اس لیے ادب کرتے تھے کہ رئیس کا بیٹا ہے۔ پھر ان میں تبدیلی آتی گئی اور اندر ہی اندر رہنے لگے۔ یعنی گوشہ نشین ہو گئے اور اندر ہی جادو پکاتا رہا (وہ یہ سمجھتے تھے) اور اندر بیٹھ کر، قادیان کے چار چار میل پر اس نے جادو کر دی۔ کسی مذہب کا کوئی شخص اس کے پاس آئے تو وہ اس کے مذہب سے اپنے آپ کو سچا ثابت کر کے دکھا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آسمانوں سے آیا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے یہ باتیں سن لیں۔ جب میں قادیان مہمان خانے اترا تو تین چار لڑکے تھے۔ میں نے آزمانے کے لیے ان سے سختی سے کلام کیا مگر میری سختی کے مقابلے میں بڑی نرمی اور اخلاق سے پیش آئے۔ قادیان میں بہت سخت گرمی تھی۔ میں نے واپس جانا چاہا تو ایک عرب ملا۔ اس نے کہا اب آئے ہو تو حضرت صاحبؑ دیکھے بغیر واپس نہ جانا۔ یہ زمانہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ اسی دوران اذان ہو گئی تو میں نے سوچا نماز پڑھ لوں۔ نماز کے بعد حضورؑ مجلس میں بیٹھ گئے۔ سر نیچے کیا ہوا تھا۔ میں سامنے کھڑا تھا اور میری داڑھی مونچھ کچھ نہ تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ جب تک میں اس شخص کا چہرہ نہیں دیکھوں گا یقین نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحبؑ نے چہرہ اٹھا کر دیکھا، میں نے دل میں کہا کہ آپؑ صادق ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر دیکھا، میں نے کہا: اٰمَنَّا۔ یعنی میں نے مان لیا۔ تیسری دفعہ پھر دیکھا تو کہتے ہیں کہ مَیں قربان ہی ہو گیا۔

حضرت چودھری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ نے بیان کیا ہے جب میں نے پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاہور میں زیارت کی تھی، میرے دل میں جو اثر اُس وقت ہوا وہ یہی تھا کہ یہ شخص صادق ہے اور جو کہتا ہے وہ سچ ہے اور ایک ایسی محبت میرے دل میں آپؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈال دی گئی کہ وہی میرے لیے حضور علیہ السلام کی صداقت کی اصل دلیل ہے۔ میں گو اس وقت بچہ تھا لیکن اس وقت سے لے کر اب تک مجھے کسی وقت بھی کسی دلیل کی ضرورت نہیں پڑی۔ بعد میں متواتر ایسے واقعات رونما ہوتے رہے جو میرے ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوئے کیونکہ میں

نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر ہی مانا تھا اور وہی اثر اب تک میرے لیے حضورؑ کے دعویٰ کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب، افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے سچائی پر قائم رہنے والے ہوں اور ہمیشہ سچائی کے اعلیٰ معیار پر عمل کرنے والے ہوں۔

خلاصہِ خطبہِ جمعہ ۱۵؍ مئی ۲۰۲۶ء

ہم اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی کامل انسان پیدا ہوا ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپؐ سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی کامل انسان پیدا نہیں ہوا۔ حقوق اللہ کی ادائیگی ہو یا حقوق العباد کی ادائیگی، آپؐ کی ذات میں تمام اعلیٰ اخلاق جمع نظر آتے ہیں۔ آپؐ کے اعلیٰ ترین اخلاق میں سے ایک خلق عاجزی اور انکساری کا بھی ہے۔

آنحضور ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ عاجزی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

آنحضور ﷺ کے اِس اعلیٰ خلق کا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ یعنی تُو انہیں کہہ دے کہ مَیں تمہاری طرح ایک بشر ہی ہوں۔ آج اسی حوالے سے مَیں بعض احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور ﷺ کے شاملِ حال ہمیشہ عبودیت ہی تھی اور بار بار اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہی فرماتے رہے۔

خالی شیخیوں سے اور بے جا تکبر بڑائی سے پرہیز کرنا چاہیے اور انکساری اور تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ دیکھو! آنحضرت ﷺ جو کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور مستحق بزرگی تھے اُن کے انکسار اور تواضع کا ایک نمونہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر قرآن کریم پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپؐ کے پاس عمائدِ مکّہ اور رؤسائے شہر جمع تھے اور آپؐ ان سے باتوں میں مصروف تھے۔ اس اندھے نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور پھر چلا گیا۔ فرمایا یہ ایک معمولی بات ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورت نازل فرما دی۔ اس پر آنحضرت ﷺ اس کے گھر پر گئے اور اسے ساتھ لاکر اپنی چادرِ مبارک پر بٹھایا۔ اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمتِ الٰہی ہوتی ہے انہیں لازماً خاکسار اور متواضع بننا پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔

یہ محض ایک واقعہ نہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے یا حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے بلکہ یہ ایک سبق ہے جو ہمیں دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمہارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ پس اگر آپؐ کی محبت کا دعویٰ ہے تو تم بھی عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے سر کے ساتھ دو زنجیریں بندھی ہوئی ہیں۔ ایک زنجیر آسمان کی طرف ہے اور ایک زنجیر زمین کی طرف ہے۔ جب بندا عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو وہ فرشتہ جس کے ہاتھ میں آسمان والی زنجیر ہے وہ اُس زنجیر کو اوپر اٹھالیتا ہے، اور جب وہ غرور اور تکبر کرتا ہے تو زمین والی زنجیر اسے نیچے کھینچ لیتی ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک بلند کر دیتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا: صدقہ مال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتا اور اللہ کسی انسان کو عفو کی وجہ سے نہیں بڑھاتا مگر عزت میں اور کوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار نہیں کرتا مگر اللہ اُسے بلندی عطا کرتا ہے۔

آنحضور ﷺ کے اپنے لیے عاجزی کے کیا معیار تھے۔ اس حوالے سے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے ہمارے سردار ابنِ سردار! اے خیر ابنِ خیر! اس کی یہ بات سُن کر آپؐ نے فرمایا کہ لوگو! تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو، شیطان تمہیں بہکا نہ دے۔ مَیں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ اللہ کا بندہ اور اس کا پیمبر۔ اللہ کی قسم! مَیں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اُس مرتبے سے جو مجھے اللہ نے دیا ہے بڑھا چڑھا کر بیان کرو۔

اسی طرح آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اُس کا عمل جنّت میں داخل نہیں

کرے گا۔ صحابہؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کو بھی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں! مجھے بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل میں ڈھانپ لے۔

رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے کہ اے میرے اللہ! مجھے مسکین کے طور پر زندہ رکھ، اور مسکین کے طور پر موت دینا اور مسکینوں کے گروہ میں مجھے اٹھانا۔

ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فرق تھا اس نے آپؐ سے کہا کہ اے محمد (ﷺ)! مجھے آپؐ سے کام ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے امّ فلاں! تُو جس گلی میں بھی چاہتی ہے مجھے لے چل یہاں تک کہ مَیں تیرا کام کردوں۔

رسول اللہ ﷺ انصار کے پاس جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کرتے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے بات کی۔ آنحضور ﷺ کے رعب کی وجہ سے اُس کے کندھے کانپنے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ اطمینان رکھو! مَیں کوئی بادشاہ نہیں مَیں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو جیسے جیسے کامیابیاں عطا کیں، آپؐ ویسے ویسے عاجزی اور فروتنی اختیار کرتے چلے گئے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابنِ مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ مَیں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں۔ تم صرف یہ کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو نہ چاہیے کہ وہ کہے کہ مَیں یونس بن متیٰ سے افضل ہوں۔ باوجود افضل ہونے کہ آپؐ نے افضلیت کے اظہار سے عاجزی کی وجہ سے منع فرمادیا۔

ایک شخص نے آپؐ کو خیر البریّہ کہہ کر مخاطب کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ ابراہیمؑ تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یقیناً آنحضور ﷺ مخلوق میں سب سے بہترین تھے اور ہیں اور خیر البریّہ ہیں مگر آپؐ نے انتہائی عاجزی سے اسے حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کردیا۔

جب مکّہ فتح ہوگیا تو آنحضور ﷺ نے ایک لاکھ صحابہؓ کے ساتھ حج فرمایا اور اُس وقت آپؐ کی فروتنی کا یہ عالَم تھا کہ آپؐ نے ایک عام کجاوے والی سواری پر حج کیا، آپؐ کی چادر چار درہم کے برابر بلکہ اس سے بھی کم تر تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ احمدؐ نام مظہر جمال اور اس کے بالمقابل محمدؐ نام مظہر جلال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ محمد نام میں سرِ محبوبیت ہے، جبکہ اسمِ احمد میں سرِّ عاشقیت پوشیدہ ہے... محبوبیت جو اسمِ محمد میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعے سے ظہور میں آئی اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے محبوبِ الٰہی ہونے کے جلال نے ان کی سرکوبی کی۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مریض کی عیادت فرماتے، جنازے پر تشریف لاتے اور گدھے پر سوار ہوجاتے۔ غلام کی دعوت قبول فرماتے۔

آنحضور ﷺ معمولی کھانے کی دعوت بھی قبول فرمالیا کرتے تھے اور فرماتے کہ مجھے اگر بکری کی دستی یا اس کے پایہ کی دعوت پر بھی مدعو کیا جائے تو مَیں اسے قبول کروں گا۔

آنحضور ﷺ لوگوں کے جذبات کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ اس کی مثال یوں ملتی ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ پیالے میں شامل کیا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ، اُس پر بھروسہ کرتے ہوئے اور توکّل کرتے ہوئے کھاؤ۔

آنحضرت ﷺ نے ایک سفر میں بکری کا گوشت پکانے کا ارشاد فرمایا تو لوگوں نے بکری کو ذبح کرنا، کھال اتارنا اور کھانا پکانا وغیرہ کام اپنے اپنے ذمہ لے لیے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ایندھن جمع کرنا میرے ذمہ ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم آپؐ کے لیے کافی ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مَیں جانتا ہوں کہ تم کافی ہو مگر مَیں نہیں چاہتا کہ مَیں تم میں ممتاز ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کہ اس کا بندہ لوگوں میں ممتاز نظر آئے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ گھر کے کام کاج میں گھر والوں کی مدد کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؐ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اس میں اُن مردوں کے لیے بھی ہدایت ہے جو گھر کے کام کاج سے بالکل انکاری ہوجاتے ہیں اور پھر بیویوں کو شکایت پیدا ہوتی ہے۔

آنحضور ﷺ اپنے جوتے کی خود مرمت کرلیتے تھے، اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں اُسی طرح کام کیا کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہؓ بھی اپنے گھر میں بیویوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے، مگر یہاں یہ بھی واضح ہو کہ گھر کے کام کاج کی اصل ذمہ داری بیویوں کی ہے۔

آپؐ نے ہمیشہ ترجیحی سلوک سے انکار کیا، آنحضور ﷺ نے مسجدِ نبوی کی تعمیر میں اینٹیں ڈھونے کے کام میں لوگوں کا ساتھ دیا، خندق کھودے جانے کے وقت مٹی ڈھوئی، اور حالت یہ تھی کہ مٹی نے آپؐ کے سینے کے بالوں کو چھپایا ہوا تھا۔

ایک موقعے پر صحابہؓ آپؐ کے تشریف لانے پر کھڑے ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو جیسے اہلِ فارس اپنے بڑوں کے لیے کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے آنے پر لوگوں کو کھڑے

ہونے سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ تو ایرانیوں کا رواج ہے۔ مَیں کوئی بادشاہ نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی... انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں، اور ہر ایک طرح کے غرور اور رعونت اور کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی کی حقیقت کو سمجھنے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۲۲؍ مئی ۲۰۲۶ء

آنحضرتؐ کی سیرت کے پہلو عجز و انکسار کا ذکر ہو رہا تھا۔ آج بھی وہی ذکر ہے۔ آپ ﷺ کی عاجزی کا کیا معیار تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کی مثالیں دے کر آپؐ اس کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: مَیں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے کیونکہ مَیں بھی تو ایک بندہ ہی ہوں۔ یعنی سرداروں اور رئیسوں والا تکبر اور خود بینی نمائش میرے اندر نہیں ہے۔

حضرت انسؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہؐ کی اونٹنی جس کا نام عضباء تھا، وہ ایسی تیز تھی کہ اس سے آگے کوئی اونٹ نہیں نکل سکتا تھا۔ ایک بدوی اپنے ایک جوان اونٹ پر سوار آیا اور مقابلے میں وہ اونٹ عضباء سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو سخت ناگوار گزرا کہ عضباء پیچھے رہ گئی اور تم آگے نکل گئے۔ رسول اللہؐ نے ان کے اس رویّہ پر فرمایا کہ اللہ کا حق ہے کہ جس چیز کو دنیا میں اٹھاتا ہے اس کو نیچا بھی دکھاتا ہے۔

پھر عاجزی کی ایک اَور مثال حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: اے میرے بھائی اپنی دعا میں مجھے نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے یہ ایک ایسی بات فرمائی تھی کہ اس کے بدلے مجھے پوری دنیا بھی مل جاتی تو بھی مجھے خوشی نہ ہوتی۔ آپؐ پر درود بھیجنے کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن عاجزی کی انتہا ہے کہ آپؐ اپنے ایک مرید کو فرما رہے ہیں کہ میرے لیے دعا کرنا۔

کسی کام کے کرنے میں بھی آپؐ عار نہیں سمجھتے تھے اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی آپؐ خود کر کے دوسروں کو دکھاتے تھے بلکہ سکھاتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک لڑکے کے پاس سے ہوا۔ وہ ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ تو آپؐ نے اسے پرے کیا اور فرمایا پیچھے ہٹو تا کہ میں تمہیں صحیح طریقہ دکھاؤں کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ تم کھال اتارنے میں مہارت رکھتے ہو۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان داخل کیا اور اسے اندر تک لے گئے یہاں تک کہ وہ بغل تک چھپ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا یوں کرو۔ اے لڑکے! اس طرح کھال اتارو۔ آپؐ نے اس کا سارا کام بھی کیا اور سکھایا بھی۔

حضرت خبابؓ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے پاس بکری دودھ دوہنے کے لیے لے کر آئی۔ تو آپؐ نے اسے باندھا اور اس کا دودھ دوہا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس بڑا برتن لے کر آؤ۔ سو میں ایک بڑا برتن لائی تو آپؐ نے اس میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا خود بھی پیو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔

سلام کرنے اور مجلس میں بیٹھنے کے بارے میں بھی آپؐ کی عاجزانہ حالت اور اعلیٰ اخلاق کی مثال ملتی ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ جب کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے آتا تو آپؐ اس سے مصافحہ فرماتے۔ آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ کھینچ لیتا اور آپؐ اپنا چہرہ مبارک اس کے چہرے سے نہ موڑتے یہاں تک کہ وہ شخص خود منہ موڑ لیتا اور آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے بڑھائے ہوئے ہوں۔

بادیہ نشینوں میں ایک زاہر نامی صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیہات کی سوغاتیں لایا کرتے تھے اور جب وہ جانے لگتا تو آنحضرتؐ بھی اس کو کافی مال و متاع دے کر روانہ فرماتے۔ آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارے بادیہ نشین یعنی گاؤں میں رہنے والے دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست ہیں۔

ایک دن ایسا ہوا کہ زاہر بازار میں اپنا کچھ سامان فروخت کر رہے تھے کہ نبی کریمؐ اس کے پاس تشریف لائے اور پیچھے سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ حضرت زاہرؓ آنحضور ﷺ کو دیکھ نہیں پا رہے تھے۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ لیکن جب انہوں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرتؐ کو پہچان لیا تو اپنی کمر نبی کریمؐ کے سینہ مبارک سے ملنے لگے۔ آنحضرتؐ نے کہنا شروع کر دیا کہ کون اس غلام کو خریدے گا؟ حضرت زاہر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تب تو آپؐ مجھے گھاٹے کا سودا پائیں گے۔ مجھے

کس نے خریدنا ہے؟ اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو، یا فرمایا کہ اللہ کے حضور تم بہت قیمتی ہو۔

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں پوچھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لاتے تو گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ جلّ شانہٗ کے لیے وقف فرماتے۔ ایک حصہ اپنے اہل کے لیے۔ اور ایک حصہ خود اپنے لیے۔ پھر اپنے حصے کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان بانٹ لیتے اور اس میں خاص صحابہؓ کے ذریعے عام لوگوں تک دین کی باتیں پہنچاتے اور ان سے کوئی بات بچا نہ رکھتے۔

آپؐ پر جو پہلی وحی ہوئی اس سے بھی آپؐ کی عاجزی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: سب سے پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی جس میں جبرائیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آئے اور کہا اِقْرَأْ یعنی پڑھ۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ بوجھ مجھ پر نہ ڈالا جائے کیونکہ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے کوئی کتاب تو نہیں رکھی تھی جسے آپؐ نے پڑھنا تھا بلکہ جو کچھ جبرائیل بتاتا وہ آپؐ کو زبانی کہنا تھا اور یہ آپؐ کہہ سکتے تھے مگر آپؐ نے انکسار کا اظہار کیا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے آپ ﷺ کو چنا تھا اس لیے بار بار کہا کہ پڑھو۔ آخر تیسری بار کہنے پر آپؐ نے پڑھا۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اپنے بالاخانے میں تشریف فرما تھے اور اس وقت آپؐ ایک چٹائی پر تھے اور آپؐ کے اور اس بوریے کے درمیان کوئی چیز نہ تھی اور آپؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپؐ کے پاؤں کے پاس کیکر کے پتوں کا ڈھیر لگا تھا۔ میں نے آپؐ کے پہلو میں چٹائی کا نشان بھی دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں رو پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں کیا بات رُلا رہی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کسریٰ و قیصر آسائش میں ہیں۔ آپؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور اس حال میں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔

بداخلاق لوگوں سے بھی آپؐ ہمیشہ نرمی اور عاجزی کا سلوک فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنا حق طلب کیا اور سخت لہجہ اختیار کیا۔ صحابہ کرامؓ غصہ ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور ایک اونٹ خرید کر اسے دے دو۔ صحابہؓ نے کہا ہمیں اس کے قرض کے برابر اونٹ نہیں مل رہا بلکہ اس سے زیادہ قیمتی اونٹ مل رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہی اسے دے دو کیونکہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں سب سے بہتر ہے۔

فتح مکہ کے وقت حضرت ابو بکرؓ اپنے والد کو لے کر رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: اے ابو بکر! تم اس عمر رسیدہ شخص کو گھر رہنے دیتے۔ مَیں خود ان کے پاس آجاتا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپؓ نے انہیں رسول کریم ﷺ کے سامنے بٹھایا۔ آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اسلام لے آئیں آپ سلامتی میں آجائیں گے۔ چنانچہ ابو قحافہؓ نے اسلام قبول کر لیا۔

آپؐ کے گھر کے بارے میں حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے نہ کوئی دربان کھڑا ہوتا تھا نہ آپ ﷺ کے لیے صبح شام بڑے بڑے برتنوں میں کھانے پیش کیے جاتے تھے۔ یعنی اعلیٰ قسم کے کھانے پیش نہ ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے جو بھی ملاقات کرنا چاہتا وہ آسانی سے آپ ﷺ سے مل سکتا تھا۔ آپ ﷺ زمین پر بیٹھتے۔ سادہ اور موٹے کپڑے پہنتے۔ گدھے پر سوار ہوتے۔ لوگوں کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھاتے اور کھانے کے بعد اپنے انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے یعنی صاف کر لیتے تھے۔

انگلیاں چاٹنے کے بارے میں حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کا ایک نوٹ ہے جس میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اطباء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کے ہاتھ کی انگلیوں میں خاص لمس کی طاقت ہے۔ اس لیے اگر کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لی جائیں تو ہاضمہ میں مفید ہوتا ہے۔

مسجد کی صفائی کرنے کے متعلق حضرت یعقوب بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آنے والی گرد و غبار کو ایک چھڑی کے ساتھ صاف کر لیا کرتے۔ یعنی چھڑی کے آگے کوئی کپڑا وغیرہ لگا کر اس سے جھاڑ پونچھ کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لیے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لیے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔

آپؑ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؑ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھُم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور آپؐ کی سنت پر چلتے ہوئے عاجزی کی راہوں کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ملک داؤد محمود صاحب ابن محمد اسحاق صاحب مرحوم آف وہاڑی حال کراچی کا ذکر خیر فرمایا۔

مرحوم موصی تھے۔ آپ کے دادا محمد دین صاحب نے ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مقامی سطح پر صدر جماعت اور سیکرٹری جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے محمد اکمل صاحب گیمبیا میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جو میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔ حضور انور نے مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا کی۔

خلاصۂ خطبۂ عید الاضحیٰ ۲۷؍ مئی ۲۰۲۶ء

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۸ (سورۃ الحج)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تک پہنچتا ہے۔ درحقیقت اس طرح اللہ نے ان قربانیوں کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے تاکہ تم اللہ کی ہدایت کی وجہ سے اُس کی بڑائی بیان کرو۔ اور تُو اسلام کے احکام کو پوری طرح ادا کرنے والوں کو بشارت دے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قانونِ قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفتِ کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدر دانی جڑ معرفتِ کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفتِ کاملہ دی گئی اس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی، اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی ہے اس کو ہر ایک گناہ سے جو بے باکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔ ہم اس نجات کے لیے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجت مند، نہ کسی کفارے کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے، جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں ذبح ہونے کے لیے گردن آگے رکھ دینا۔

دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں اور خدا نے یہ ظاہری قربانیاں اس لیے بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔

ظاہری نماز اور روزہ اگر اُس کے ساتھ صدق نہ ہو تو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی ریاضتیں کرتے ہیں... لیکن یہ ظاہری تکلیفیں ان کو کوئی نُور نہیں بخشتیں اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے... پس اللہ تعالیٰ کو تقویٰ پہنچتا ہے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔

پس صرف بکرے ذبح کرنے سے عید الاضحیٰ منانے کا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔ ہاں بکرا ذبح کرنا ایک ظاہری عمل ہے جو انسان کو یاد دلاتا ہے کہ تم نے بھی قربانی کر کے اپنی اصلاح کرنی ہے۔ تقویٰ پر چلنا ہے، اپنی روحوں کو پاک صاف کرنا ہے اور اُن باتوں پر عمل کرنا ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہی ہے کہ نمازوں کی اُن کے وقت پر صحیح ادائیگی کی جائے۔ نمازیں پڑھتے ہوئے اگر توجہ اِدھر اُدھر ہو جائے تو دوبارہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے توجہ نماز کی طرف کی جائے۔ انسان جو الفاظ ادا کر رہا ہے، خواہ وہ مسنون دعائیں ہیں یا قرآنی الفاظ ہیں، اُن پر غور کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مانگے کہ وہ اسے ان سے فیضیاب کرے۔

حقوق العباد کے ضمن میں حضورؑ نے فرمایا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ یہی ہے کہ ایک دوسرے سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ کسی سے غرور نہ کرو، کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ کسی کا چڑ کر نام نہ لو اور کسی سے غلط قسم کے جھگڑے نہ کرو۔ زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرو۔ خدا کے کلام سے یہی پایا جاتا ہے کہ متقی وہی ہوتا ہے جو غریبی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے بلکہ اُن کی گفتگو ایسے ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کر رہا ہو۔

پس اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دلوں میں پاکیزگی پیدا ہو۔ اگر دلوں میں پاکیزگی نہیں ہے تو ان قربانیوں کی عید منانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

پس اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ کے لیے اصل چیز یہ ہے اپنے اخلاق اچھے کرو اور اپنی عبادتوں کے معیار بڑھاتے چلے جاؤ۔

قبولیتِ دعا کا سُرور بھی تمہیں تب ہی ملے گا جب تم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوگے۔ جب تک تم تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مارو گے تب تک تم دعاؤں کی قبولیت کا فائدہ نہیں اٹھا سکو گے اور نہ اس کا اثر دیکھ سکو گے۔ تقویٰ کی راہیں یہی ہیں کہ اللہ کا حق بھی پورا کرو اور اس کے بندوں کے حقوق بھی پورے ادا کرو۔

جب ہم کہتے ہیں کہ تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے تو تقویٰ کس طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے؟ حضورؑ فرماتے ہیں کہ اپنے اخلاق ہمسایوں سے بھی درست کرو۔ جو شخص اپنے ہمسائے کو اپنے اخلاق میں درستی دکھلاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔

ہر ایک قسم کے ظاہری اور مخفی بتوں سے اپنے دل اور سینے پاک کرو۔ اس کے بغیر انسان تقویٰ حاصل نہیں کر سکتا۔ دینی علم حاصل کرو اور پھر اس کو پھیلاؤ کہ یہی تقویٰ ہے۔ پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ کے خوف کا تعلق ہے تو اس کے لیے جہاں فرض نمازوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے وہیں تہجد اور نوافل کی طرف بھی توجہ کرو۔

اگر تم فتح چاہتے ہو تو متقی بن جاؤ کیونکہ متقی بنے بغیر تمہاری فتح نہیں ہو سکتی۔

پس اگر ہم جلد از جلد فتح چاہتے ہیں تو ہمیں متقی بننا ہوگا۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اپنے اخلاق اور باہمی تعلقات کی حفاظت کرنا ہوگی اور دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا ہوگا۔

تقویٰ اس کو بھی کہتے ہیں کہ اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کرو۔ فرمایا مجھے بار بار یہ الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ۔ یعنی تمہاری جماعت کے لوگ متقی بن جائیں۔ تم لوگ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔

میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ مَیں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ اور طہارت اختیار کر لے۔

جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شاملِ حال نہیں ہو سکتی۔

چاہیے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصّہ نہ ہو ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں... خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحتِ الٰہی سے آتا ہے۔ ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے تو ان کو ایک ذرّہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی کیونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے لیے آتے ہیں۔ یہ تکلیفیں اس لیے آتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آزمانا چاہتا ہے کہ آیا تمہارے اندر قربانی کی روح ہے بھی یا نہیں اور یہی تقویٰ ہے۔

جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ فرمایا: تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصولِ تقویٰ کے پیچھے لگو۔

یہ چند باتیں ہیں جو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں اور یہ وہ سبق ہے جو عیدِ قربان ہمیں دیتی ہے۔ اگر ہم ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو یہ قربانیاں ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ صرف قربانیاں کرنا اس بات کا کوئی معیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا ہے بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ ان قربانیوں کے ساتھ ہم میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ ہم اپنی جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور عید قربان ہمیں یہ سبق دے کہ ہم نے حقیقت میں دین کی خاطر ہر قربانی کے لیے تیار رہنا ہے۔ ہم نے اپنی عبادتوں اور اخلاق کے معیار بڑھانے ہیں، دشمنوں کو بھی اپنے اعلیٰ اخلاق سے اپنا گرویدہ کرنا ہے۔ تبلیغ کے میدان میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی ہدایت ہے کہ اگر تم اعلیٰ اخلاق دکھاؤ گے تو تمہارے دشمن بھی تمہارے گرویدہ بن سکتے ہیں۔ پس یہ وہ باتیں ہیں جن کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی عید منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ قربانیوں کی اہمیت کو سمجھنے اور اعلیٰ اخلاق پر قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر لحاظ سے ہمیں وہ لوگ بننے کی توفیق عطا فرمائے جو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں حضرت مسیح موعودؑ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم ہر حالت میں تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ آمین

اب ہم دعا کریں گے۔ دعا میں سب سے پہلے پاکستان کے اُن احمدیوں کو یاد رکھیں جو ظالمانہ قانون کی وجہ سے جان اور مال کی قربانی تو دے رہے ہیں لیکن ان کی عبادتوں پر روکیں ہیں، پابندیاں ہیں؛ عید پڑھنے پر پابندیاں ہیں۔ جانوروں کی قربانیاں کرنا تو دُور کی بات ہے وہ گھر میں چار دیواری کے اندر بھی عید کی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اس پر بھی روک ہے۔ جن کو توفیق ہے قربانیاں کرنے کی وہ بھی اس سے محروم ہیں، چاہے گھر کے اندر ہی قربانیاں دے رہے ہوں۔ یہ بھی ان کے لیے بہت بڑا جرم ہے اور انتظامیہ حرکت میں آجاتی ہے۔ پولیس کے پہرے بٹھا دیے جاتے ہیں جیسے انہوں نے بہت بڑا جرم کر دیا ہو اور جو اصل مجرم ہیں جنہوں نے ملک میں فساد پیدا کیا ہوا ہے انہیں پکڑنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ آزادانہ طور پر اپنی من مانیاں کرتے پھر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پاکستانی احمدیوں کے حالات بہتر کرے۔ انہیں ان ظلموں سے نجات دے اور اُن کی یہ قربانیاں قبول فرمائے۔

اسی طرح اسیران کے لیے دعا کریں۔ وہ لوگ بھی بہت بڑی قربانیاں دے رہے ہیں۔ شہداء کی نسلوں کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے باپ داداؤں کی قربانیوں کا پاس رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کُل دنیا کے احمدیوں کے لیے دعا کریں۔ اللہ ہر ایک

کے ایمان کو مضبوط کرے اور ہمارے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتا چلا جائے۔

اس کے ساتھ ہی مَیں سب کو عید مبارک کہتا ہوں۔

بعض جگہوں پر سخت حالات ہیں لیکن اس کے باوجود کیونکہ ہم خدا کی خاطر یہ عید منا رہے ہیں اس لیے ہمیں ان قربانیوں کو بھی خوشی سے قبول کرنا چاہیے۔ جب ہم انہیں خوشی سے قبول کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں خوشی سے قبول فرمائے گا۔

آج پاکستان میں بھی عید ہوئی ہے لیکن بہت ساری جگہوں پر احمدیوں کو گھروں میں چھپ کر عید پڑھنی پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ظلموں کو دُور کرے اور ہم حقیقی قربانیاں دینے والے ہوں۔ آمین۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۲۹؍ مئی ۲۰۲۶ء

آنحضرت ﷺ کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات اور اپنی جماعت کو عاجزی و انکساری اختیار کرنے کی نصیحت کے متعلق آج کچھ بیان کروں گا۔

آپؑ کی عاجزی کو دیکھتے ہوئے خود اللہ تعالیٰ نے اس کی سند آپؑ کو عطا فرمائی۔ ۱۸؍مارچ ۱۹۰۷ء کو آپؑ کو الہام ہوا کہ تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکّل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت (مسیح موعودؑ) کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؑ نے حقیقۃ الوحی کے لکھنے اور پروفوں کے بار بار پڑھنے میں بہت تکلیف اٹھائی ہے اور اس لیے حضورؑ کی طبیعت بھی خراب ہوتی رہی ہے۔ اس لیے اب چند دن حضورؑ بالکل آرام فرمائیں۔ حضورؑ نے جواب دیا ہماری محنت ہی کیا ہے، ہمیں تو شرم آتی ہے جب صحابہ رضوان اللہ علیہم کی محنتوں کی طرف نگاہ کرتے ہیں کہ کس طرح خوشی کے ساتھ اُن لوگوں نے خدا کی راہ میں اپنے سر بھی کٹوا دیے۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مَیں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہش مند پاؤں، اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ مَیں ہمیشہ انکسار اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا رہا لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اُس نے اپنے کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا ہے۔ یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت ﷺ کی ہی ہے۔

ایک آسٹریلین نَو مسلم محمد عبد الحق صاحب کو آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ تمام تکلّفات جو کہ آج کل یورپ نے لوازمِ زندگی بنا رکھے ہیں اُن سے ہماری مجلس پاک ہے، رسم و عادت کے ہم پابند نہیں... کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: عاجزی اختیار کرنی چاہیے، عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے، اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں... اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو مَیں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیے نجات تیار کی گئی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو جلسے کے دنوں میں آگے کرسیوں پر بیٹھنے کی خواہش ہوتی ہے یا گرین ایریا وغیرہ میں بیٹھنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ قریب ہو کر خلیفہ وقت کی بات سننے کے لیے تو یہ خواہش ٹھیک ہے مگر بعض دفعہ اس میں انائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اس سے انتظام کرنے والوں کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ جب کہیں جاوے تو سب سے نیچی جگہ اپنے لیے تجویز کرے۔ اور اگر وہ کسی اور جگہ کے لائق ہو گا تو میزبان خود اسے بلا کر جگہ دے دے گا۔

فرمایا: کوئی شخص محبتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا... دوسرا یہ کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں... جو موجبِ گندگی اور للّٰہی نارضامندی کے تھے وہ تمام ٹوٹ جائیں۔

فرمایا: جو بیعت کے ساتھ نفسانیت رکھتا ہے اُسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع تم کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہو گا۔

فرمایا: متکبر خدا کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ پس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو۔ خدا تعالیٰ کے خواہ تمام وعدے تمہارے ساتھ ہوں مگر تم جب بھی فروتنی کرو کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا کا محبوب ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضورؑ سے دریافت کیا گیا کہ حضور! حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ کیا کبھی حضورؑ نے بھی چرائی ہیں؟ حضورؑ نے فرمایا کہ ہاں! مَیں

ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے کہا مَیں ایک کام جاتا ہوں آپ ذرا میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اس کی بکریاں چَرانی پڑیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو گھر کا کوئی کام کرنے سے کبھی کوئی عار نہ تھی۔ چارپائیاں خود بچھالیتے، فرش کرلیتے۔ بستر اکرلیا کرتے۔ جس طرح کا کھانا بھی ہوتا آپؑ کھالیا کرتے تھے۔ آپؑ نے کبھی تُو کہہ کر بات نہیں کی، ہمیشہ 'جی' کہہ کر بات کرتے۔ آپؑ میں تکبّر نام کا بھی نہ تھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جب نئے نئے دہلی سے علم حاصل کرکے آئے تو اُس زمانے میں حضورؑ کے ساتھ اُن کا ایک مباحثہ ہوا جس میں حضورؑ نے مولوی صاحب سے ابتداءً اُن کے عقائد کی بابت سوال کیا۔ جب مولوی صاحب نے اپنے عقائد بتائے تو حضورؑ نے فرمایا کہ مَیں آپ کے عقائد میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں پاتا لہٰذا آپ سے بحث کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ جو لوگ حضورؑ کو لے کر گئے تھے وہ بہت پریشان ہوئے کہ اس طرح تو ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ مگر حضورؑ نے جھوٹی عزّت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ حضورؑ نے خود فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کے عقائد سُن کر، چونکہ اُن میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہ تھی، اس لیے خاص اللہ کے لیے بحث کو ترک کیا گیا۔

اُس رات اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا: تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

آپؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو لکھے گئے ایک خط میں اپنی نہایت عاجزی کا اظہار فرمایا ہے۔ آپؑ نے لکھا کہ یہ عاجز ایک اُمّی اور جاہل آدمی ہے، نہ عبادت ہے نہ ریاضت ہے۔ نہ علم ہے نہ لیاقت ہے۔ غرض کچھ بھی چیز نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امر تھا، اور قطعی و یقینی تھا جو اس عاجز نے پہنچا دیا، ماننا نہ ماننا اپنی رائے اور سمجھ پر موقوف ہے۔

جب حضورؑ نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے سخت مخالفت کی۔ بڑے ناشائستہ خطوط لکھے۔ اپنے رسالے اشاعۃ السنہ میں بھی آپؑ کے لیے خلافِ تہذیب الفاظ استعمال کرنا شروع کردیے۔ اس سب کے باوجود حضورؑ نے حلم، تحمّل اور عجز وانکسار کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔

ایک خط میں حضورؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو لکھا کہ مجھے فتح و شکست سے کچھ تعلق نہیں بلکہ عبودیت و اطاعتِ حکم سے غرض ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس خلاف میں (مولوی صاحب کی) نیت بخیر ہوگی لیکن میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ اوّل مجھ سے بات چیت کرکے اور میری کتابوں کو یعنی رسالہ ثلاثہ فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام کو دیکھ کر کچھ تحریر کریں۔ مجھے اس سے کوئی غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں۔ یہ مخالفتِ رائے بھی حق کے لیے ہوگی۔

ایک اَور خط میں آپؑ نے مولوی صاحب کو لکھا کہ میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصول میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلّل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے ایسا کوئی شعبہ اس کو خُلق کا پسند نہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ آپؑ کا ہر قول و فعل عاجزی کے اظہار سے بھرا ہوا تھا۔ صرف ایک جستجو تھی اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کی وحدانیت کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ ہمیں بھی حضورؑ نے یہی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے مکمل خطبات انٹرنیٹ پر متعدد ذرائع سے دیکھنے، سننے اور پڑھنے کے لیے مہیا ہیں۔

alislam.org/friday-sermon

الفضل انٹرنیشنل

mta.tv

بدر قادیان

تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم

تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہر گز نہ تیرے دَر پر سے جائیں گے ہم

تری محبت کے جرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم
تو اس کو جانیں گے عین راحت نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

سنیں گے ہر گز نہ غیر کی ہم نہ اُس کے دھوکے میں آئیں گے ہم
بس ایک تیرے حضور میں ہی سرِاطاعت جھکائیں گے ہم

جو کوئی ٹھوکر بھی مار لے گا تواُس کو سہہ لیں گے ہم خوشی سے
کہیں گے اپنی سزا یہی تھی زباں پہ شکوہ نہ لائیں گے ہم

ہمارے حالِ خراب پر گو ہنسی اُنہیں آج آ رہی ہے
مگر کسی دن تمام دنیا کو ساتھ اپنے رُلائیں گے ہم

(کلامِ محمود)

ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے ایک پُرامن دنیا چھوڑیں

خلاصہ خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع نیشنل پیس سمپوزیم جماعت احمدیہ برطانیہ ۲۰۲۶ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۱۶؍ مئی ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام انیسویں نیشنل پیس سمپوزیم کا انعقاد ہوا جس میں ۱۵؍ ممالک سے ۶۰۰؍ مہمانان کرام شامل ہوئے۔ امسال دو سال کے بعد یہ تقریب پہلی مرتبہ اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوئی۔ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس اس تقریب کو اپنی تشریف آوری سے رونق بخشی اور شرکاء سے انگریزی زبان میں بصیرت افروز خطاب فرمایا۔

پانچ بج کر ۵۲؍ منٹ پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ ایوانِ مسرور میں تشریف لائے جہاں پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ پروگرام کے ماڈریٹر کے فرائض فرید احمد صاحب سیکرٹری امور خارجیہ جماعت احمدیہ برطانیہ نے سرانجام دیے۔ مین ٹیبل پر حضورِ انور ایدہ اللہ کے دائیں جانب مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ جبکہ بائیں جانب Liberal Democrats پارٹی کے سربراہ Sir Edward Jonathan Davey تشریف رکھتے تھے۔

فرید احمد صاحب سیکرٹری امور خارجیہ جماعت احمدیہ برطانیہ نے کچھ انتظامی اعلانات کیے اور مہمانان کو خوش آمدید کہا جس کے بعد باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ خان فرید احمد صاحب نے سورۃ النساء کی آیات ۱۳۵ اور ۱۳۶ کی تلاوت کی جبکہ متلو آیات کا انگریزی ترجمہ مسرور عودہ صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے استقبالیہ تقریر کی۔

سٹیج سیکرٹری صاحب نے مین ٹیبل پر موجود معزز مہمانان کے نام پڑھ کر سنائے۔ نیز Greg Stafford ممبر آف پارلیمنٹ برائے بورڈن وفارنہم، برطانوی سیاسی پارٹی Liberal Democrats کے راہنما Sir Ed Davey اور Seema Malhotra ممبر آف پارلیمنٹ برائے Feltham اور Heston نے باری باری اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

احمدیہ مسلم انعام برائے فروغِ امن ۲۰۲۵ء

محترم امیر صاحب یوکے نے ۲۰۲۵ء کے احمدیہ مسلم انعام برائے فروغِ امن کے حق دار Gregoire Ahongbonon آف بینن کا مختصر تعارف پیش کیا۔

۲۰۲۵ء کے لیے بینن افریقہ کے Gregoire Ahongbonon احمدیہ امن انعام کے حقدار قرار پائے۔ انہیں یہ انعام مغربی افریقہ میں ذہنی امراض میں مبتلا افراد کی دیکھ بھال کے نظام میں انقلابی تبدیلیاں لانے کی کاوشوں کے اعتراف میں دیا گیا۔ موصوف کی کاوشوں کے حوالے سے ایک مختصر ویڈیو بھی دکھائی گئی جس کے بعد انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے انعام اور دس ہزار پاؤنڈ کا انعامی چیک وصول کیا۔ بعد ازاں موصوف منبر پر تشریف لائے اور فرنچ زبان میں مخاطب ہوئے جس کا رواں انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ موصوف نے انعام وصول کرنے پر انتہائی شکر گزاری کا اظہار کیا اور مغربی افریقہ میں ذہنی مریضوں کی مشکلات کا تذکرہ کیا۔ آخر پر موصوف نے حضورِ انور اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔

چھ بج کر ۳۲؍ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ منبر پر تشریف لائے اور انگریزی زبان میں بصیرت افروز خطاب ارشاد فرمایا۔

خلاصہ خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ

تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مَیں دل کی گہرائیوں سے آپ سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ آج ہمارے ساتھ اس تقریب میں شرکت کر رہے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ گذشتہ دو دہائیوں سے پیس سمپوزیم کا انعقاد کر رہی ہے اور اب دنیا کے بگڑتے ہوئے حالات کے تناظر میں لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ ان سب کوششوں کا آخر عملی طور پر کیا فائدہ ہوا؟ یہ سوال پوچھا جانا بے شک درست ہے مگر ہمیں تو اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ ہم مسلسل بغیر تھکاوٹ اور اکتاہٹ کے کوشش کرتے چلے جائیں۔ پس دنیا میں مثبت تبدیلی اور انسانیت کی بقا کے لیے کی جانے والی کوششوں سے بڑھ کر اور کیا بہتر کاوش ہو سکتی ہے۔

اگر ہم جنگ، فساد، بدامنی، نفرت اور ناانصافیوں کا تدارک نہ کریں گے تو ہم آہستہ آہستہ تہذیب و تمدن کو اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ و برباد ہوتا دیکھیں گے۔ اس تباہی کے اثرات اتنے تباہ کُن ہوں گے کہ آنے والی کئی نسلیں اس سے متاثر ہوں گی۔

دوسری عالمی جنگ کی تباہی کی تفاصیل انتہائی دل دہلا دینے والی ہیں مگر یاد رہے کہ اُس وقت صرف امریکہ وہ واحد ملک تھا جس کے پاس جوہری ہتھیار تھے مگر آج کئی ایسے ممالک ہیں جو جوہری طاقت کے حامل ہیں۔ نیز آج کے جوہری ہتھیار اُس دور کے ہتھیاروں سے کہیں زیادہ خطرناک اور تباہ کُن ہیں۔

آج مَیں بعض محققین اور مبصرین کے تجزیے آپ کے سامنے پیش کروں گا جن

سے اندازہ ہو گا کہ سامنے نظر آنے والی تباہی کتنی خطرناک اور ہولناک ہو سکتی ہے۔ ان تباہ کُن ہتھیاروں کا استعمال در حقیقت ہمارے اپنے ہی بچوں اور آنے والی نسلوں سے جنگ کے مترادف ہے۔

آئرلینڈ کے صدر مائیکل ہیگنس نے اس بات کی تنبیہ کی تھی کہ ہم ایسے دَور میں داخل ہو چکے ہیں کہ جو جنگ کی دھمکیوں کا دَور ہے، جس دَور میں سفارتی کوششوں اور افہام و تفہیم کی بجائے انتشار، کشیدگی اور خون ریزی کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

سلوواکیہ کے وزیر اعظم نے برملا کہا ہے کہ آج ہر شخص اپنی گفتگو میں ہتھیاروں اور تباہ کُن جنگوں کا بلاخوف و خطر ذکر کرتا نظر آتا ہے جس کی وجہ سے بدامنی اور بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔

اسلام کی بنیادی تعلیم تو یہ ہے کہ انسان دوسرے کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ یہ ایسا سنہرا اصول ہے کہ اگر دنیا اس اصول پر کاربند ہو جائے تو دنیا سچ مچ امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

جرمن چانسلر نے بھی ایران جنگ کے خلاف بیان دیا ہے، اور اس حوالے سے مَیں جس طرح جنگ مخالف ہر شخص کو سراہتا ہوں، یہاں جرمن چانسلر کی بھی تعریف کرتا ہوں مگر بیانات سے بڑھ کر عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ پالیسی اُمور میں اگر عملی اقدامات کا جائزہ لیا جائے تو وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

پوپ لیو نے ترکی میں تیسری عالمی جنگ کے آغاز کے متعلق بات کی اور کہا کہ تیسری عالمی جنگ اب آہستہ آہستہ لڑی جا رہی ہے۔

مَیں کہتا ہوں کہ امر واقعہ یہ ہے کہ تیسری عالمی جنگ تو لڑی جا رہی ہے مگر لوگ اس سے انکار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ جنگ کی ہولناکیوں سے بزعم خود بچ سکیں۔

پھر سپین کے وزیر اعظم نے کہا کہ آپ ایک غیر قانونی بات کا تدارک ایک اَور غیر قانونی بات سے نہیں کر سکتے۔ چھوٹی چھوٹی جنگوں اور جھڑپوں کے نتیجے میں بڑی بڑی تباہ کُن جنگیں شروع ہو جایا کرتی ہیں۔ ایسے میں بہت احتیاط اور دانش مندی کے مظاہرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک فریق کی طرف سے ناانصافی ہو تو یہ نہیں ہونا چاہیے کہ دوسرا فریق بھی ناانصافی کی راہ لے۔ آج بڑی طاقتیں انصاف اور عالمی قانون کو پس پُشت ڈال چکی ہیں۔ ان کے نزدیک اُن کے مفادات ہی سب کچھ ہیں۔

حکومتوں کا کام تو یہ ہے کہ وہ عوام کی بہبود کے لیے اقدامات کریں۔ ایسے فیصلے کریں جن کے نتیجے میں لوگوں کی زندگیاں آسان ہوں مگر آج کل کے حکمران تو ہر وہ کام کرتے نظر آتے ہیں جس سے لوگوں کی زندگیاں اجیرن ہوں۔ یہ حکمران جنگوں کی آڑ لے کر اپنی ناکامیوں کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس طرح دنیا کو ایک لامتناہی تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

ایک نامور امریکی دانشور نے حال ہی میں کہا ہے کہ مغرب میں بالعموم اور امریکہ میں بالخصوص ہر مسئلے کا حل فوجی طاقت کو سمجھ لیا گیا ہے۔ سفارت کاری کو فروغ دینے کی بجائے جنگ کو مسئلوں کا حل تصوّر کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ایران جنگ کا تعلق ہے تو یہ جنگ انتہائی تکلیف دہ حالات کا پیش خیمہ ہے۔ ناانصافی اور دوہرے معیار کا ہر ایک کو نقصان لازماً ہو گا۔

اسلام کہتا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی جائے۔ اسلام بدلے کی آگ کو بجھانے کی تعلیم دیتا ہے۔ بدلے کو اگر روا رکھا گیا ہے تو وہ صرف اسی حد تک جتنا کہ ظلم کیا گیا ہو۔

دنیا میں رائج انصاف کے ادارے تو اب ناکام ہو چکے ہیں۔ لیگ آف نیشنز جس طرح ناکام ہوئی تھی اُسی طرح اقوام متحدہ بھی ایک ناکام ادارہ بن چکا ہے۔ پانچ ممالک کے لیے ویٹو کا حق رکھا جانا انصاف کا خون ہے۔

کینیڈا کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ آج طاقت ور کے لیے اَور قوانین ہیں اور کمزور کے لیے اَور قوانین ہیں۔

انسانی حقوق کا چارٹر بھی اب بس لفظی کارروائی رہ گیا ہے۔ اس کا کوئی احترام باقی نہیں۔

مغربی اقوام دوسرے چھوٹے ممالک پر استحصالی کارروائیاں کرتی ہیں اور اس کے لیے اب نیا جواز عورتوں کے حقوق کا تراشا گیا ہے کہ ہم نے عورتوں کو حقوق دلانے ہیں۔ جبکہ ان کا اصل چہرہ یہ ہے کہ ان ممالک کی جنگوں کے باعث ہزاروں عورتیں بے یار و مددگار کھلے آسمان کے نیچے، بے سروسامانی کے عالَم میں موجود ہیں۔

یورپی پارلیمان کے ایک ہسپانوی رکن نے کہا ہے کہ شام، عراق، لبنان اور اب ایران، ان سب ممالک پر ہونے والی کارروائیوں کا نتیجہ اب ہمارے سامنے ہے اور ہم جانتے ہیں کہ طاقتور ظالم اقوام اس قسم کے بہانے تراشتی ہیں تا کہ اپنی ظالمانہ جنگوں کا جواز پیدا کر سکیں۔

بطور مسلمان ہم جانتے ہیں کہ بہت سے لوگ اور تنظیمیں اسلام کا نام لے کر ظلم کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ پھر میڈیا ان کی کارروائیوں کو ہوا دے کر پیش کرتا ہے اور اس طرح اسلام کے خلاف غلط باتوں کو پھیلایا جاتا ہے۔ اسلام ہو یا کوئی اَور مذہب اُس کو بہانہ بنا کر یہ اظہار کرنا کہ ظلم اور بربریت کی وجہ وہ مذہب ہے یہ ظلم ہے۔

ہم آہنگی اور انصاف کے لیے کوشش کیے جانا جماعت احمدیہ کا اہم ترین مقصد ہے جس کے لیے ہم مسلسل کوشش کرتے ہیں۔ اسی اہم مقصد کے حصول کے لیے ہم یہ کاوش بھی کرتے ہیں تا کہ تھوڑے ہی سہی، چند لوگوں تک تو ہمارا یہ حق اور انصاف کا

پیغام پہنچے۔ یہی مقصد ہے جس کے لیے مَیں نے دنیا کے بڑے راہ نماؤں کو خطوط لکھے۔

مَیں نے اسرائیلی وزیر اعظم کو بھی خط لکھا اور تورات کی تعلیمات انہیں پیش کیں۔ اسی طرح ایرانی صدر اور دیگر مسلمان سربراہان کو بھی خطوط لکھے۔ برطانوی وزیر اعظم، امریکی صدر اور چینی صدر تک بھی یہ پیغام پہنچایا کہ وہ یہ غور کریں کہ کس طرح دن بدن دنیا تباہی کی طرف جارہی ہے۔ اب تو انسانیت کی بقا کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔ مگر افسوس! یہ سب ان باتوں کی طرف دھیان نہیں دے رہے۔ دنیا کے حالات واضح بتارہے ہیں کہ یہ لوگ سننا نہیں چاہتے۔ دنیا میں بڑھتی ہوئی جنگیں اسی طرف اشارہ کررہی ہیں۔

اسلام نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا تم انصاف سے دُور ہٹ جاؤ۔ قرآن کریم نے بڑی واضح تعلیم دی ہے کہ استقامت اختیار کرو اور انصاف قائم کرو۔ اور دوسروں کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی سے کام لو۔ انصاف سے کام لینا تقویٰ کے قریب ہے۔

اسلام نے صرف حلیفوں کے حقوق قائم نہیں کیے بلکہ حریفوں کے بھی حقوق قائم فرمائے ہیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نصیحت کی ہے کہ اگر تمہیں حکمت اور دانائی کی بات کسی اور قوم سے ملے تو اسے لے لو کیونکہ وہ تمہاری ہی گُم شدہ میراث ہے۔

دنیا کی اکثریت آج بھی امن کی خواہاں ہے لیکن اس کے لیے ہر فرد کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ پوپ صاحب نے جیسے کہا ہے کہ تیسری عالمی جنگ مختلف حصوں میں تقریباً شروع ہو چکی ہے۔ مَیں ڈرتا ہوں کہ اس عالمی جنگ میں جو تباہی ہوگی وہ گذشتہ عالمی جنگوں کے مقابلے میں انتہائی تباہ کُن ہوگی۔

آج ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے ایک پُرامن دنیا چھوڑیں اور اس کے لیے اپنی اپنی کوشش کریں۔ ورنہ بعد میں آنے والی نسلیں ہمیں قصوروار قرار دیں گی اور کہیں گی کہ تم نے کیسی تباہ شدہ دنیا ہمارے لیے چھوڑی ہے۔

پس یہ پیس سمپوزیم اسی مقصد کے لیے ایک کوشش ہے۔ خدا کرے کہ یہ امید کی پہلی کرن بن جائے اور دنیا اس دَور میں امن کی ضرورت کو سمجھے۔ اللہ کرے کہ جنگ کے بادل چھٹ جائیں اور امن کی صبح روشن ہو۔ آپ سب کا ایک مرتبہ پھر شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سات بج کر ۹ منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سٹیج پر کھڑے کھڑے مین ٹیبل پر موجود مہمانان کرام کو شرف ملاقات بخشا اور ان سے مختصر گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں حضور انور پونے آٹھ بجے کے قریب ایوانِ مسرور سے تشریف لے گئے۔

بنیادی مسائل کے جوابات

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

سوال: جرمنی سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں سوال کیا کہ یہاں یورپین معاشرے میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ڈیلیوری کے وقت عورت اپنے خاوند کو اپنے ساتھ لے کر جائے، ہسپتال کے عملہ کی طرف سے بھی اس پر زور دیا جاتا ہے۔ جبکہ اسلامی معاشرہ میں ایسا نہیں ہوتا اور نہ ہی احمدیوں میں ایسی کوئی روایت ملتی ہے۔ ہمیں اس بارے میں کیا کرنا چاہیے؟ نیز یہ کہ عورتیں اپنی والدہ یا ساس کو ڈیلیوری روم میں اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتی ہیں۔ لیکن بعض خاوند اصرار کرتے ہیں کہ وہ بھی ڈیلیوری روم میں ساتھ جائیں گے تاکہ وہ خود اس مرحلہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں، کیونکہ اس سے روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس پر عورت کو کیا کرنا چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سوالوں کے بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب: یہاں یورپین معاشرہ میں خاوند کو ڈیلیوری روم میں بیوی کے ساتھ جانے کے لیے جو کہا جاتا ہے، اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ خاوند کو چاہیے کہ بے شک اس سے انکار کر دے اور ڈیلیوری کے وقت ساتھ نہ جائے۔ اس کی پابندی کرنا نہ تو قانوناً لازمی ہے اور نہ ہی مذہباً ضروری ہے۔ ہاں بیوی کی اس مشکل اور تکلیف کی گھڑی میں خاوند کو اپنی بیوی اور ہونے والے بچے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہنا چاہیے۔

باقی بچے کی پیدائش کے وقت خاوند کے ڈیلیوری روم میں عورت کے ساتھ جانے کے بارے میں جو باتیں کہی گئی ہیں، یہ تو سب فضول باتیں ہیں۔ ان پر عمل کرنا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس موقع پر خاوند کو اپنی بیوی اور ہونے والے بچے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی چاہیے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ سے وفود کی ملاقاتیں

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ کے مقامی اور گلف سٹیٹس ریجن سے تعلق رکھنے والے مجلس انصار اللہ کے احباب پر مشتمل ایک وفد کی ملاقات

اگر آپ کے پاس دینی علم ہو، تو ان (بچوں) کے سوال اتنے ہی ہوتے ہیں کہ آپ جواب دے سکتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ بچوں کو یہ کہہ دیا جائے کہ تم سوال نہ کرو، تو یہ بھی غلط ہے، ان کے سوالوں کے جواب ہیں۔۔۔ تو ماں باپ کو بھی چاہیے اور انصار اللہ کو خاص طور پر کہ اپنا دینی علم بڑھائیں اور اس کے مطابق جواب دیا کریں

مورخہ ۹؍ مئی ۲۰۲۶ء، بروز ہفتہ، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ کے مقامی اور گلف سٹیٹس ریجن سے تعلق رکھنے والے مجلس انصار اللہ کے احباب کے پچیس (۲۵) رکنی ایک وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) کا سفر اختیار کیا۔

[قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ قبل ازیں امریکہ کے گلف سٹیٹس ریجن کے انصار پر مشتمل ایک پندرہ (۱۵) رکنی وفد مورخہ ۲۶؍ اپریل ۲۰۲۶ء کو حضورِ انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کر چکا ہے، جس کی تفصیلی رپورٹ مورخہ ۱۱؍ مئی ۲۰۲۶ء کے روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کی اشاعت کی زینت بن چکی ہے، موجودہ ملاقات میں شامل انصار ان کے علاوہ ہیں۔]

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

بعد ازاں تمام شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع بھی ملا۔

مزید برآں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضور انور کی خدمت میں متفرق سوالات پیش کرنے نیز ان کے جوابات کی روشنی میں حضورِ انور کی زبانِ مبارک سے پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت

بھی نصیب ہوئی۔

ایک سائل نے راہنمائی کے لیے درخواست کی کہ انصار عمر کے ساتھ سیکھنے کی صلاحیت میں کمی کا شکار ہوتے ہیں تاہم بعض انصار جو عمر بڑھنے کے باوجود اپنے علم میں اضافہ کر کے جماعت کی بہتر خدمت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، آپ ان کے لیے کیا تجویز کریں گے؟ نیز پچھلے چند سالوں میں علم کے مسلسل حصول میں کس چیز کو آپ نے سب سے زیادہ مفید پایا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے عمر کے بڑھنے کے ساتھ یادداشت میں آنے والی کمی اور مسلسل ذہنی مشق کی اہمیت کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہوئے فرمایا کہ مَیں اپنے آپ کو بوڑھا نہیں سمجھتا۔ یہ جو یاد کرنے کی صلاحیت ہے یا یاد رکھنے کی صلاحیت ہے، اس میں کمی ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جوانی میں یاد کرنے والے جو ہیں وہی باتیں ذہن میں رہتی ہیں۔ بڑھاپے میں آ کے تو پھر آدمی بھول جاتا ہے کہ کیا کیا تھا اور کیا نہیں کیا تھا۔ لیکن اگر مسلسل کوشش ہو، انسان چیزوں کو دُہراتا رہے تو یاد بھی رہتی ہیں۔

اسی طرح حضورِ انور نے علم کے مسلسل حصول کی اسلامی تعلیم اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ذہنی صلاحیتوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچپن سے لے کے، جب بچہ cradle یعنی پنگھوڑے میں ہوتا ہے اس وقت سے لے کے قبر تک علم حاصل کرتے رہو۔ تو مقصد یہی تھا کہ علم حاصل کرنا چاہیے اور اس کو بڑھانا چاہیے۔ جب وہ کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ صلاحیتیں بھی پیدا کرتا ہے، دماغ کو تیز کرتا رہتا ہے، اگر چھوڑ دیں گے تو پھر ختم ہو جاتے ہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے جدید پیشہ ورانہ دنیا کی مثال دیتے ہوئے عمر کے ساتھ تجربے اور مسلسل سیکھنے کے عمل کی روشنی میں انسان کے مزید ذُودرس ہو جانے کی بابت واضح فرمایا کہ اب دنیا میں اکثر جگہوں پر ساٹھ سال کی عمر میں ریٹائرمنٹ ہو جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد ختم۔ اب جو ڈاکٹرز یا پروفیشنل ہیں یا انجینئرز ہیں وہ کہتے ہیں کہ آجکل نئی ٹیکنالوجی آ رہی ہے اور نئی باتیں سیکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پچاس پچپن سال کی عمر کا انسان بڑا اچھا ڈاکٹر بھی ہوتا ہے۔ اس کو پہلا تجربہ بھی ہوتا ہے اور نئی بھی ٹیکنالوجی اس نے سیکھی ہوتی ہے اور اچھا کام کر سکتا ہے۔ لیکن امریکہ میں آپ کے ہاں ریٹائرمنٹ ہوتی کوئی نہیں۔ پینسٹھ سال تک آپ ریٹائرمنٹ شفٹ دے دیتے ہیں اور اس کے بعد بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جب تک پیسے کمانے ہیں کمائی جاؤ۔ پچھتر، اسّی سال کی عمر تک چھوڑتے نہیں۔ چھوڑتے تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنا علم تازہ رکھا ہوا ہے اور جو سرجن ہیں وہ اچھی نئی ٹیکنالوجی کے ساتھ آپریشن وغیرہ بھی کرتے ہیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے ذہنی صلاحیتوں کو زنگ سے محفوظ رکھنے، مسلسل ترقی کرتے رہنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو اصل بنیاد قرار دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ تو سوچ کی بات ہے۔ ہاں! یہ ٹھیک ہے کہ یادداشت میں کمی ہوتی ہے، لیکن اگر اس کو چھوڑ دو تو زنگ لگ جاتا ہے، اس لیے زنگ نہ لگنے دیں۔ اس میں اضافہ کرتے رہیں، بڑھاتے رہیں، اس میں جو ترقی ہو سکتی ہے کرتے رہنا چاہیے۔ انسان کو تھکنا نہیں چاہیے۔ جہاں سوچ تھک گئی وہاں انسان ختم ہو گیا۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ ہونا چاہیے۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ عام طور پر سوال کرنے کو علم کے بڑھانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور مغربی معاشروں میں خاص طور پر یہ کہتے ہیں کہ No question is a silly question، لیکن قرآنِ مجید میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے بچانے کے لیے جب سوال کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصل حالت سے حضرت نوح علیہ السلام کو آگاہ کیا اور سورۂ ہود آیت ۴۸ [قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ] میں اللہ یہ دعا سکھاتا ہے کہ اے میرے ربّ! یقیناً مَیں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ سوال کروں کہ جس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ پیارے حضور! دعا کے حوالے سے وہ کون سے سوالات ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں اور نہیں مانگنے چاہئیں؟

اس پر حضورِ انور نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے کی جامع وضاحت کرتے ہوئے حقیقی اہل اور معیارِ اطاعت کو پُر معارف انداز میں بیان فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی بات کر رہے ہیں، اس کے دل میں کیا تھا، وہ تو غیب کا علم نہیں جانتے تھے۔ جب سیلاب آیا ہوا تھا، تو وہ پہاڑی کے کونے میں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا کہ آؤ! میرے ساتھ شامل ہو جاؤ اور جاہلوں میں سے نہ بنو۔ تو اس نے کہا کہ نہیں! پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، مجھے یہ بچا لے گا، تو انہوں نے کہا کہ آج تمہیں کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ جب ایک لہر آئی، وہ اسے لے کے ڈوب گئی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر انہوں نے اللہ سے یہ سوال کیا کہ تُو نے کہا تھا کہ تیرے اہل کو مَیں بچا لوں گا۔ تو یہ تو میرا بیٹا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! تیرے اہل وہ ہیں کہ جو تیری تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں اور تیرے تابع ہیں، یہ تو اہل میں سے تھا ہی نہیں، یہ تو باغی تھا۔ اس لیے چاہے نبی کی اولاد ہو، اگر وہ باغی ہو جائے، تو وہ اہل میں نہیں رہتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ میرے سے ایسے سوال نہ کرو۔ یہ نہیں کہا تھا کہ سوال نہ کرو۔

بعد ازاں حضورِ انور نے نزولِ شریعت کے زمانے میں بعض غیر ضروری سوالات سے منع کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اور دوسرے قرآنِ شریف میں یہ

کیوں نہیں آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب شریعت نازل ہو رہی ہے، اس وقت ایسے سوال نہ نبی سے پوچھو کہ جب اس کے جواب تمہیں مل جائیں، تو تم لوگ مشکل میں پڑ جاؤ۔ اس لیے شریعت کے بارے میں بعض باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ جتنی بیان کرنا چاہتا ہے، اتنا بیان سن لو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اگر زیادہ سوال کرو گے اور پھر تمہیں جواب مل جائیں گے اور پھر تم عمل نہیں کر سکو گے تو تم سزاوار ہو جاؤ گے۔ پھر اس کی سزا ملے گی۔ اس لیے بہتر ہے کہ جو تمہارے علم میں باتیں آئی ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے خود بتا دیں، جو نبی نے تمہیں کہہ دیا، ان پر عمل کر لو تو اس سے تمہاری دینی اور روحانی بچت ہے۔

پھر حضورِ انور نے حصولِ علم کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے بچوں کے فطری تجسس کے حوالے سے انہیں مدلّل اور تسلّی بخش جواب دینے اور سوال کرنے کے ضمن میں دینی و دنیاوی اُمور میں فرق کو ملحوظ رکھنے کی بابت تلقین فرمائی کہ باقی دنیاوی لحاظ سے تو علم حاصل کرنے کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ علم کو بڑھاؤ۔ ابھی مَیں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائش کے پنگھوڑے سے لے کے قبر تک علم حاصل کرو۔ باقی جو آجکل بچوں میں why کا سوال بہت اُٹھتا ہے اور اگر آپ نہ جواب دیں کہ کیوں کیوں یہ ہے، تو وہ سمجھ جائیں گے کہ دین کے پاس دلیل نہیں ہے۔ تو دلیل سے ان کو جواب دینا چاہیے۔ اس کے لیے تو روک نہیں پیدا کی۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں جہاں روحانیت کا سوال ہے، دین کے علم کا سوال ہے، اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس بارے میں تم ایسے سوال نہ کرو کہ جس کو اگر تم پر فرض کر دیا جائے تو تم مشکل میں پڑ جاؤ۔ ہاں! آپ یہ بتائیں کہ یہ شریعت کہتی ہے، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس پر عمل کرو، تو اس پر تم لوگوں کو جو maximum رِیوارڈ ہے، وہ مل جائے گا۔ لیکن یہ دنیاوی معاملوں میں نہیں ہے۔ یہ دین کے بعض مخصوص معاملات میں ہے۔ اس لیے ہر ایک چیز کو اس کے ساتھ بریکٹ نہ کریں۔ وہ علیحدہ معاملہ ہے اور یہ علیحدہ معاملہ ہے۔ وہاں آپ ضرور سوال کریں۔ کیونکہ آجکل کے بچوں کو دین کے معاملے میں بھی سکھایا جاتا ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے والدین اور بالخصوص انصار کو دینی علم بڑھانے اور نئی نسل کے سوالات کے مدلّل جواب دینے کی نصیحت کا اعادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس دینی علم ہو، تو ان کے سوال اتنے ہی ہوتے ہیں کہ آپ جواب دے سکتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ بچوں کو یہ کہہ دیا جائے کہ تم سوال نہ کرو، تو یہ بھی غلط ہے، ان کے سوالوں کے جواب ہیں۔ لوگ لکھتے ہیں، مجھے بہت بڑے بڑے سوال لکھ دیتے ہیں، بعض اعتراض والے سوال بھی لکھتے ہیں۔ تو جو مناسب جواب اس کا ہو سکتا ہے وہ ہم دیتے ہیں۔ تو ماں باپ کو بھی چاہیے اور انصار اللہ کو خاص طور پر کہ اپنا دینی علم بڑھائیں اور اس کے مطابق جواب دیا کریں۔ لیکن یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا کہ سوال نہ کرو۔ اس سے نئی جنریشن میں تو یہ بات پیدا کر دیں گے کہ ہمارے پاس تو علم ہے نہیں۔ حالانکہ اللہ کہتا ہے علم ہے۔ علم حاصل کرو۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے دین و ایمان کے لیے ٹھوکر بننے والے سوالات سے احتراز برتنے اور ان کے جواب تلاش کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس اَمر پر زور دیا کہ ہاں! ایسے سوال جو آپ کے دین کو ختم کرنے والے ہیں، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بڑے ہو کے عقل آ کے ایسے سوالوں کی مجھے عادت نہ پڑ جائے، بچوں کی بات نہیں یہاں ہو رہی، یہاں آپ جیسے عقل مند لوگوں کی بات ہو رہی ہے کہ ایسے سوال نہ کرو کہ جہاں سے تمہیں ٹھوکر لگے۔ ان کے جواب تلاش کرو۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ کچھ لوگ نظرِ بدّ اور تعویذ، جادو ٹونے وغیرہ پر یقین رکھتے ہیں۔ حضورِ انور کیا مہربانی فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں گے کہ ہم ان معاملات کا جواب قرآنِ کریم کی تعلیمات کی روشنی میں کیسے دے سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ وہ ان چیزوں سے متاثر ہے تو ہمیں اس کے ساتھ کیسے پیش آنا چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے نظر لگنے کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے شرّ سے بچنے کے لیے ذکرِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا کہ بات یہ ہے کہ نظریں لگ جاتی ہیں، کوئی ایسی بات نہیں۔ اس لیے محاورہ ہی بنا ہوا ہے کہ چشمِ بدّ دُور کہہ دینا چاہیے اور پھر حدیث میں آیا ہے کہ جب تم چیزوں کو دیکھو، اپنی فصل کو دیکھا ہے، تو زمیندار اگر کہتا ہے کہ یہ دیکھو! میری محنت سے کتنی اچھی فصل ہو گئی اور ایک آندھی آئے، طوفان آئے، قرآنِ شریف میں ذکر آیا کہ تباہ ہو گئی۔ تم اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو وہ تباہ نہ ہوتی۔ ان کو دیکھ کے مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا چاہیے۔ اپنی نظر بھی لگ جاتی ہے۔ پھر حدیث میں یہ آیا ہے کہ ماں کی بچے پر نظر لگ جاتی ہے۔ جب ماں کو یہ خیال آتا ہے کہ مَیں نے اس کی پرورش ایسی کی اور یُوں کیا، وُوں کیا اور بچے کو نظر لگ گئی، اس پر اثر ہو جاتا ہے یا وہ بیمار ہو گیا یا اس کے اخلاق خراب ہو گئے یا اس طرح کی چیزیں۔ تو نظر لگتی ہے اور اس کے لیے یہی ہے کہ اللہ سے دعا مانگنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ میں آنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر شرّ سے بچائے۔

بعد ازاں حضورِ انور نے حاسدین کی عملی ضرر رسانیوں اور حسد سے بچنے کے لیے قرآنِ مجید کی آخری سورتوں میں سکھلائی گئی دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نظر لگنے کے حوالے سے انسانی سوچ سے ماوراء ایک واقعے کا ذکر فرمایا کہ دوسرے یہ ہے کہ کچھ حاسد جو ہیں، وہ صرف نظر نہیں لگاتے، بلکہ حسد کے بعد اپنے کچھ عمل بھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے حاسدوں کے حسد سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے

قرآنِ شریف کے آخر میں بھی سورتوں میں دعا سکھا دی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تو لکھا ہے کہ بعض دفعہ بعض لوگوں کی نظر ایسی لگتی ہے کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ انہوں نے کہا کہ میرے ایک بچہ تھا، اس کو میرے کھانے کی طرف غور سے دیکھنے کی عادت تھی۔ تو مَیں جب کھانا کھا رہا ہوتا تھا تو بعض دفعہ اتنے غور سے وہ دیکھتا تھا کہ میرا لقمہ ہاتھ سے گر جاتا تھا۔ تو ایسے واقعات ہو جاتے ہیں تو یہ ایسی بات نہیں۔

پھر حضورِ انور نے نظر لگنے کی حقیقت کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے اپنی مفصّل تحریر کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس پر مَیں نے ایک لمبا جواب لکھ کے بھیجا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ الحکم میں یا کہیں چھپ گیا ہو گا، تو وہاں سے پڑھ لیں کہ نظر کی حیثیت کیا ہے، حقیقت کیا ہے اور قرآنِ شریف کیا کہتا ہے، ہم کس حدّ تک اس کو مانتے ہیں، کس حدّ تک یہ جائز ہے اور کس حدّ تک ناجائز ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے جادو ٹونے کے نام پر لوگوں کو خوفزدہ کرنے والے بعض طریق کی وضاحت کرتے ہوئے اس ضمن میں بزرگانِ سلسلہ کے واقعات بیان فرمائے کہ جادو ٹونے بعض لوگوں کے ایسے عمل ہوتے ہیں، جو کم پڑھے لکھے لوگ ہیں، وہ ان کو ڈرانے کے لیے جادو ٹونے کر لیتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس طرح کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے ایجنٹ رکھے ہوتے ہیں کہ جو بعض دفعہ گھروں میں جا کے بعض چیزیں چھپا آتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ تم پر ٹونہ ہو گیا۔ پھر اس کے بعد بندہ اس پیر کے پاس جاتا ہے، تو وہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ اچھا ! تمہارے گھر کے صحن میں فلاں کونے میں فلاں چیز دبی ہوئی ہے، اس کو نکال دو تو یہ جادو ختم ہو جائے گا۔ تو وہ جادو ختم ہو جاتا ہے۔ اس طرح مولانا راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی آتا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ کسی جنّ نے قبضہ کر لیا یا جادو ہو گیا، تو انہوں نے دعا کی اور اس کو کہا اور ایک دَم دھڑ دھڑ ہوئی اور برتن نیچے گر گئے۔ واقعہ ان کی کتاب [حیاتِ قدسی] میں بھی لکھا ہوا ہے۔ نیز جواب کے آخر میں حضورِ انور نے اپنی مفصّل تحریر سے استفادہ کرنے کی بابت فرمایا کہ تو اس ساروں کے جواب مَیں نے ایک تفصیل سے لکھ کے دیے ہوئے ہیں وہ پڑھ لیں۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ کریم میں دنیا کا سفر کرنے کا حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے: سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ، اور ان قوموں کی تاریخ کا مشاہدہ کرنے کا بھی حکم دیتا ہے کہ جنہوں نے اللہ کے کلام کو جھٹلایا اور یہ بھی دیکھنے کا حکم دیتا ہے کہ اس نے کس طرح تخلیق کی ابتدا کی۔ نیز اس سلسلے میں راہنمائی کی عاجزانہ درخواست کی کہ پیارے حضور! ہم اپنے معمول کے سفر کے دوران اللہ کی تخلیق کے عجائبات کو سراہتے ہوئے ان احکامات کو کس طرح پُورا کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں غور و فکر کرنے اور قدرتِ الٰہی کے نشانات کو تلاش کرنے کی اہمیت بیان فرمائی کہ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ دنیا میں پھرو اور اللہ تعالیٰ نے نعمتیں جو دی ہیں تلاش کرو۔ پہاڑ ہیں، جنگل ہیں، موسم ہے، سمندر ہیں، دریا ہے، ان میں پھرو اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کی جو پیدائش ہے، اس کو تلاش کرو، اور اس میں پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ چیزیں پیدا کی ہوئی ہیں۔ جس طرح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شعر میں کہا ہے، جو اقبال نے شکوہ لکھا تھا کہ مجھے نظر آ شکلِ مجاز میں، تو انہوں نے پھر اس کے جواب میں لکھا۔

مجھے دیکھ رفعتِ کوہ میں مجھے دیکھ پستی کاہ میں

جو پہاڑوں کی اُونچائی ہے، جو اُونچے اُونچے پہاڑ ہیں، جنگل ہیں، درخت ہیں، ان میں میری قدرت کو دیکھو اور جو نئی گہری گھاٹیاں ہیں ان میں دیکھو۔ سمندروں میں دیکھو تو وہاں سے تمہیں پتا لگے گا کہ خدا کیا چیز ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی جو creation ہے، اس کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ ان چیزوں پر غور کریں۔

بعد ازاں حضورِ انور نے بنفسِ نفیس تفسیرِ صغیر سے مذکورہ آیتِ مبارکہ ملاحظہ فرما کر اس کے پسِ منظر کی وضاحت کرتے ہوئے سابقہ اقوام کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی بابت توجہ دلائی کہ اب آپ نے مثال دی ہے کہ قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ کا مجرموں کو انجام کیسا ہوا، اب یہاں اللہ تعالیٰ مجرموں کی بات کر رہا ہے کہ زمین میں پھرو اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے خلاف جو مجرم تھے، انبیاء کی تاریخ دیکھو، پُرانے کھنڈرات نظر آتے ہیں کہ کس طرح قومیں تباہ ہوئیں۔ اور اسرائیل آجکل بڑے جوش میں ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بتایا ہے کہ یہ لوگ ظلم کرنے کی وجہ سے پہلے ہی دو دفعہ تباہ ہوئے تھے، اب تیسری دفعہ ظلم کریں گے تو بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ اور ان کی جو تاریخ ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ اگر تاریخ کو پڑھیں تو پتا لگ جاتا ہے۔ اسی سے سبق حاصل کرو اور دیکھو کہ ان لوگوں کا کس طرح انجام ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے مقابلے میں کسی چیز کو نہ لاؤ اور خود فرعون نہ بنو۔ فرعون تباہ ہوا۔ فرعون کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے، ان کی قوم نے زیادتیاں کیں، تو وہ تباہ ہو گئی۔ اسی طرح مسلمانوں کا بھی حال ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہر چیز سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ پھرو اور دیکھو۔

حضور انور نے قرآنِ کریم پڑھتے وقت بشارات اور عذاب کی آیات سے عملی سبق حاصل کرنے کی بابت تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جب تم قرآن کریم پڑھتے ہو، تو جہاں اللہ

تعالیٰ کی بشارتوں کا ذکر آتا ہے، ان کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان کا حامل بنائے اور مجھے بھی یہ چیزیں ملیں۔ اور جہاں عذاب کا ذکر آتا ہے، تو وہاں اِستغفار پڑھو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھے اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بچائے۔ تو یہ چیزیں سبق دینے کے لیے ہیں۔ اس کا یہ مقصد ہے، اس کا مطلب ہے کہ صرف سیر کرنے کے لیے، enjoy کرنے کے لیے ہاں! ہم گئے، ہم نے دیکھا، آج ہم سوئٹزرلینڈ کی فلاں جگہ چلے گئے یا فلاں چوٹی جو پہاڑ کی ہے، وہاں چلے گئے اور جو آپ کی امریکہ میں valley کہلاتی ہے، کیا ہے؟

اس پر سائل کے Grand Canyon کے عرض کرنے پر حضورِ انور نے سلسلۂ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے سیاحت کے حقیقی مقصد کو اُجاگر فرمایا کہ ہاں! اس علاقے میں چلے گئے تو ہم نے یہ دیکھ لیا۔ صرف enjoy نہ کرو۔ تو یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو جو بنایا، یہ پہلے کیا ان کی آبادیاں وہاں ہوں گی اور پھر تباہ ہو گئیں۔ کس طرح کس طرح، پہاڑوں سے، زلزلوں سے، سیلابوں سے بارشوں سے آبادیاں تباہ بھی ہوئیں اور بنیں بھی۔ جب تم پھرتے ہو تو اس سے سبق حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ۔ یہ اس کا مطلب ہے۔

[قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ گرینڈ کینین (Grand Canyon) ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ریاست ایریزونا (Arizona) میں واقع دنیا کے سب سے مشہور قدرتی عجائبات میں سے ایک عظیم اور گہری گھاٹی ہے۔ یہ بنیادی طور پر دریائے کولوراڈو (Colorado River) کے لاکھوں سال کے کٹاؤ کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ یہ گھاٹی تقریباً ۴۴۶ کلومیٹر/۲۷۷ میل طویل، ۶ سے ۲۹ کلومیٹر تک چوڑی اور بعض مقامات پر ۱.۸ کلومیٹر (تقریباً ۶۰۰۰ فُٹ) تک گہری ہے۔ اس کی تہوں میں موجود چٹانیں زمین کی ارضیاتی تاریخ کے تقریباً دو ارب سال قدیم اَدوار کی نمائندگی کرتی ہیں، جس کی وجہ سے یہ ماہرینِ ارضیات کے لیے بھی نہایت اہم مقام ہے۔ گرینڈ کینین کو گرینڈ کینین نیشنل پارک کے طور پر ۱۹۱۹ء میں قائم کیا گیا اور یہ یونیسکو (UNESCO) کے عالمی ورثہ میں بھی شامل ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں سیاح اس کی قدرتی خوبصورتی اور حیرت انگیز مناظر دیکھنے آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ گرینڈ کینین زمین کی طویل ارضیاتی تاریخ، قدرتی حسن اور قدرت کے حیرت انگیز تخلیقی نظام کی ایک شاندار مثال ہے۔]

مزید برآں حضورِ انور نے دوبارہ بنفسِ نفیس تفسیرِ صغیر سے قوموں کے عروج و زوال کے حوالے سے قرآنی آیت قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے موجودہ دنیا کے طاقتور لوگوں کے انجام کی بابت نشاندہی فرمائی کہ پھر یہ کہہ دے کہ ملک میں چاروں طرف پھر کر دیکھو کہ اللہ نے مخلوق کی پیدائش کس طرح شروع کی تھی، پھر مرنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کرتا چلا گیا، اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تو تشریح میں اس کا ذکر لکھا ہے کہ اس دنیا میں مُردے زندہ ہو کر نہیں آتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں پھرو اور دیکھو کہ مُردے زندہ ہو کے آ گئے۔ پس یہ آیت واضح ثبوت اس بات کا ہے کہ پیدائش سے مُراد قوموں کو تمکنت بخشنا ہے۔ جو پہلے مَیں اسرائیل کے بارے میں یا فرعون کے بارے میں بیان کر چکا ہوں کہ کس طرح قومیں بڑی شہرت حاصل کرتی تھیں، بڑی بادشاہت تھی، فرعون کہتا تھا کہ دیکھو! جو سارا نظام ہے، یہ تو میرے under چل رہا ہے، بتاؤ کہ اس سے اُوپر کوئی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پانی میں ڈبو کے تباہ کر دیا۔ اور اسی طرح اور قوموں کو بھی تباہ کر دیا۔ جو ٹرمپ صاحب سمجھتے ہیں کہ مَیں سب کچھ ہوں اور Second Advent of Jesus Christ بھی بعض دفعہ کہتے ہیں۔ پتا نہیں کہ کہاں تک صحیح ہے۔ ان لوگوں کے بھی اللہ تعالیٰ غرور اس طرح ہی توڑے گا۔ اسی تناظر میں حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے سائل کو یاد دلایا کہ آپ تو ان ملکوں میں رہتے ہیں۔ آپ نے کیا کرنا ہے، آپ تو خود اس جگہ میں رہ کے سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ کا نظارہ کر رہے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کا خوف کریں اور اللہ سے ڈریں اور ان کو بھی ڈرائیں۔ بعد میں تو یہی کہہ دیتا ہے کہ مَیں اللہ کی طرف سے آیا ہوں، اللہ کا نام لے کے وہ جو غلط باتیں کر رہا ہے، اس سے وہ خود اپنی تباہی کو بُلا رہا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے بعض دوسری جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ تم سے زیادہ طاقتور لوگ تھے، ان کو مَیں نے تباہ کر دیا، تو تم کیا چیز ہو؟

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے قدیم کھنڈرات اور آثار کے مشاہدے کو قوموں کے انجام اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان کے طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تو مقصد یہی ہے کہ دیکھو کہ ان کی کتنی بادشاہت تھی، کتنا ان کا زور تھا، کتنی حکومتیں تھیں، کتنی طاقت تھی، لیکن اس کے باوجود ختم ہو گئے۔ وہاں کھنڈر ہی نظر آتے ہیں۔ مڈل ایسٹ میں بہت سارے ملکوں میں جائیں، شام میں، عراق میں، فلاں جگہ پر یا اور دنیا میں بھی دیکھیں کہ جو پُرانے کھنڈرات ملتے ہیں، اسی لیے ملتے ہیں۔ آپ ruins تلاش کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں حضورِ انور نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے حاضرین میں سے ایک شریکِ مجلس کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ جیولوجسٹ ہیں، ان کو پتا ہے کس طرح جیولوجی والے چیزیں نکالتے ہیں، تو اس سے یہ مطلب ہے۔

ایک ناصر نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ عہدیداران اور جماعت کے ممبران کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان بعض اوقات ممبران کو جماعت سے دُور کر دیتا ہے۔ ہم اس تعلق کو کس طرح بہتر بنا سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ lack of alignment کیوں ہے؟ حضورِ انور نے عہدیداران کے نرم رویّے، حُسنِ سلوک اور محبّت بھرے انداز کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر افسر ٹھیک ہیں، آپ پیار سے، نرمی سے office holder ان کو بتا رہے ہوں، عہدیدار جتنے ہیں، نرمی سے بتائیں تو یہ باتیں ہو ہی نہیں سکتیں۔ اس لیے مَیں بار بار کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ عہدیدار اپنے رویوں کو نرم کریں اور تعلق پیدا کریں۔

بعد ازاں حضورِ انور نے ممبرانِ جماعت سے صرف انتظامی یا مالی ضرورت کے وقت رابطہ کرنے کے بجائے مستقل ذاتی تعلقات قائم کرنے کی ضرورت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف آپ لوگ اپنے کسی احمدی کے پاس جاتے ہیں یا کسی جماعت کے ممبر کے پاس جاتے ہیں کہ اچھا! آج جلسہ ہے، آج اجلاس ہے، آؤ۔ یا آپ کا زعیم ہے یا سائق ہے یا جو بھی نظام ہے یا قائد ان کے مرکزی عاملہ میں ہیں، وہ صرف کوئی مقصد ہو تو تب ان کے پاس جاتے ہیں یا چندہ لینے یا تحریک کرنے کے لیے چلے جاتے ہیں کہ ہم نے پلاٹ لینا ہے، ہم نے جلسے کے لیے، اجتماع کے لیے زمین لینی ہے، ہمیں اتنے پیسے چاہئیں، دو۔ یا فلاں مقصد کے لیے ہمیں چیزیں دو یا اجتماع ہو رہا ہے وہاں آؤ۔ ویسے تعلق رکھیں، اگر قریبی تعلق ہو، ایک دوستانہ ماحول ہو، بھائی چارہ ہو، جسے اخوّت کہتے ہیں، تو پھر یہ چیزیں نہیں ہوتیں۔ پھر آپس میں ایک تعلق ہوتا ہے۔

پھر حضورِ انور نے خاندانی تعلقات کی مثال دے کر باہمی لحاظ، ہمدردی اور عہدیداران کے محبّت بھرے تعلق کی بابت توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اب بہن بھائی ماں باپ کی رشتہ داریاں جو ہیں ان میں اس قسم کی باتیں اس وقت پیدا ہوتی ہیں، خیر بہت کم ہوتا ہے، rare کیسز ہوتے ہیں یا جب ایسی لڑائیاں ہو جائیں کہ رشتے ہی ٹوٹ جائیں یا ختم ہو جائیں نہیں تو عموماً ایک دوسرے کا لحاظ رکھتے ہیں۔ ہر جگہ exceptions ہوتی ہیں۔ تو اسی طرح اگر آپ لوگ صحیح طرح لوگوں سے سلوک کر رہے ہوں اور ان کا خیال رکھ رہے ہوں، ان سے تعلق ہو، ان کو پتا ہو کہ یہ Office-bearer جو ہیں، ہمارے ہمدرد ہیں، تو آپ سے تعلق بھی رکھیں گے اور آپ کی بات بھی مانیں گے۔

مزید بر آں حضورِ انور نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے تربیت میں محبّت اور تعلق کی بنیاد کو اُجاگر کرتے ہوئے بیان کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ فرمایا تھا کہ مُردے کس طرح زندہ ہوتے ہیں یا کس طرح میری طرف آئیں گے، تو آپؑ کو فرمایا فَصُرۡھُنَّ کہ ان کی ٹریننگ کرو اور پھر ان کو کہیں بھی تم چاروں کونوں میں بٹھا دو، تو وہ تمہارے بلانے پر تمہاری طرف دَوڑتے ہوئے آئیں گے۔ تو ٹریننگ کس طرح کرو، اسی پیار اور محبّت سے ٹریننگ کرو، تو تربیت آپ شروع سے کریں تو ٹھیک رہے گا۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے عہدیداران کو افسری جتانے کے بجائے خدمت اور انکساری اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لیکن اگر آپ صرف اپنی افسری دکھانے کے لیے ان کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ جاؤ بلّو [ایک ذات ہے] صاحب آپ گھر میں بیٹھیں۔ چودھری ہوں گے، آپ اپنے گھر میں ہوں گے، ہمارے پاس نہیں ہیں۔

اسی سائل کو ایک اور سوال پیش کرنے کا بھی موقع ملا کہ پیارے حضور! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے مطابق ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ تین سو سال کے عرصے میں اسلام احمدیت باقی تمام ادیان پر غلبہ پائے گی، جیسا کہ ہم جانتے ہیں پہلے مسیح اور آخری زمانے کے مسیح کے درمیان ایک مماثلت پائی جاتی ہے، وہ عیسائیت جو دنیا بھر میں پھیلی ہے وہ باطل عقائد پر مبنی ہے، ہم اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں کہ اسلام احمدیت کا پھیلاؤ سچے عقائد اور اسلامی تعلیمات پر مبنی ہو؟

اس پر حضورِ انور نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ تین سو سالہ عرصے کے مفہوم اور ابتدائی عیسائیت کے حالات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ جو مسیحِ موسویؑ تھا، جو تعلیم لے کے بھی آیا، ان کو بڑے trial سے گزرنا پڑا۔ اصحابِ کہف بھی رہے، اس کے بعد ان کے حالات بہتر ہوئے اور جب رومن ایمپائر نے بادشاہ نے عیسائیت قبول کر لی، جیسی بھی تھی، لیکن تم دیکھو گے کہ اُتنا عرصہ نہیں گزرے گا، تین سو سال کا عرصہ نہیں گزرے گا کہ جب احمدیت کا غلبہ ہو گا۔ تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک مثال پیش کی جائے، تو ہر ایک چیز اس کے اُوپر ویسی کی ویسی ہو۔ ایک مثال دی جاتی ہے کہ ان میں ہوا تھا تو اس میں بھی ہو گا۔

بعد ازاں حضورِ انور نے خلافتِ راشدہ اور خلافتِ احمدیہ میں تاریخی واقعات کے حوالے سے مشابہت کے باوجود نتائج کے لازماً یکساں نہ ہونے کی بابت تفہیم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اب خلافتِ راشدہ کی ہم مثال دیتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافتِ راشدہ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی حملہ ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہوا، اور وہی واقعات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت ہے، اس میں ہوں گے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تیرہ سو سال کے بعد مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا

نظام جاری ہوتا تھا۔ وہ حالات تو پیدا ہو سکتے ہیں لیکن نتائج وہ نہیں نکلیں گے۔

حضورِ انور نے جماعتِ احمدیہ کی ترقی کے حقیقی مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے عقیدے کے بگاڑ پر مبنی غلط فہمی کی اصلاح کرتے ہوئے اسے مزید ترقی و استحکام کا ایک زینہ قرار دیا کہ اس لیے یہاں بھی یہی مثال ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی ترقی ہو گی، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بگڑا ہوا جو اسلام ہے وہ پیش ہو جائے گا۔ اسلام بگڑا ہوا تو پہلے ہی ہے، جس کی اصلاح کے لیے مسیح موعود علیہ السلام آئے ہیں اور جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں، وہ پورے نہیں ہوتے، ٹھیک ہے کہ ایک climax پر پہنچ کے ایک زوال diminishing returns بھی شروع ہو جاتا ہے، وہ شروع ہو جائے، یہاں بھی ہو گا، لیکن وہ آخری دن قیامت کے دن ہوں گے۔ یہ نہیں ہو گا کہ تین سو سال میں اگر جماعتِ احمدیہ کی ترقی واضح نظر آ رہی ہے، تو بگڑی ہوئی جماعتِ احمدیہ ہو گی، وہ بگڑی ہوئی جماعتِ احمدیہ نہیں ہو گی۔ بلکہ اس وقت ترقی کی ہو گی۔ ہاں! آخری زمانہ میں ہو سکتا ہے کہ کبھی زوال آئے۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد فرمودہ تین سو سالہ عرصے پر مبنی عرصے کے پیچھے کارفرما حقیقی مقصد یعنی صبر، استقامت اور حوصلہ افزائی کی حکمت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ ایک مثال ہے کہ تم لوگ صبر کرو، اصل مثال یہ دی تھی کہ تم بے صبری نہ دکھاؤ، انہوں نے بھی تین سو سال تک صبر کیا۔ اصحابِ کہف نے اتنے سال گزارے۔ تین سو نو سال کا عرصہ، کئی نسلیں ان کی ختم ہو گئیں، تو اتنا عرصہ نہیں گزرے گا کہ تم لوگ اچھے نتائج دیکھو گے۔ یہ مثال ہے۔ اصل یہ مثال نہیں ہے کہ تمہاری تعلیم ایسی ہو جائے گی، کیونکہ وہ بگڑ گئی ہے، تو ہم بھی بگڑ جائیں گے۔ یہ تو ایک مثال اس لحاظ سے حوصلہ دلانے کے لیے دی تھی کہ اگر اصحابِ کہف تین سو نو سال صبر کر سکتے ہیں، تو تم کیوں نہیں کر سکتے؟ تمہیں اتنا صبر نہیں کرنا پڑے گا کہ تمہیں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ کامیابیاں دے گا۔ یہ اس کا مقصد ہے۔

ملاقات کے اختتام پر تمام شاملینِ مجلس کو اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے اور آپ کے دستِ مبارک سے قلم بطور تبرک حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

بعد ازاں صدر صاحب مجلس انصار اللہ امریکہ نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عاجزانہ درخواست کی کہ دعا کیجیے کہ ہماری مجلس آپ کی توقعات پر پُوری اُتر سکے۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنے والے ہوں، انصار دین ہوں۔

یہ روح پرور نشست حضورِ انور کے دعائیہ کلمات ”السلام علیکم!“ پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 21 مئی 2026ء)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصار اللہ امریکہ گلف سٹیٹس کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ ۲۱/ اپریل ۲۰۲۶ء بروز منگل، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ کے گلف سٹیٹس ریجن سے تعلق رکھنے والے مجلس انصار اللہ کے احباب کے پندرہ(۱۵) رکنی وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے اسلام آباد (ٹِلفورڈ) کاسفر اختیار کیا۔

[قارئین کی معلومات کے لیے ’گلف سٹیٹس‘ کی وضاحت ضروری ہے، کیونکہ عمومی طور پر ’گلف سٹیٹس‘ کا ذکر آتے ہی ذہن میں عرب خلیجی ممالک: جیسے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، بحرین، کویت اور عمان کا تصوّر اُبھرتا ہے، اور یہ اصطلاح بالعموم ان ممالک کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ تاہم امریکہ کے تعلق میں ’گلف سٹیٹس‘ سے مراد وہ پانچ امریکی ریاستیں ہیں، جو خلیجِ میکسیکو (Gulf of Mexico) کے ساتھ واقع ہیں: یعنی ٹیکساس(Texas)، لوزیانا(Louisiana)، مسی سپی(Mississippi)، الاباما (Alabama) اور فلوریڈا(Florida)۔ یہ ریاستیں سمندری معیشت، بندرگاہوں، تیل کی صنعت اور متنوع ثقافتی ورثے کے لیے مشہور ہیں۔ امریکی گلف سٹیٹس سمندری طوفانوں (Hurricanes) اور ساحلی خوبصورتی کے لیے بھی معروف ہیں، جبکہ عرب خلیجی ریاستیں اپنے صحرائی جغرافیہ اور تیل کی دولت کے لیے مشہور ہیں۔ اگرچہ دونوں علاقوں کو ان کی جغرافیائی صورتِ حال کی وجہ سے ’گلف‘ کہا جاتا ہے، لیکن ان کی ثقافت، تاریخ اور معیشت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔]

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

بعد ازاں تمام شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع بھی ملا۔

مزید برآں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضور انور کی خدمت میں متفرق سوالات پیش کرنے نیز ان کے جوابات کی روشنی میں حضورِانور کی زبانِ مبارک سے پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک شریکِ مجلس نے رقّت آمیز انداز میں حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ ہم بعض اوقات اپنے والدین سے بے انتہا محبّت کے باعث ان کے گزر جانے کے بعد خواب میں انہیں بار بار دیکھتے ہیں اور ان سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس حوالے سے مَیں راہنمائی چاہتا ہوں کہ ہم ایسی ہی محبّت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے کرام سے کیسے کر سکتے ہیں اور ان سے بھی اکثر خواب میں ملاقات ہو اور یہ روحانی تجربات ہوتے رہیں؟

اس پر حضورِ انور نے والدین سے فطری تعلق اور ذاتی وابستگی کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بہر حال والدین سے بچپن سے لے کر ان کے بڑھاپے تک اور اپنی جوانی تک یا جتنی بھی عمر ہو، ان سے ایک تعلق ہوتا ہے، personal attachment ہوتی ہے اور یہی تعلق اور محبّت اگر ہم کریں، تو ضروری تو نہیں ہے کہ آپ خواب میں بھی دیکھیں۔

پھر حضورِ انور نے خوابوں کی بجائے عملی نیکی کی اصل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا، تو پتا نہیں کہ تم نے صحیح دیکھا بھی ہے کہ نہیں، کوئی بڑی نیکی نہیں ہے۔ اصل نیکی یہ ہے کہ جو آپؐ کے احکامات ہیں، جو باتیں ہیں، جو تعلیم ہے، اس پر عمل کرو۔

مزید برآں حضورِ انور نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت بڑھانے کے عملی ذرائع نہایت جامع انداز میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے آپ کا کام یہی ہے کہ محبّت میں بڑھنا ہے تو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں، اللہ تعالیٰ نے جو آپؐ کے ذریعہ سے شریعت اُتاری ہے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور یہی چیز قریب لے آتی ہے۔ پھر اللہ کا فضل ہو گا تو اللہ تعالیٰ خواب میں بھی دکھا دیتا ہے، یہ تو بہت اُونچے مقام کی باتیں ہیں کہ جب نظر آجائے۔

اسی طرح حضورِ انور نے حقیقی کامیابی اور نیک خوابوں کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ باقی اگر عمل کر رہے ہیں، اور دل کو سکون مل رہا ہے تو وہی آپ کی کامیابی ہے۔ کوئی بھی آپ اچھی خواب دیکھ لیں، تو سمجھیں کہ اسی فضل کی وجہ سے ایسا ہوا کہ جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا یا خواہش کی کہ مَیں ملوں۔ جواب کے آخر میں حضورِ انور نے ناصر سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کبھی نیک خوابیں آتی ہوں گی؟ اثبات میں جواب سماعت فرمانے پر حضورِ انور نے اسے فضلِ الٰہی سمجھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ بس! پھر اس کو بھی اللہ کا فضل سمجھیں اور اس وجہ سے سمجھیں کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت ہے، مسیح موعودؑ سے محبّت اور تعلق ہے اور ان کے احکامات پر عمل کرنے کی پوری کوشش ہے اور درود بھیجتے ہیں۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ سیّدی! مَیں اکثر اس بات پر غور کرتا ہوں کہ انسان کے دل میں انجانے میں بھی تکبّر کی باریک صورتیں موجود ہو سکتی ہیں۔ خاکسار کا سوال یہ ہے کہ انسان کس طرح شعوری طور پر اپنی ذات میں موجود تکبّر کے ان ادنیٰ ترین اثرات کو پہچان کر ان پر قابو پا سکتا ہے، تاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور قبول کیا جاوے

اور اس کی محبت کے مجاہدات ملیں؟

اس پر حضورِ انور نے حکیمانہ انداز میں دل کی کیفیت اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں بخشش کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ دل کی کیفیت تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ آپ اگر دل سے اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کر رہے ہیں اور معافی مانگ رہے ہیں اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں اور تکبّر سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔ سو یہ کب قبول کیا ہے یا نہ قبول کیا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے، اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ہمیں تو پتا نہیں۔

پھر حضورِ انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام کے ذریعے عاجزی کی تعلیم کو نہایت دلنشین انداز میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف اشعار ہیں، ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں، اگر کوئی شعروں سے تعلق ہے، نسبت ہے، تو بتا دیں ۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

کہ کم سے کم بنو۔ اپنے آپ کو حقیر ترین سمجھو۔ جب تکبّر کا کوئی خیال آئے تو یہ شعر دماغ میں آ جائے۔ پھر دارالوصال کیا ہے؟ وہی اللہ تعالیٰ کے تعلق کا جو گھر ہے، اس سے تعلق ملتا ہے۔ جب انسان عاجز ہوتا ہے تو پھر ہوتا ہی اس لیے ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے عاجزی اختیار کرنے کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں۔ جب ایک بحث میں آپؑ نے کہا کہ مخالف فریق صحیح کہہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مَیں کہتا ہوں کہ یہ صحیح کہہ رہا ہے اور مجھے بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تو آپؑ کو الہام ہوا کہ تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔ تو عاجزانہ راہیں یہ ہیں کہ جب ایسا موقع آ جائے تو پھر انسان تھوڑا سا سوچے، بجائے اس کے کہ اس کی اَنا اَور زیادہ بھڑک اُٹھے۔ اس کو نہ بھڑکنے دیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے مسلسل اِستغفار، ذاتی محاسبہ اور عاجزی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اِستغفار کرتے رہیں۔ انسان باقاعدہ اِستغفار کرے تو کوشش ہوتی ہے کہ بچ جائے۔ دن میں ویسے بھی سوچتے رہیں، ہر تھوڑے عرصہ کے بعد دو چار دفعہ repeat کرتے رہیں، تو انسان کا ذہن پھر تکبّر سے خالی ہو جاتا ہے۔ لیکن جہاں کوئی کامیابی ملی، جہاں آپ کی کوئی تعریف ہو گئی، جہاں آپ کو کوئی انعام مل گیا تو اس پر کہہ دیں کہ یہ کوئی میرے علم کی وجہ سے یا میری بڑائی کی وجہ سے ہے یا میری کسی خصوصیت کی وجہ سے ملا ہے، تو وہ پھر آہستہ آہستہ تکبّر کی طرف لے جاتا ہے۔ پس یاد رکھیں کہ میں عاجز انسان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں فرمایا ہے کہ تم کتنا تکبّر کر لو گے؟ قد میں پہاڑوں سے اُونچا تو نہیں نکل سکتے۔ اس لیے عاجزی اختیار کرو۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ جمعہ کی نماز فرض ہے لیکن کبھی ناگزیر حالات یا ایمرجنسی کی وجہ سے جمعہ کی نماز تک پہنچنا ممکن نہیں ہوتا۔ ایسے میں جمعہ کی نماز اور جمعوں میں قبولیتِ دعا کے وقت سے محروم ہونے کی فکر رہتی ہے۔ اس سلسلے میں راہنمائی کی عاجزانہ درخواست پیش کی۔

اس پر حضورِ انور نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انسان کی مجبوریوں کا ذکر کرتے ہوئے نیّت کی اہمیت کو ایک بنیادی اصول کے طور پر نہایت خوبصورتی سے اُجاگر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مجبوریاں پتا ہیں۔ جمعہ کی نماز کا وقت آیا، کوئی بیمار ہو گیا اور جمعہ پر نہیں جا سکا، لیکن نیّت آپ کی نیک تھی۔ بنیادی اصول جس کے گرد اسلام کی تعلیم پھرتی ہے، جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کہ تمہاری نیّت ٹھیک ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر نیّت میں گڑبڑ ہے تو تبھی اللہ تعالیٰ پکڑ کرتا ہے۔

پھر حضورِ انور نے بلاوجہ اور مجبوری کے تحت جمعہ چھوڑنے کے درمیان فرق کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی نیّت اگر آپ کی صحیح ہے، تو اس لیے حدیث میں یہ نہیں آیا کہ تم نے اگر ایک جمعہ چھوڑا، تو تمہارا دل سیاہ ہو جائے گا۔ تم نے اگر جان بوجھ کر ایک جمعہ چھوڑا، دوسرا چھوڑا، تیسرا چھوڑا تو پھر تمہارا دل سیاہ ہوتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں تین دفعہ کی اجازت دے دی۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر مجبوری میں ایسا ہو جاتا ہے تو کوئی بات نہیں۔ لیکن اس میں بھی، آپ اس عرصہ میں ذکرِ الٰہی تو کر سکتے ہیں، دعا تو کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت تو مانگ سکتے ہیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے اللہ تعالیٰ کی وسعت مغفرت اور اجر عطا فرمانے کی بے پایاں قدرت کو ایک مؤثر مثال کے ذریعے واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے اور وہ ثواب بھی دینے والا ہے، وہ دے دیتا ہے۔ اگر ایک بادشاہ کو نمازِ فجر پر نہ اُٹھنے کی وجہ سے پھر سارا دن اِستغفار پڑھنے کی وجہ سے دس نمازوں کا ثواب مل گیا تو جمعوں کا بھی مل سکتا ہے۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ پیارے حضور! باقی دنیا کی طرح ہماری جماعت کے اراکین بھی رابطے کے لیے واٹس ایپ، ٹیکسٹ میسجنگ اور ای میل جیسے پلیٹ فارم پر انحصار کرنے لگے ہیں۔ اگرچہ یہ ذرائع بلاشبہ سہولت فراہم کرتے ہیں، یہ تبدیلی اس ذاتی تعلق اور دلی قربت کو آہستہ آہستہ کم کرتی جا رہی ہے جو ہمیشہ سے ہماری جماعت کی نمایاں پہچان رہی ہے۔ ہم عاجزی سے اپنے پیارے حضورِ انور کی راہنمائی کے طلبگار ہیں

کہ ہم جماعت کے اراکین کے ساتھ اپنے ذاتی تعلقات کو کس طرح برقرار رکھ سکتے ہیں اور مضبوط بنا سکتے ہیں تاکہ ڈیجیٹل مواصلات کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے باوجود ہمارے آپسی رشتے مخلصانہ باہمی اور گہری جڑوں سے مضبوط رہیں؟

اس پر حضورِ انور نے ٹیکسٹ میسجنگ کے ذریعے ذاتی تعلق اور دلی قربت میں کمی کے تصوّر کی تردید کرتے ہوئے اسے اظہارِ محبّت کا ایک مؤثر ذریعہ قرار دیا کہ یہ تو آپ کی سوچ ہے۔ مَیں اگر کسی کو ٹیکسٹ میسج کرتا ہوں یا مجھے مجبوراً کرنا پڑتا ہے یا کسی سے تعلق رکھتا ہوں، تو میرے دل میں تو اس کی قدر اور زیادہ بڑھ جاتی ہے اور جب وہ جواب دیتا ہے اور محبت والے جواب آتے ہیں یا مَیں محبّت سے کسی کو جواب دیتا ہوں یا خط و کتابت ہے۔ صرف ٹیکسٹ میسج کی بات کر رہے ہیں۔ ایک زمانہ خط و کتابت کا تھا، تو اس لیے اُردو میں ایک محاورہ بنا ہوا ہے کہ جو خط ہے وہ آدھی ملاقات ہے۔ اسی طرح ٹیکسٹ میسج تو اس سے بھی جلدی ہو جاتا ہے۔ خط تو پھر پُرانے زمانے میں پندرہ دن میں پہنچتا تھا یا مہینہ لگاتا تھا۔ حضورِ انور نے دستِ مبارک سے نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ آج تو ٹیکسٹ میسج یُوں آپ کرتے ہیں، send کرتے ہیں اور اگلے سیکنڈ میں اگلے کو پہنچا ہوتا ہے اور اس کا محبّت والا جواب آجاتا ہے۔ اس کو یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہاں! مجھے میرے بھائی، میرے دوست نے یاد رکھا۔ تو یہ کہنا کہ اس سے محبّت کم ہو رہی ہے، یہ تو آپ کی سوچ ہو گی، میری تو نہیں ہے۔ مجھے تو کوئی محبّت کم نہیں ہو رہی۔

پھر حضورِ انور نے افرادِ جماعت کے ساتھ اپنے ذاتی تعلق، خطوط کے ذریعے رابطے اور دعاؤں کے تسلسل کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لوگ بے شمار خط لکھتے ہیں۔ اب جماعت کی اتنی بڑی تعداد ہے، لاکھوں کروڑوں میں ہو گئی، خط لکھتے ہیں اور مجھے روزانہ کے ہزاروں خط آتے ہیں۔ اب وہ جو مَیں نے کسی کو دیکھا بھی نہیں ہوتا، وہ دعا کے لیے کہتے ہیں، ان کے لیے دعا اس وقت بھی نکلتی ہے کہ جب خط پڑھ رہا ہوتا ہوں اور بعد میں نماز کے وقت بھی ان کے لیے دعا ہو جاتی ہے۔ ہر ایک کے نام نہیں یاد رہتے تو عمومی طور پر ہو جاتی ہے۔ اسی سے محبّت بڑھتی ہے۔

علاوہ ازیں حضورِ انور نے محبّت کے قیام اور باہمی تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے دعا، خیر خواہی اور باقاعدہ ملاقاتوں کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ رات کو سوتے ہوئے آپ تصوّر کریں کہ میرے یہ بہن بھائی ہیں، ان کے لیے مَیں نے دعا کرکے سونا ہے، تو دل میں محبّت قائم رہے گی۔ تو یہ کہنا کہ صرف ملنے سے ہی محبّت بڑھتی ہے غلط ہے۔ ٹھیک ہے کہ ملنے سے محبّت بڑھتی ہے، ضرور ملنا چاہیے اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک دوسرے کی دعوتیں کرو اس سے بھی محبّت بڑھتی ہے۔ آپ ایک شہر میں رہتے ہیں، آپ فنکشنز کرتے ہیں، اس طرح انصار کی میٹنگ ہوتی ہے، آپ وہاں جاتے ہیں تو وہاں ملا کریں۔ جمعہ پر جاتے ہیں تو ملا کریں۔ پانچ وقت نمازیں ہیں، ان کی عادت ڈال لیں، تو ملنے کی طرف توجہ ہو جائے گی۔ اس سے محبّت کا تعلق تو قائم رہے گا۔

مزید برآں حضورِ انور نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبّت کرنے کی حقیقی روح کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر اللہ کہتا ہے کہ میری خاطر محبّت کرو تو تمہیں اَجر ملے گا۔ دنیا کی خاطر محبّت کر رہے ہو تو کوئی اَجر نہیں۔ تو جب اللہ کی خاطر آپ محبّت کر رہے ہوں گے، تو نمازوں پر آنے والوں سے بھی محبّت ہو گی، جمعہ پر آنے والوں سے ہو گی۔ عید پر آپ تو گلے بھی مل لیتے ہیں۔ کووِڈ میں لوگوں نے بڑی پابندی لگائی کہ یہ نہ کرو اور وہ نہ کرو، لیکن اس میں بھی آپ عید پر ایک دوسرے سے گلے ملتے رہے، پرواہ نہیں کی۔ تو محبّت تھی تو ملتے رہے۔

حضورِ انور نے اسلامی اخوّت کے پیرائے میں باہمی خیر خواہی اور دل میں محبّت و ہمدردی کے مستقل احساس کو نہایت مؤثر اور بلیغ انداز میں اُجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تو اس لیے دل میں ہمیشہ اصل میں یہ احساس ہونا چاہیے کہ مومن بھائی بھائی ہیں اور بھائی کو بھائی کا خیال رکھنا چاہیے اور حدیث کو یاد رکھیں کہ جو اپنے لیے پسند کرو، وہ اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرو۔ جب آپ کی سوچیں ہوں یا خیالات ہوں اس میں جو نیکی کی باتیں آپ کے دل میں آتی ہیں، جو اپنے بچوں کے لیے نیک خیالات آپ کے دل میں آتے ہیں، وہ اپنے بھائی کے لیے بھی آئیں، اپنے بھائی کے بچوں کے لیے بھی آئیں اور اپنے دوست کے بچوں کے لیے بھی آئیں، تو وہ ایک محبّت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پھر جب آپ کبھی ملتے ہیں، چاہے دو مہینے بعد ملیں، چھ مہینے بعد ملیں، سال بعد ملیں، تو وہ یاد رہتے ہیں۔

بعد ازاں حضورِ انور نے فاصلوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ محبّت اور جذباتی وابستگی کی عملی مثال بیان کرتے ہوئے باہمی رنجشوں سے اجتناب کی تلقین فرمائی کہ افریقہ میں لوگ رہتے ہیں، بے شمار گاؤں اور remote areas میں رہتے ہیں اور مجھے خط لکھتے ہیں اور ہمارے لوگ جب وہاں نمائندہ بن کے جاتے ہیں، کوئی میرا اسلام کہہ دے، تو وہ جذباتی ہو کر رونے بھی لگ جاتے ہیں۔ ان کے دل میں محبّت ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے محبّت پیدا کی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں محبّت پیدا کرے اور یہ جو چھوٹی چھوٹی باتوں کی دنیاوی رنجشیں ہیں، ان کی وجہ سے دُوری نہ پیدا ہو۔

اس کے ساتھ حضورِ انور نے ٹیکسٹ میسج، فیس ٹائم اور دیگر جدید ذرائع کے ذریعے باہمی محبّت کے فروغ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ کہنا صرف ٹیکسٹ میسج کرنے سے محبّت کم ہوتی ہے درست نہیں۔ ٹیکسٹ میسج تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اب محبّت کو وسیع کرنے کا ایک آسان ذریعہ بن گیا ہے۔ پہلے خط مہینہ لیتا تھا، اب آپ ایک دن میں ٹیکسٹ میسج کر لیتے ہیں اور باتیں بھی کر لیتے ہیں اور فیس ٹائم پر باتیں بھی کر لیتے ہیں

اور اپنا چہرہ بھی دکھا دیتے ہیں اور ٹیکسٹ کا جواب بھی آپ کو آجاتا ہے۔ آپ کو تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ اس سے محبّت بڑھ گئی ہے اور اب اس کو ہم اَور کس طرح بڑھائیں؟

ناصر کی جانب سے پاکستان سے نئے آنے والے انصار بھائیوں کے ان اُمور کو پسند نہ کرنے کی عرض پر حضورِ انور نے انڈیا اور پاکستان میں موبائل فون اور ٹیکسٹ میسج کے عام اور وسیع استعمال کی بابت مسکراتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ ان کو پتا ہے اور ان کو آپ سے زیادہ ٹیکسٹ میسج کرنا آتا ہے۔ انڈیا یا پاکستان میں انہوں نے غریب لوگوں میں سروے کیا ہے، جتنے ان کے پاس سیل فون ہیں اور ٹیکسٹ میسج کا رواج ہے تو وہ امیروں میں بھی نہیں ہے۔

اسی تناظر میں حضورِ انور نے کم وسائل رکھنے والے افراد کے لیے مساجد، جماعتی پروگرامز اور غیر رسمی ملاقاتوں کے ذریعے تعلقات قائم رکھنے کی عملی تجویز پیش فرمائی کہ باقی یہ ہے کہ اگر نئے آئے ہیں اور ان کے پاس فون نہیں ہے اور نیا فون خریدنا afford نہیں کر سکتے، تو ان سے پھر آپ ملیں، ان کو مسجدوں میں بلائیں اور آپ کے مختلف فنکشنز ہوتے ہیں، اس میں بلائیں، get together ہو۔ اور ضروری نہیں کہ اجلاس ہی ہوں، بعض weekend پر کبھی باہر چلے گئے، پکنک منالی، کچھ کر لیا، وہ تو پروگرام بنانے چاہئیں۔

سلسلۂ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے حضورِ انور نے جماعتی تنظیموں میں اجتماعی ملاقاتوں، باہمی میل جول اور اکٹھے کھانے پینے کے ذریعے تعلقات مضبوط کرنے کی جانب راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ میں کُلُوْا جَمِيْعًا جو رواج دیا ہوا ہے وہ اس لیے ہے۔ اب انصار اللہ میں بھی ہوتا ہے۔ لجنہ میں بھی ہو سکتا ہے۔ آ کے بیٹھتے ہیں، اکٹھے ہوتے ہیں اور اچھی میٹنگز ہوتی ہیں۔ ہم تو یہاں اسلام آباد میں، لجنہ بھی ہیں، خدام بھی ہیں اور یہاں سارے مختلف شہروں میں لوگ ہفتے میں ایک دن یا مہینے میں ایک دن اکٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں کھانا پینا بھی کرتے ہیں، گپ شپ بھی کرتے ہیں اور دین کی باتیں بھی کرتے ہیں۔ تو آپ بھی کر سکتے ہیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے نیک ارادے اور عملی اقدام کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر انسان کا نیک کام کرنے کا ارادہ ہو تو نیک کام ہو جاتا ہے اور اگر یہ سوچتا رہے کہ کام تو مَیں نے نیک کرنا ہے، پر اس وقت میں پیسے کما لوں تو پھر نہیں ہوتا۔

اس پر حضورِ انور نے سائل کی جانب سے ماہانہ کُلُوْا جَمِيْعًا کے اہتمام کی سوچ کو سماعت فرماتے ہوئے ذاتی انتظام کے ذریعے کم وسائل رکھنے والے افراد کی شمولیت کی بابت تاکید فرمائی کہ تو پھر غریب لوگ، جو کھانا پکا کے نہیں لا سکتے، ان کا آپ جیسے دُگنا تگنا کھانا پکا کے لے آئیں۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ گھر خریدتے وقت مارگیج (mortgage) کی اجازت ہے۔ اگر کسی کے پاس اتنے وسائل ہوں کہ وہ refinance کروا کر اپنے مارگیج میں توسیع کروا لے تاکہ اس equity یعنی بچ جانے والی رقم کو مقامی مسجد کے منصوبے میں چندہ دینے کے لیے استعمال کر سکے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

اس پر حضورِ انور نے ذاتی رہائش کے لیے مارگیج کی اجازت کے دائرۂ کار کو واضح کرتے ہوئے اصولی راہنمائی عطا فرمائی کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مارگیج کی اجازت صرف اس گھر کے لیے ہے، جو آپ اپنے ذاتی استعمال نہ کہ کاروبار کے لیے خریدتے ہیں۔ آپ ایک گھر خرید سکتے ہیں اور اس گھر پر مارگیج لے سکتے ہیں جہاں آپ رہنے والے ہیں۔

پھر حضورِ انور نے refinancing کے ذریعے مسجد کی تعمیر کے لیے مالی معاونت اور اس کے عملی پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ایسے بہت سے لوگ ہیں کہ جو اپنے گھروں کی دوبارہ revalue کرواتے ہیں اور وہ بینک سے مزید قرض لیتے ہیں اور اس قرض کو مسجد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ تو اگر آپ اپنا گھر بنا رہے ہیں اور آپ اپنے ذاتی فائدے کے لیے مارگیج ادا کر رہے ہیں، تو آپ اپنا پیسہ اللہ کا گھر بنانے کے لیے کیوں نہیں خرچ کر سکتے، جو کہ آپ کو جنّت میں گھر بنانے میں بھی مدد دے رہا ہے۔

حضور انور نے اس عمل میں اعتدال اختیار کرنے اور مالی استطاعت کو مدِّ نظر رکھنے کی بھی نصیحت فرمائی کہ چنانچہ اگر آپ چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں، لیکن خود پر حدّ سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ اگر یہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ اور آپ کو قرض واپس کرنے کی اپنی استطاعت کا بھی بخوبی جائزہ لینا چاہیے، اگر آپ میں اتنی استطاعت ہے تو ہاں! آپ کر سکتے ہیں، اگر نہیں تو ایسا نہ کریں۔

مزید برآں اسی روز حضورِ انور نے ازراہِ شفقت سائل کو اپنے دفتر طلب فرما کر تقویٰ اور دیانتداری کی بنیادی شرط پر زور دیتے ہوئے مزید راہنمائی عطا فرمائی کہ رِی مارگیج کے ذریعہ حاصل کی گئی رقم کو مسجد کے منصوبے میں استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ بینک کی کوئی ایسی شرط نہ ہو کہ جس کے تحت اس رقم کو صرف اور صرف پراپرٹی پر ہی خرچ کرنا لازمی ہو۔ کبھی بھی کسی قسم کی غلط بیانی سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ کسی بھی قسم کا دھوکا تقویٰ کی روح کے منافی ہے۔

ایک اور ناصر بھائی نے عرض کیا کہ پیارے حضور! دنیا کی موجودہ صورتحال کے پیشِ نظر بعض حلقوں میں یہ بحث جاری ہے کہ دسمبر تک امریکہ میں ممکنہ طور پر ملٹری ڈرافٹ (فوج میں لازمی بھرتی) ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو بیس سے پچیس سال کی عمر کے درمیان کے جماعت کے بعض افراد اس سے متاثر ہو سکتے ہیں، اس صورتحال میں حضورِ انور افرادِ جماعت کو کیا راہنمائی فرمائیں گے؟

اس پر حضورِ انور نے مقیم ملک کے قانون کی پابندی کو بنیادی اصول کے طور پر

واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک آپ اس ملک میں رہ رہے ہیں تو وہاں جو بھی قانون ہے، آپ نے follow کرنا ہے یا وہاں سے migrate کر جائیں یا اس کی سروس میں شامل ہوں۔ یہی حکم ہے کہ جس ملک میں تم رہتے ہو، اس کے قانون کی پابندی کرو اور ان کی سروس کرو۔

حضورِ انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عملی نمونے کی روشنی میں اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال مکّہ میں کیوں نہیں ہتھیار اُٹھائے، اس لیے کہ کسی اَور کی حکومت تھی۔ جب اپنی حکومت ہو گئی اور پھر ان پر حملہ ہوا تو ہتھیار اُٹھا لیے۔ اس لیے ملک کا قانون جو ہے وہ بہر حال ماننا ہے۔ چاہے وہ عیسائی ملک ہو یا دہریہ ملک ہو یا کوئی بھی حکومت ہو۔ اس ملک میں جب آپ رہ رہے ہیں تو آپ نے اس کے قانون کی پابندی کرنی ہے یا آپ ملک چھوڑ دیں۔

پھر حضورِ انور نے اپنے ماحول میں مؤثر آگاہی اور رائے عامہ کے ذریعے ظلم و ناانصافی کے خلاف شعور بیدار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اور اپنے ارد گرد میں سمجھائیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو سمجھانا ہے۔ وہاں امریکہ میں تو لابنگ کا بڑا رواج ہے، تو آپ لوگ بھی اپنے معاشرے، اپنی سوسائٹی، اپنے ماحول اور اپنے environment میں یہ کریں۔ آپ کو بتانا چاہیے کہ یہ ہم کر رہے ہیں اور اب بہت سارے لوگ اس بات کو realize کر رہے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ جو ٹرمپ صاحب اِدھر اُدھر حملے کر رہے ہیں یا اسرائیل کی طرف سے ہو رہے ہیں تو وہ ظلم ہو رہے ہیں، تو اس کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

اسی طرح حضورِ انور نے مختلف حالات میں جنگ و خدمت کے اصول کو واضح کرتے ہوئے فرمایا، ہاں! اگر بہتر cause کے لیے لڑنا ہے تو ٹھیک ہے۔ سیکنڈ ورلڈ وار میں انگریزوں اور یورپین کی جب لڑائی ہوئی ہے تو اِنڈو پاکستان میں برٹش حکومت تھی، تو اس وقت انہوں نے بہت سارے انڈین لوگ بھی جا کے لڑنے کے لیے ریکروٹ کیے تھے۔ اور اس لیے یہاں اس وقت گورکھا رجمنٹ اور فلاں فلاں رجمنٹس قائم ہوئی تھیں۔ باقی ان کو انہوں نے ورلڈ وار کے بعد بہت زیادہ benefits بھی دیے کہ یہاں آ جاؤ اور آباد ہو جاؤ۔

مزید بر آں حضورِ انور نے مؤخر الذکر تناظر میں جماعت احمدیہ کی ٹیریٹوریل فورس اور فرقان بٹالین کے ذریعے دفاعی خدمات اور کسی بھی اقدام کے پس پردہ موجود مقصد کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جماعتِ احمدیہ کی بھی ایک ٹیریٹوریل فورس تھی۔ اس وقت ٹیریٹوریل فورس کے نام سے ایک فورس جماعتِ احمدیہ نے بھی قائم کی تھی اور فوجی بھرتی ہوتے تھے، جن کو مختلف محاذوں پر بھیجا گیا تھا، اب اس لیے کہ وہ ایک بہتر cause کے لیے لڑ رہے تھے۔ میرے دادا حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ اس ٹیریٹوریل فورس کے کمانڈر تھے، کیپٹن رینک کے تھے، ان کے under جو بھی ان کی بٹالین تھی یا جو کچھ بھی تھا، اس کو وہ lead کرتے تھے۔ گو وہ فیلڈ میں نہیں گئے لیکن ایک فورس قائم تھی۔ اسی طرح انڈیا پاکستان کی پارٹیشن کے بعد جو جنگ ہوئی ہے تو وہاں فرقان بٹالین قائم تھی۔ انہوں نے وہاں اگلے محاذ پر جا کے لڑائی بھی کی۔ تو یہ تو دیکھنا چاہیے کہ cause کیا ہے، اس کے لیے پھر جدوجہد کریں اور نہیں تو پھر ظلم ہے، تو ظلم کے خلاف جہاد کریں۔

[قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ ۱۹۲۰ء میں انگریز حکومت نے ہندوستان میں 'ٹیریٹوریل فورس' کے نام سے ایک رضاکار فورس تشکیل دی تھی۔ جس کا مقصد کسی بھی ایمرجنسی یا جنگ کے وقت ملکی خدمت کے لیے تیار رہنا تھا۔ اس فورس کو فوج کی طرف سے باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی تھی۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر قادیان سے بھی نوجوان اس فورس میں شامل ہوئے۔ قادیان سے شاملین افراد کی تعداد ایک مکمل کمپنی پر مشتمل تھی۔ یہ ٹریننگ جالندھر چھاؤنی میں دی جاتی رہی جو تقریباً دو ماہ کی ہوتی تھی۔ اس کمپنی کے کمانڈر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لختِ جگر 'شریف اصغر' یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے، جو بعد ازاں لفٹینٹ بنائے گئے۔ آپؓ ۱۹۳۹ء تک اس کمپنی کی کمان کرتے رہے۔ سبحان اللہ! کتنے خوش نصیب وہ لوگ ہوں گے کہ جنہیں حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی کمان میں کام کرنے کی توفیق ملی۔

اسی طرح 'فرقان بٹالین' جماعت احمدیہ کی ایک رضاکارانہ فورس تھی جس کا قیام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر ۱۹۴۸ء میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کا مقصد پہلی کشمیر جنگ کے دوران پاکستان کی فوج کی معاونت اور دفاعِ وطن میں حصہ لینا تھا۔ اس میں خلافت کی بابرکت راہنمائی میں خدمتِ وطن کے جذبے سے لبریز ہر سطح کے احمدی احباب شامل تھے۔ یہ بٹالین جون ۱۹۴۸ء سے جون ۱۹۵۰ء تک سرگرمِ عمل رہی اور اس دوران محاذِ کشمیر پر احمدی مجاہدین نے شجاعت و بہادری کے بے مثال جوہر دکھائے۔ اس بٹالین کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے جو کمیٹی مقرر فرمائی تھی، اس کے ایک رکن حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ بھی تھے، اور فرقان فورس کے فوجی اشاروں میں آپ فاتح الدّین کے نام سے موسوم تھے۔ فروری ۱۹۴۹ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ بنفسِ نفیس محاذِ جنگ پر کشمیر تشریف لے گئے تاکہ فرقان فورس کے رضاکاروں کا حوصلہ بلند کر سکیں۔ بعد ازاں ۱۷ رجون ۱۹۵۰ء کو پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ بندی کے بعد اس فورس کو باضابطہ طور پر

تحلیل کر دیا گیا۔ اس موقع پر سرائے عالمگیر میں ایک باقاعدہ تقریب منعقد ہوئی جس میں پاکستان آرمی کے اس وقت کے کمانڈر اِن چیف جنرل سر ڈگلس گریسی کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا اور فوجی قیادت نے اس فورس کے نظم و ضبط، جرأت مندی اور مؤثر کارکردگی کو سراہا۔]

انہی ناصر کے اپنی فیملی کو لے کر کینیڈا منتقل ہونے کی بابت استفسار پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے ذاتی فیصلے کی بجائے موجودہ صورتحال کے مطابق عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ یہ آپ کی مرضی ہے۔ آپ کو جب compulsary سروس کے لیے کوئی کہے گا، تو تب move ہوں گے، ابھی کوئی کچھ نہیں کہتا۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے دعا اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے اس اَمر پر زور دیا کہ دعا میں بڑی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ میں بڑی طاقت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے sincerely مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ انسانیت کے فائدے کے لیے دعائیں قبول کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذاتی کام کے لیے نہ کرے۔ لیکن انسانیت کے لیے کر رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کے کسی نیک مقصد کے لیے کر رہے ہوں گے تو وہ دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔

ایک شریکِ مجلس نے اپنے مشاہدے کی بابت ذکر کرتے ہوئے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ وِیک اینڈ پر مَیں نے دیکھا کہ اِدھر جرمنی اور ناروے سے بہت سارے نوجوان آئے ہوئے تھے۔ اس سے پتا لگتا ہے کہ اس مادیت پرست دنیا میں بھی کیسے نوجوان آپ سے اخلاص و وفا کا ایک گہرا اور مضبوط تعلق رکھتے ہیں۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ جس طرح آپ کی میٹنگ تھی ان کے ساتھ بھی تھی۔ نیز سائل کے خدام کی بڑی تعداد میں موجودگی کے اظہار پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا، تو بہت ساروں کو مَیں نے ہال میں بٹھا دیا تھا۔

مزید برآں حضورِ انور نے جرمنی اور ناروے سے آنے والے خدام کی تعداد اور ان سے ہونے والی نشست کی بابت تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۰۴؍ خدام جرمنی اور ۹۱؍ ناروے سے آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ اچھا ہے کہ گھنٹے کی sitting ہوگئی، جس طرح آپ کے ساتھ ہوئی ہے، ان کے ساتھ بھی ہوگئی۔

بعد ازاں حضورِ انور نے ملاقات کے روحانی اثرات اور عملی فوائد کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اور میرا خیال ہے کہ نیک اثر ہی لے کر جاتے ہیں۔ اَور کچھ نہیں تو یہاں پانچ وقت نمازیں پڑھنی پڑتی ہیں وہی ان کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

اسی تناظر میں حضورِ انور نے مزید روشنی ڈالتے ہوئے ملاقاتوں کے لیے آنے والے وفود کے ایک دوسرے پر پڑنے والے نیک اثر اور ایمان کی باہمی تازگی کی بابت بیان فرمایا کہ اور وہ کہتے ہیں کہ واقعی ان کو نیک اثر نظر آیا۔ ان لوگوں کا تو آپ کو دیکھ کے بھی ایمان تازہ ہو گیا۔ آپ کا ایمان تازہ ہوا ہے یا نہیں لیکن آپ کو دیکھ کر ان کا ایمان تازہ ہوا ہے اور اس کا انہوں نے اظہار بھی کر دیا کہ اس طرح امریکہ سے بھی لوگ آئے ہوئے ہیں۔ ہم تو یہاں قریب ہی کے ہیں۔ بس پر بیٹھے اور یہاں آ گئے یا ناروے سے آگے ڈیڑھ، دو گھنٹے کی فلائٹ ہے۔

ایک ناصر جنہیں قبل ازیں ڈیجیٹل مواصلات کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے حوالے سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا تھا، انہیں ایک اَور سوال پیش کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی، جس میں انہوں نے عرض کیا کہ آجکل امریکہ میں ”No King“ کے نام سے ٹرمپ کے خلاف کافی مظاہرے وغیرہ ہو رہے ہیں۔ اس میں اکثر وہ کہتے ہیں کہ آپ آئیں اور حصّہ لیں اور حالیہ دنوں میں دیکھا جا رہا ہے کہ کافی لوگ ان میں شامل بھی ہو رہے ہیں۔

اس پر حضورِ انور نے پُرامن احتجاج کی اصولی اجازت اور اس کی حدود کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر peacefully protest ہو رہا ہے تو بے شک جائیں۔ مار دھاڑ نہیں کرنی۔ گورنمنٹ پراپرٹی کو نقصان نہیں پہنچانا۔ کسی کو مُکّا نہیں مارنا۔ ویسے آپ نے جانا ہے اور protest کر سکتے ہیں تو کریں۔ اسی تناظر میں حضورِ انور نے تاریخ کے اوراق سے ایک مثال کے ذریعے مزید وضاحت فرمائی کہ اب کشمیر کے راجہ نے ظلم کیا تھا۔ اس کے خلاف جو پُرامن protest ہوا تھا، حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے احمدیوں کو بھی کہا تھا، بلکہ آرگنائز کروایا تھا کہ جا کے کرو۔ آخر میں ناصر نے عرض کیا کہ انہیں صرف حضورِ انور کی راہنمائی درکار تھی، کیونکہ ان سے کہا گیا تھا، چنانچہ انہوں نے Love for All, Hatred for None کا بینر بنایا تھا۔ جس پر حضورِ انور نے پُرامن احتجاج میں شرکت کے حوالے سے اس اَمر کا اعادہ فرمایا کہ تو ہم کرتے ہیں، یہاں بھی کرتے ہیں، جرمنی میں بھی کرتے ہیں اور یوکے میں بھی کرتے ہیں۔

ملاقات کے اختتام پر تمام شاملینِ مجلس کو اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے اور آپ کے دستِ مبارک سے قلم بطور تبرک حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

تبرک حاصل کرنے کے دوران **ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ حضور! میرے لیے دعا کریں کہ مَیں قرآنِ کریم کے تمام احکامات پر عمل کر سکوں اور ہر قسم کی بُرائیوں سے دُور رہوں۔**

اس درخواست پر حضورِ انور نے سات سو قرآنی احکام کی بابت تدریجی اور عملی طریق اختیار کرنے کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ ان کی ایک لسٹ بنالو۔ ایک لسٹ بنا کے تو ان پر عمل کریں۔ دیکھیں۔ ان شاء اللہ! اللہ فضل کر دے۔

اسی طرح شرکائے مجلس میں سے ایک ناصر نے نشاندہی کی کہ ان کی قیام گاہ میں موجود بستر زیادہ آرام دہ نہیں تھے۔

اس پر حضورِ انور نے آرام و آسائش کی طلب کی بجائے قناعت اور سادگی کے تناظر میں سیرتِ نبویؐ کے اسلوبِ حیات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں کو جب شکوے پیدا ہوں کہ بیڈ آرام دہ ہے کہ نہیں، جو اتنے زیادہ لوگوں کو مِل سکتا ہے اور میسّر ہو سکتا ہے، تو اس وقت سوچا کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سویا کرتے تھے؟ جب وہ سوچیں گے تو آپ کی بیڈوں کی آرامی اور بے آرامی ختم ہو جائے گی۔

مزید بر آں ازراہِ شفقت حضورِ انور کی اجازت سے ایک شریکِ مجلس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شانِ احمدِ عربیؐ پر مبنی روح پرور منظوم کلام۔

زندگی بخش جامِ احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے

پڑھنے کی سعادت بھی میسر آئی۔

یہ روح پرور نشست حضورِ انور کے دعائیہ کلمات "چلو پھر السلام علیکم!" پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (الفضل ڈاٹ آرگ 11 مئی 2026ء)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصار اللہ امریکہ کے Chicago اور Seattle سے تعلق رکھنے والے احباب کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ ۱۴؍ اپریل ۲۰۲۶ء، بروز منگل، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصاراللہ امریکہ کے Chicago اور Seattle سے تعلق رکھنے والے احباب کے بائیس (۲۲) رکنی ایک وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

بعد ازاں تمام شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع بھی ملا۔

مزید بر آں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضور انور کی خدمت میں متفرق سوالات پیش کرنے نیز ان کے جواب کی روشنی میں حضورانور کی زبانِ مبارک سے پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبّت کیسے کریں، جبکہ ہم سے گناہ سرزد ہو چکے ہوں اور ارتکابِ گناہ کی وجہ سے مشکلات میں گرفتار ہوں، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوں؟

اس پر حضورِ انور نے نہایت شفقت کے ساتھ انسانی زندگی کی حقیقت اور شیطانی وساوس کے مقابل روحانی جدوجہد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آپ دیکھیں یہ ایک زندگی ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے اپنے آپ کو مکمل طور پر پاک کر لیا ہے اور یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ انسانوں پر مسلسل حملہ کرتا رہے گا اور انہیں نیکیوں سے دُور لے جانے کی کوشش کرے گا۔

اس کے بعد حضورِ انور نے دعا اور اللہ تعالیٰ سے مسلسل مدد طلب کرنے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے عملی راہنمائی عطا فرمائی کہ پس ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں اس کی مدد طلب کریں اور اس سے عرض کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان سے بچائے اور ہمیں یہ طاقت عطا فرمائے کہ ہم اپنے آپ کو ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھ سکیں۔

حضورِ انور نے اس روحانی جدوجہد کے مسلسل اور عمر بھر جاری رہنے والے عمل کی طرف متوجہ کرتے ہوئے استقامت اور اُمید کے ساتھ آگے بڑھنے کی تلقین فرمائی کہ لہٰذا یہ ایک جدوجہد ہے، انسان کی زندگی کے آخری دن تک یہ ایک مسلسل جنگ ہے، پس اگر آپ بھرپور دیانتداری کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس زندگی میں آپ کو اس کا اجر دے گا لیکن کبھی غفلت میں نہ پڑیں، کبھی ہمت نہ ہاریں۔ یہ نہ کہیں کہ ہم یہ نہیں کر سکتے۔

ایک شریکِ مجلس نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ مغربی ممالک کی طرف ہجرت کر چکے ہیں اور یہاں کی ترقی و استحکام اور آسائشوں پر انتہائی احساسِ شکر گزاری محسوس کرتے ہیں مگر بعض اوقات یہی ممالک بین الاقوامی تنازعات اور جنگوں میں بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔ اس سے ہمارے لیے ایک اخلاقی اور جذباتی اُلجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز اس تناظر میں راہنمائی کی درخواست کی کہ ایسے حالات میں ہم بحیثیت قانون کی پابندی کرنے والے اور وفادار شہری اپنے اختیار کردہ ممالک کے لیے شکر گزاری اور شہری ذمہ داری کو انصاف اور عالمی امن کے بارے میں اپنے خدشات کے ساتھ کس طرح متوازن رکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے دنیا کے مختلف خطّوں میں موجودہ جنگی و غیر مستحکم صورتحال کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر افریقہ migrate کر لو تو وہ لوگ سوڈان، صومالیہ، ایریٹیریا بھی جنگوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ مڈل ایسٹ کے ملکوں میں فساد ہیں، سیریا ہے، عراق ہے، لیبیا ہے، الجزائر ہے، ہر ملک میں فساد ہیں۔

حضورِ انور نے مغربی ممالک بالخصوص امریکہ کی معاشی صورتحال اور پالیسیوں کے اثرات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ ہاں! یہ کہہ سکتے ہو کہ ان ملکوں میں ان لوگوں کے double standards ہیں اور آپ لوگ یہاں اپنی حالت کو بہتر کرنے کے لیے آئے تھے۔ یہاں آ کے economically آپ sound اور بہتر ہو گئے ہیں، لیکن اب جو آپ کے پریذیڈنٹ صاحب امریکہ کی پالیسی بنا رہے ہیں اور جس طریقے پر چل رہے ہیں، تو یہاں بھی economy اَور نیچے ہی جا رہی ہے۔ مہنگائی بھی آپ کے کافی ہو گئی ہے، وہی چیز جو پہلے آپ سو ڈالر میں لیتے تھے، تو اب دو سو ڈالر میں لیتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ آپ فوج میں تو بھرتی نہیں ہو رہے؟

بعد ازاں حضورِ انور نے عملی کردار ادا کرنے اور تبلیغ کے ذریعے معاشرتی شعور پیدا کرنے کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا کہ باقی اپنے اپنے ماحول میں لوگوں کو ہوشیار کرنے کی کوشش کریں اور awareness دیں کہ تم لوگ جس طرف جا رہے ہو وہ غلط ہے۔ تو اور کچھ نہیں تو ہم ان ملکوں میں، موقع ملا ہے تو تبلیغ تو کر سکتے ہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے امریکہ کی موجودہ سیاسی صورتحال کے سلسلے میں صدر ٹرمپ کی بعض پالیسیوں اور حالیہ اقدامات پر ہونے والی تنقید کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ بہت ساری تعداد امریکنوں کی بھی ہے کہ جو اس کی پالیسیز کو پسند نہیں کرتی۔ اب یہ جو اس نے AI سے اپنے آپ کو second coming of Jesus بنا کے پیش کر دیا، تو اس پر کرسچنز نے بڑا شور مچایا، blasphemy اور اس قسم کی باتیں لوگ کرنے لگ گئے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اس پر سنا ہے کہ اس نے اسے delete کر دیا، لیکن معافی کوئی نہیں مانگی۔ اس حوالے سے حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بس delete کر دیا ہے، اتنا ہی کافی ہے، اس کے لیے یہی بڑی شرافت ہے۔ اس برجستہ تبصرے پر تمام شاملینِ مجلس بھی کھل کر مسکرا دیے۔ پھر گذشتہ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پوپ بھی اس کے خلاف بول رہا ہے۔ تو اس قسم کے لوگ مستقل تو نہیں رہتے۔ نیز حضورِ انور نے مختلف صورتوں میں شیطانی اور دجّالی فتنوں کے ظاہر ہوتے رہنے کی حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہاں! جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو شیطان نے تو یہ کہا تھا کہ مَیں انسان کو ورغلاتا رہوں گا اور اپنا کام کرتا رہوں گا، تو وہ کر رہا ہے، مختلف صورتوں میں شیطان دجّال آتے رہتے ہیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے عصرِ حاضر کے فتنوں، فکری اُلجھنوں اور تبلیغِ دین کے تقاضوں کے تناظر میں مؤثر حکمتِ عملی اور دعوت الی اللہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا کام یہ ہے کہ اس ماحول میں رہ کے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھیں اور دنیا کو بھی بتائیں، یہی کام تبلیغ کرنے کا ہے کہ کس طرح صحیح پیغام پہنچاؤ گے، اسی طرح پہنچاؤ گے۔ مخالفت ہوتی ہے، تو سوال اُٹھتے ہیں اور جب سوال اُٹھتے ہیں، تو پھر

جواب دو۔

ایک شریک مجلس نے سوال کیا کہ پیارے حضور! قرآن کریم کی محبّت بچوں کے دلوں میں کس طرح پیدا کی جاسکتی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے سادہ مگر پُر حکمت نصیحت فرمائی کہ اپنے دل میں پیدا کر لیں تو بچوں کے دل میں بھی پیدا ہو جائے گی۔

حضورِ انور نے والدین کے ذاتی عملی نمونے اور قرآنِ کریم سے تعلق کو بچوں کے لیے دلچسپی کا بنیادی ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ خود قرآنِ شریف پڑھ رہے ہیں، روزانہ فجر کی نماز کے بعد تلاوت کر رہے ہیں اور بچے سنتے ہیں کہ ہاں! ہمارے ماں باپ تلاوت کر رہے ہیں، تو ان کو بھی دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے بچوں کی دینی تربیت اور ان میں قرآنِ کریم سے عملی دلچسپی پیدا کرنے کے لیے والدین کو وقت دینے اور راہنمائی کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ پھر بیٹھ کے تھوڑا سا وقت ان کے ساتھ لگائیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے اور اسلام کی تعلیم کی بنیاد کیا ہے، قرآن کریم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شریعت اُتری وہ کیا ہے۔ وہ قرآن کریم ہے۔ قرآنِ کریم ہمیں کیا کہتا ہے، ہماری moral ڈیوٹیز کیا ہیں، ہماری domestic obligations کیا ہیں، ہماری بچوں کے بارے میں ذمہ واریاں کیا ہیں اور سوسائٹی سے ہم نے کس طرح ڈیل کرنا ہے اور اللہ کی عبادت کس طرح کرنی ہے؟ تو یہ ساری باتیں جب آپ discuss کر رہے ہوں گے، تو وہ اپنا سیل فون اور آئی پیڈ اور اینڈرائیڈ وغیرہ بیٹھے جب دیکھ رہے ہوتے ہیں، تو صرف اس پر نہیں رہیں گے۔ کوئی تھوڑا سا آدھا گھنٹہ آپ کے ساتھ لگائیں گے تو ان کو دلچسپی پیدا ہو گی کہ ہاں! پھر وہ کوشش کریں گے کہ ہم بھی قرآنِ کریم پڑھ کے دیکھیں۔

اسی طرح حضورِ انور نے قرآنِ کریم کے ترجمہ اور فہم کے حوالے سے پائی جانے والی بعض عملی مشکلات اور ان کے حل کی بابت تجویز فرمایا کہ بعض دفعہ کیونکہ قرآنِ کریم کا ترجمہ پُرانے انگلش scripture میں ہوتا ہے، تو بعض لڑکے کہتے ہیں کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی، تو پھر ان کو سمجھائیں کہ کیا کیا مطلب ہیں۔ ایک دو ہی لفظ Thou اور Thee کے فرق ہی ہیں۔ اس کے علاوہ تو کچھ اور بات نہیں ہے، باقی تو نارمل انگلش لکھی ہوتی ہے، تو وہ ان کو بتا دیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت میں والدین کی قربت اور مسلسل رفاقت کی ناگزیر ضرورت پر زور دیتے ہوئے انہیں وقت دینے کی نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ بہرحال جب تک بچوں کے ساتھ بیٹھیں گے نہیں اس وقت تک نہ ان کو دین کا پتا لگ سکتا ہے، نہ قرآن کا پتا لگ سکتا ہے، نہ اسلام کا پتا لگ سکتا ہے اور نہ ان کی اپنی roots ہیں، ان کا پتا لگ سکتا ہے۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ کچھ افراد نظام کو قریب سے نہ دیکھنے کے باعث کچھ عہدیداران کے غلط روّیے کو ہی نظام سمجھتے ہیں، نیز اس کی بابت راہنمائی کی درخواست کی کہ ہم کس طرح ان بھائیوں کی راہنمائی کریں تاکہ نظام کو مستحکم کرنے اور انسانی کمزوریوں سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے میں مددگار ثابت ہوں؟

اس پر حضورِ انور نے عہدیداران کی ذمہ داریوں اور ان کی تربیت و اصلاح کے تسلسل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جو عہدیدار اپنے عہدے کو نہیں سمجھتے، اپنے نظام کو نہیں سمجھتے، ان کے لیے پھر ہر تیسرے مہینے سال میں دو دفعہ ریفریشر کورس ہونا چاہیے۔ ان کو بتائیں کہ نظام کیا ہے اور تمہاری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ مَیں تو خطبوں میں بیان کر چکا ہوں، اس کا مطلب ہے کہ خطبے بھی نہیں سنتے، بیان تو کر چکا ہوں کہ عہدیداروں کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور ان کو کس طرح اپنے آپ کی اصلاح کرنی چاہیے اور کس طرح لوگوں کے ساتھ deal کرنا چاہیے۔

حضورِ انور نے عہدیداروں کے روّیوں میں پیدا ہونے والی عمومی ناراضگی اور اس کے حل کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے یاد دلایا کہ کئی بار کہا ہے کہ بہت سارے لوگ عہدیداروں کو دیکھ کے ناراض ہو جاتے ہیں، تو عہدیدار پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اس کے بارے میں بہت دفعہ کہہ چکا ہوں۔ ابھی چند مہینے پہلے ہی مَیں نے ایک خطبہ دیا تھا۔ ہر سال ایک آدھ خطبہ اس پر آ ہی جاتا ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اس سے نہیں سیکھنا، تو مَیں کیا کر سکتا ہوں، میرا کام سمجھانا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ نصیحت کرو، نصیحت کرنا تمہارا کام ہے، آگے سمجھنا، دماغ کھولنا اللہ کا کام ہے اور آپ کی کوشش ہے کہ کتنا دماغ کھولنا چاہتے ہیں۔

[قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ حضورِ انور نے چند ماہ قبل جس خطبے کا ذکر فرمایا ہے، وہ آپ نے تبلیغ کے حوالے سے مورخہ ۱۲؍ دسمبر ۲۰۲۵ء کو ارشاد فرمایا اور یہ مورخہ ۲۸؍ دسمبر ۲۰۲۵ء روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کی زینت بن چکا ہے، اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں حالیہ خطبات میں ایک خطبہ حضور نے مورخہ ۱۸؍ اگست ۲۰۲۳ء کو بھی ارشاد فرمایا تھا، جس میں امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرنے اور عہدیداران کے فرائض و ذمہ داریوں کے حوالے سے زرّیں نصائح عطا فرمائی تھیں جس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔]

پھر حضورِ انور نے نظامِ جماعت اور عہدیداروں کے حقیقی مقام و حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے پہلی بات تو یہ ہے کہ عہدیدار اپنی اصلاح کریں اور جو لوگ سمجھتے ہیں کہ عہدیدار ہی نظامِ جماعت ہیں، ان کے لیے جب آپ کا مہینے کا اجلاس ہوتا ہے یا دو مہینے بعد اجلاس ہوتا ہے تو وہاں بتائیں کہ عہدیدار نظامِ جماعت نہیں۔ نظامِ جماعت کے یہ مددگار ہیں۔ عہدیدار اس لیے بنائے گئے ہیں کہ ہمیں مدد

مل جائے اور خلیفۂ وقت کے مددگار بن جائیں اور یہ بات عہدیداروں کو بھی بتائیں، لوگوں کو بھی بتائیں کہ ان کو سمجھایا کریں کہ مددگار کی حیثیت سے تمہارا کام ہے کہ تمہارے عبادت کے معیار بھی اچھے ہونے چاہئیں، تمہارے اخلاق کے معیار بھی اچھے ہونے چاہئیں اور جب یہ ہو گا تو پھر تمہیں سمجھ آئے گی کہ نظامِ جماعت کیا ہے۔

اسی طرح حضورِ انور نے خلافت، نظامِ جماعت اور جماعتی ڈھانچے کی اصل روح کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ نظامِ جماعت کے بارے میں لوگوں کو آگاہی دیتے رہنا چاہیے، بتاتے رہنا چاہیے کہ یہ نظامِ جماعت ہے۔ خلافت کے گرد سارا کچھ گھوم رہا ہے اور خلافت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کے گرد گھوم رہی ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کا مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دین ہے، اس کو دنیا میں رائج کرنے کے لیے آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکومت کو رائج کرنے کے لیے آیا ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے نظامِ جماعت کی آگاہی کے ضمن میں خطبات کے ذریعے تربیت کے تسلسل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ باتیں مَیں آجکل خطبے میں بھی بتا رہا ہوں، اس پر اگر غور کر لیں، لوگوں کو سمجھا دیں کہ خطبے ہی سن لیا کریں تو ان کو نظامِ جماعت کا پتا لگ جائے گا۔ بہت کم ایسے ہیں کہ جن کو پتا نہیں ہوتا۔ مَیں نے عہدیداروں پر خطبہ جو دیا تھا، تو اس پر لوگوں نے، بہت ساروں نے مجھے لکھا، خط آئے کہ ہمیں نظامِ جماعت کا بھی پتا لگ گیا اور ہمیں یہ بھی پتا لگ گیا کہ ہمارے عہدیدار غلط تھے اور کہاں ہماری غلطیاں تھیں۔ جو خطبہ سنتے ہیں تو پھر ان کو خطبہ ہی سنا دیا کریں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے نصیحت و تربیت کے مسلسل اور منظّم نظام کی اہمیت کو دنیاوی مثال کے ذریعے واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ سو یہ سمجھانے کا مستقل کام ہے۔ دنیا میں کہیں بھی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دفعہ آپ نے پڑھ لکھ لیا، نیز اپنے سامنے دائیں جانب بیٹھے ہوئے حاضرین میں سے ایک ناصر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے پی ایچ ڈی بھی کر لی ہے، تو کیا خیال ہے کہ ان کے ورکشاپ نہیں ہوتے، ان کے سیمینارز نہیں ہوتے، ہوتے ہیں۔ اور اس لیے ہوتے ہیں تاکہ اپنے علم کو renew کرتے رہیں اور جو نئے لوگ ریسرچ کرنے والے ہیں، اپنے پیپر پڑھتے ہیں، یہ اپنے پیپر پڑھتے ہیں اور نئی نئی باتیں شیئر ہوتی ہیں، میٹنگز ہوتی ہیں، سائیڈ میٹنگز ہوتی ہیں۔ اس میں ان کے جو سیمینار ہو رہے ہوتے ہیں، اس میں یہ discuss کر رہے ہوتے ہیں، تو اس طرح مستقل نصیحت کرنے کا نظامِ جماعت کے اندر بھی ہونا چاہیے۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ جماعت کے اندر اتحاد اور بھائی چارے کو فروغ دینے کے لیے انصار اللہ کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے انصار اللہ کے حقیقی مفہوم اور اس کے تقاضوں کی جانب توجہ دلاتے ہوئے بھائی چارہ قائم کرنے اور عملی نمونہ دکھانے کی بابت راہنمائی فرمائی کہ انصار اللہ کا کیا مطلب ہے؟ اللہ کے مددگار ہیں۔ تو اللہ میاں آپ سے کیا چاہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ بھائی چارہ قائم ہو، تو بھائی چارہ قائم کریں اور کرنا چاہیے، اپنا نمونہ دکھائیں اور لوگوں کی مدد کریں۔

اس طرح حضورِ انور نے معاشرے میں حقیقی بھائی چارے کے فروغ کے لیے دوسروں کے بچوں کو اپنے بچے سمجھ کر ان کی تربیت کرنے، نوجوانوں کے ساتھ شفقت واپنائیت کا سلوک رَوا رکھنے اور اپنے گھروں میں اعلیٰ مثالیں قائم کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ بچوں کو سمجھائیں۔ اپنے بچے سمجھ کے treat کریں۔ چھوٹے جو عمر میں خدام ہیں، ان کو اپنے بھائیوں کی طرح سمجھیں۔ اپنے گھروں میں اچھی مثال قائم کریں، بچوں کے سامنے اچھی مثال قائم ہو اور آپ لوگ انصار بن کے رہیں۔ ایک دوسرے کو بتائیں کہ انصار کا مطلب کیا ہے کس طرح ہم نے ایک دوسرے کی مدد کرنی ہے۔ اسی طرح بھائی چارہ بنتا ہے۔ جو غیر ہیں، دشمن ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ دوست بن جاتے ہیں۔ تو جو آپ کے اپنے ہیں ان کو تو دوست بنانا چاہیے۔

مزید برآں حضورِ انور نے مشکل حالات میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے انصار کو باہمی تعاون اور ایثار کا نمونہ بننے کی تلقین فرمائی کہ اب پچھلے دنوں کسی نے سوال کیا کہ اگر کرائسز آتا ہے، جن کے پاس وسائل نہیں ہیں، جنگی حالات ہوتے ہیں تو وہ کس طرح اپنا تین مہینے کا فوڈ سٹور کر سکتے ہیں؟ تو مَیں نے ان کو بتایا تھا کہ پھر جتنا وہ کر سکتا ہے وہ کرے اور جو نہیں ہے، باقی جو انصار ہیں یا دوسرے لوگ ہیں، وہ ان کی مدد کریں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے مؤاخاتِ مدینہ کے عظیم نمونے کی روشنی میں اعلیٰ اخلاق، باہمی تعلق اور عملی قربانی کے ذریعے حقیقی اسلامی بھائی چارے کے قیام پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ اس سے بھائی چارہ پیدا ہو گا۔ وہی مؤاخات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پیدا کی تھی۔ بھائی کو بھائی بنایا تھا، اسی طرح آپ لوگ بھائی بھائی بنیں اور ایک دوسرے کے کام آئیں۔ تحفے دیں، سلام کریں، عید پر جائیں، ملیں جلیں تو بھائی چارہ قائم ہوتا ہے۔ جو مؤاخات کا نمونہ مدینہ میں تھا وہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ تو اپنی جائیدادیں اور بلکہ اپنی ایک سے زائد بیویاں چھوڑ کے دوسرے کو دینے کو تیار ہو گئے تھے۔ تو یہ اعلیٰ اخلاق اگر ہوں تو بھائی چارہ قائم ہو جاتا ہے۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ موجودہ دَور میں دنیا کے بگڑتے ہوئے حالات کے پیشِ نظر لوگ ذہنی سکون کی تلاش میں ہیں۔ اس حوالے سے راہنمائی کی درخواست ہے کہ اس وقت اسلام کا پیغام پہنچانے کا بہترین طریق کیا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے ذہنی سکون کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور اس ضمن میں حالیہ خطباتِ جمعہ کے ذریعے دی جانے والی روحانی عملی راہنمائی سے استفادہ کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ان کو بتائیں کہ اللہ کی طرف آؤ۔ آپ میرے خطبے سنتے ہیں۔ آجکل سن رہے ہیں۔ پہلے مَیں نے محبّتِ الٰہی، پھر مَیں نے عبادت اور اب آجکل مَیں توحید پر خطبے دے رہا ہوں۔ اس میں ساری ذہنی سکون کی باتیں ہو رہی ہیں، وہ آپ سن لیں، جذب کر لیں، اس میں سے پوائنٹ نوٹ کریں اور لوگوں کو بتائیں اور خود ان کے اُوپر عمل کریں۔

اسی تناظر میں حضورِ انور نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں ذہنی و قلبی سکون کے حقیقی منبع کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی کہتا ہے: اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ کہ یقیناً اللہ کا جو ذکر ہے، اللہ کو جو یاد کرنا ہے، وہ تمہارے دل کو سکون دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ ہے، تو اللہ تعالیٰ کا دعویٰ تو جھوٹا نہیں ہو سکتا، اس کا مطلب ہمارے اندر کمی ہے اور ہم اس پر پوری طرح عمل نہیں کر رہے۔ اگر ہم عمل کریں تو اللہ کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔

مزید برآں حضورِ انور نے سیرتِ نبویؐ کے ایک نہایت پُر حکمت اور سبق آموز واقعے کے ذریعے مؤخّر الذکر قرآنی تعلیم کے عملی پہلو کو مؤثر انداز میں واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ایک مریض آیا، اس کا پیٹ خراب تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ اس کو جا کے شہد دو۔ انہوں نے جا کے شہد دیا، واپس آ کے کہا گیا کہ پیٹ تو اور زیادہ خراب ہو گیا ہے، انہوں نے کہا کہ دوبارہ جا کے شہد دے دو۔ پھر کہا گیا کہ دوبارہ دینے سے اور زیادہ خراب ہو گیا۔ انہوں نے تیسری دفعہ پھر کہا کہ جا کے دوبارہ دے دو۔ تو اس کو بہر حال تیسری یا چوتھی دفعہ پھر دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو معدہ ہے، اس کی جو بیماری ہے، وہ تو غلط ہو سکتی ہے۔ لیکن اللہ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ فرمایا، کہ لوگوں کے لیے شہد میں شفا ہے، اس لیے اس میں شفا ہے۔ ہو سکتا ہے مختلف قسم کے شہد ہوں، بہر حال جب آخری دفعہ اسے دیا تو کہا کہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ جتنی معدے کی صفائی ہونی تھی، ہو سکتا ہے کہ اس شہد نے کر دی ہو اس کے بعد وہ ٹھیک اور تندرست ہو گیا۔ تو مطلب تھا کہ ایک یا دو دفعہ یا تین دفعہ یا چار دفعہ آپؐ repeat کرتے رہے۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے ذاتی سکون اور اِتمامِ حجّت کے حصول کے لیے نصیحت و پند کے تسلسل اور اس ضمن میں مستقل مزاجی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کا بھی یہی کام ہے کہ ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، چار دفعہ پیغام پہنچاتے چلے جائیں کہ یہی سکون کا طریقہ ہے، اسی میں تمہاری بقا ہے اور اسی میں تمہاری بچت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے، اس کی عبادت کرو گے، سو تم بچو گے۔ اگر کوئی آپ کا انکار کر کے اور منہ موڑ کے چلا جائے تو اگلی دفعہ پھر جا کے اس کی دوسری طرف سے سامنے ہو کے پھر یہی بات کہہ دیں تو یہ مستقل پیغام پہنچاتے چلے جائیں۔ یہی آپ کا کام ہے تا کہ آپ کو خود بھی ذہنی سکون ملے اور لوگوں کو بھی اِتمامِ حجّت ہو جائے اور جو پھر اصلاح نہیں کرنا چاہتا اس کی اپنی مرضی ہے۔

ملاقات کے اختتام پر تمام شاملینِ مجلس کو اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے اور آپ کے دستِ مبارک سے قلم بطور تبرک حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 23 اپریل 2026ء)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصار اللہ امریکہ کے سینٹرل ایسٹ ریجن سے تعلق رکھنے والے احباب کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ ۶/اپریل ۲۰۲۶ء، بروز پیر، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصار اللہ امریکہ کے سینٹرل ایسٹ ریجن سے تعلق رکھنے والے احباب کے تئیس (۲۳) رکنی ایک وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو تمام شاملینِ مجلس نے آپ کی خدمتِ اقدس میں السلام علیکم کا عاجزانہ نذرانہ پیش کیا۔ بعد ازاں تمام شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں فرداً فرداً اپنا تعارف کرانے کا موقع بھی ملا۔

مزید برآں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضور انور کی خدمت میں متفرق سوالات پیش کرنے نیز ان کے جوابات کی روشنی میں حضورانور کی زبانِ مبارک سے پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ آج کل بہت سے لڑکے اور لڑکیاں شادی میں تاخیر کر رہے ہیں یا اس سے انکار کر رہے ہیں۔ اس تناظر میں عاجزانہ درخواست کی کہ مجلس انصار اللہ کے ممبران کی حیثیت سے ہم ایسے نوجوانوں کو کیا مؤثر نصیحت اور راہنمائی فراہم کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے والدین کی ابتدائی تربیت اور بچپن سے احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ مَیں نے تو ہر ایک کو advise دی ہوئی ہے، انصار اللہ کا کیا سوال ہے، as a parent آپ کو ان کو بچپن سے ہی بتانا چاہیے۔ جس طرح حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ امّاں جان رضی اللہ عنہا بچوں کو کہا کرتی تھیں، لڑکیوں کو نصیحت کرتی تھیں کہ اپنے نیک نصیب ہونے کی بچپن سے ہی سات آٹھ سال کی عمر میں ہی دعا کرو۔

حضورِ انور نے گھریلو تربیت، تعلیمی ترجیحات اور بدلتے معاشرتی رجحانات کے اثرات کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ بچپن میں اگر گھروں میں ماں باپ کی تربیت ہو، تو ان کو صحیح احساس پیدا ہوتا رہتا ہے کہ ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں اور دعا بھی کرتی رہتی ہیں اور یا تو پھر یہ ہے کہ کسی profession میں چلی گئیں اور کچھ زیادہ پڑھ لکھ لیں، تو پھر ان کو لڑکے پڑھے لکھے نہیں ملتے ہیں۔ اور لڑکے جو ہیں، ان کی اپنی مختلف قسم کی ڈیمانڈز ہیں، ان کو لڑکیاں پسند نہیں آتیں، آزادی زیادہ ہو گئی ہے۔

اسی طرح حضورِ انور نے انصار، خدام اور جماعتی نظام کے باہمی تعاون کے ذریعے منظّم تربیتی کوششوں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ انصار اللہ کو چاہیے کہ اپنے گھروں کے ماحول میں تربیت کریں۔ خدام الاحمدیہ سے شروع کریں اور پھر انصار بھی تربیت کریں تاکہ ان میں احساس پیدا ہو کہ اصل ذمہ داری کیا ہے۔ تو اس کے لیے مختلف جماعتوں میں مرکزی طور پر ایک سے زیادہ سیکرٹری رشتہ ناطہ بھی بنا دیے گئے ہیں اور رشتہ ناطہ کمیٹیاں بھی ہیں اور اس کے لیے آپ کی انصار اللہ اور لجنہ اور خدام اور جماعت کے سیکرٹریان کی کمیٹی بھی ہے۔ تو یہ سارے مل کے اگر کام کریں تو پوری ایک concerted کوشش ہو اور آپس میں collaboration اور co-operation ہو، تو صحیح طرح کام ہو سکتا ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے والدین کی عملی راہنمائی، نوجوانوں کے ماحول اور دینی تربیت کے تسلسل کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گھروں کی تربیت، parents کو پہلے یہ گائیڈ کریں کہ وہ اپنے گھروں میں بچوں کو شروع سے ہی احساس دلائیں۔ یہاں بچے کالج میں جاتے ہیں، یونیورسٹیز میں جاتے ہیں، وہاں جا کے اپنا ایک آزاد ماحول ہوتا ہے۔ گھر میں والدین اپنے کاموں میں اور پیسہ کمانے میں مصروف ہیں، بچوں کے ساتھ ان کا بیٹھنا اُٹھنا نہیں ہے۔ اب آپ ریٹائر ہو گئے ہیں، آپ تو وقت دے دیتے ہوں گے، لیکن اس سے پہلے نہیں دے سکتے تھے۔ اگر آپ نے شروع میں ایسا کیا ہو، احساس دلایا ہو، تو ٹھیک ہے۔ بعض دفعہ رشتے نہیں ملتے، بعض پڑھے لکھے رشتے نہیں ملتے، لڑکے یا لڑکیاں غیروں میں رشتہ کرنا چاہتی ہیں۔ تو اس کے لیے پھر ان کو بتا دیں کہ اگر کوئی مسلمان ہے تو بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ اجازت مل بھی جاتی ہے، لیکن تم نے اپنے دین پر قائم رہنا ہے۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے دعا، مسلسل کوشش اور مؤثر تربیت کے ذریعے مسائل کے حل کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تربیت صحیح طرح ہو، دین کی اہمیت ہے، تو اتنے مسائل پیدا نہیں ہوتے۔ اور یہ مسائل ہر جگہ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ دعا بھی کریں، کوشش بھی کریں، انصار اللہ کا یہی کام ہے۔ مَیں تو کہتا رہتا

ہوں۔

ایک ناصر بھائی نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی مساجد میں بعض اوقات مسجد کی حدود کے اندر چندہ جمع کرنے کی سرگرمیاں دیکھنے میں آتی ہیں، اگرچہ یہ سٹالز کبھی بھی مسجد کے مرکزی نماز کے حصّے میں قائم نہیں کیے جاتے، تاہم خصوصاً سردیوں کے مہینوں میں یہ چندہ جمع کرنے والے سٹالز نماز کی اضافی جگہوں اور مسجد کی حدود میں واقع ہالز میں لگائے جاتے ہیں۔

اس پر حضورِ انور نے مسجد کے اندر نماز کے مقام اور purpose-built نماز ہال میں چندہ اکٹھا کرنے کے انتظام کی ممانعت اور اس کے درست مقام کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں جو نماز کا prayer hall ہے، جو purpose built mosque ہے، وہاں اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو یہ غلط ہے۔ باہر جو ہوتا ہے، اگر کوئی کمرہ ہے، کوئی لابی ہے یا جگہ ہے، اس میں آپ چندے کے لیے organize کر سکتے ہیں۔ لیکن مسجد میں نمازی آرہے ہیں اور اس وقت آپ نے وہاں سٹال رکھا ہو تو وہ ٹھیک نہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے عملی مثال کے ذریعے چندہ جمع کرنے کے درست طریقہ اور مسجد کے اندر و باہر کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اب دیکھیں غیر احمدی بھی اپنا چندوں کا اعلان مسجدوں میں کرتے ہیں، ان کی مسجدوں میں جاکے دیکھیں تو انہوں نے باہر ڈبے بنائے ہوتے ہیں اور لوگ جاتے جاتے اس میں ڈال دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں نے رسید دینی ہوتی ہے، اس لیے entrance کے اُوپر یا دیواروں کے باہر آپ لکھا ہوا لگا سکتے ہیں کہ چندہ دو، لیکن مسجد کے اندر ایک میز لگائی ہوئی ہے اور چندہ اکٹھا کر رہے ہیں، وہ نہیں ہونا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ کسی دن تھوڑی دیر کے لیے کوئی خاص طور پر organize کیا ہو اور نمازوں کا وقت اس میں نہیں ہے۔ پھر تو ٹھیک ہے تھوڑی دیر کے لیے کر سکتے ہیں، otherwise نہیں۔

اس پر سائل نے وضاحت کرتے ہوئے عرض کیا کہ وہ اس بازار نما انتظام کی بات کر رہے ہیں جو خواتین کے لیے قائم کیا جاتا ہے اور جہاں مہندی، چوڑیاں اور کپڑے وغیرہ فروخت کیے جاتے ہیں۔

سوال کی مزید وضاحت پیش کیے جانے کے بعد حضورِ انور نے مسجد کے اندر ایسے دنیاوی اور تجارتی انتظامات کی سختی سے ممانعت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے، مسجد کے اندر تو ایسا ہونا ہی نہیں چاہیے، ہاں! مسجد کے premises میں باہر کرنا ہے تو کریں اور اگر سردیاں ہیں، winter season ہے تو چھوٹا سا کسی نے اپنا کوئی ٹینٹ لگا کے، کوئی gazebo لگا کے یا کسی طرح کر کے کرنا ہے تو وہ کرے، لیکن مسجد کے اندر نہیں۔ باہر کا بازار ہے تو ٹھیک ہے باہر رکھیں۔ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں۔

[قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ Gazebo ایک چھوٹا سا خوبصورت چھپر یا شیڈ ہوتا ہے، جو کہ عموماً باغ یا پارک میں بنایا جاتا ہے، اس کے نیچے لوگ بیٹھ کر آرام کرتے ہیں اور قدرتی ماحول سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ مکمل کمرہ نہیں ہوتا، بلکہ کھلا اور ہوادار ہوتا ہے، صرف چھت اور چند ستون ہوتے ہیں۔]

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے مسجد کے اندر دینی مقاصد کے علاوہ کسی بھی قسم کے دنیاوی یا تجارتی اعلانات و سرگرمیوں کی ممانعت کو اصولی طور پر واضح کرتے ہوئے فرمایا: لیکن مسجد کے لیے چندہ بھی مَیں کہہ رہا ہوں کہ اس طرح اندر نہیں ہونا چاہیے، وہ بھی سارا سسٹم ذرا باہر رکھنا چاہیے۔ ہاں! اعلان کر سکتے ہیں کیونکہ وہ دینی خدمت ہے۔ یہی حکم ہے کہ سوائے دینی مقاصد کے لیے مسجدوں میں کوئی کسی بھی قسم کے اعلان نہیں ہونے چاہئیں۔ دنیاوی اعلان مسجدوں میں نہیں ہونے چاہئیں۔ تو جب اعلان نہیں ہونے چاہئیں تو کاروبار بھی نہیں ہو سکتا۔

ایک سائل نے عرض کیا کہ ایشیا سے تعلق رکھنے والے بہت سے انصار کے ریٹائرمنٹ کے بعد زیادہ مشاغل نہیں ہوتے۔ اس حوالے سے راہنمائی کی درخواست کی کہ یہ وقت کس طرح بہترین اور بامقصد طریقے سے گزارا جا سکتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے ریٹائرمنٹ کے بعد انصار کے ممکنہ مشاغل اور عمر رسیدگی کے باوجود فعّال رہنے کے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک کا ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی interest تو ہوتا ہوگا۔ اوّل تو آپ ریٹائرمنٹ لیتے کوئی نہیں۔ اسّی سال کی عمر تک آپ کہتے ہیں کہ جب تک گھٹنے سلامت ہیں تو ٹھیک ہے۔ اسی ضمن میں حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے شرکائے مجلس میں سے ایک صاحب کی جانب نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ میرا گوڈا کام نہیں کر رہا، تو اب گوڈے نے چھوڑا ہے، تو انہوں نے کام چھوڑا ہے۔ اس پر تمام شاملینِ مجلس بھی کھل کر مسکرا دیے۔ نیز سلسلہ کلام کو جاری رکھتے حضورِ انور نے فرمایا کہ نہیں تو آپ لوگ کام کرتے رہتے ہیں۔ امریکہ میں تو آپ اس پر عمل کر ہی نہیں سکتے، مَیں نے دیکھا ہے کہ کوئی ریٹائرمنٹ نہیں لیتا، کیونکہ وہاں پر یہاں کی طرح سوشل ہیلپ تو ملتی کوئی نہیں۔

[قارئین کے لیے درج کیا جاتا ہے کہ "گوڈا" پنجابی زبان کا لفظ ہے، جسے اُردو میں "گھٹنا" کہا جاتا ہے، یعنی ٹانگ کا وہ جوڑ جس سے ٹانگ کو موڑنے اور سیدھا کرنے میں مدد ملتی ہے۔]

حضورِ انور نے انصار کی دلچسپیوں اور صلاحیتوں کے مطابق جماعتی خدمات لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے یہ دیکھ لیں کہ آپ کے interest کیا ہیں۔ اس کے مطابق پھر ایسے جو لوگ ہیں ان کو جماعتی کاموں میں utilize کریں۔ فارغ ہیں اور اگر ان کا کوئی source of income ہے تو وہ پھر اس کو تو گھر کے لیے استعمال

کریں یا بالکل گھر ان کے freehold ہو گئے ہیں اور کوئی mortgage وغیرہ نہیں ہے، تو پھر بھی وہ afford کر سکتے ہیں۔ نہیں تو گھر بیچ کے پھر وہ چھوٹے سے گھر میں رہیں گے۔ لیکن جہاں بھی رہیں اور کام بالکل نہیں کر سکتے، لیکن اس قابل ہیں کہ چھوٹا موٹا دماغی کام کر لیں یا بیٹھ کے کام کر لیں تو جماعت کو ان سے کام لینا چاہیے تا کہ مصروف رہیں۔ اور کچھ نہیں تو ان کو علم ہے، تو ترجمہ ٹرانسلیشن وغیرہ پر لگا دیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے جماعتی کمیٹیوں کے مؤثر کردار، گذشتہ فرمودہ ہدایات پر عمل درآمد اور عمر رسیدہ افراد کے لیے دینی خدمت کو بہترین سرمایۂ آخرت بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ آپ کی جو کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں، اس لیے بنائی ہوئی ہیں کہ سوچیں کہ ان کو کس طرح آپ نے استعمال کرنا ہے اور اس کے لیے بے شمار گائیڈنس پہلے بھی ملی ہوئی ہے۔ مَیں نے بیس سال پہلے کہا تھا، لیکن ہمارا پیغام پہنچا نہیں جو اصل پیغام تھا۔ تو پھر اس کام میں لگائیں۔ تو انہیں استعمال کریں۔ بڈّھے اور کچھ نہیں کر سکتے تو یہی کریں، ثواب ہے۔ اگلے جہان کے لیے پیسے کما لیں۔ یہاں تو کما لیے جو کمانے تھے، اب اگلے جہان کی کمائی یہی ہے کہ دین کا کام کریں۔ جو اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی زیادہ عمر دے دی ہے اس کو پھر صحیح استعمال کریں، جو مقصد ہے۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ آج کل صحت کے شعبے میں آرٹیفیشل انٹیلی جنس (AI) کا رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے، بطور معالج مَیں آپ کی راہنمائی اور ہدایت چاہتا ہوں کہ مستقبل میں اخلاقی طور پر کس پر زیادہ اعتماد کیا جائے؟ چونکہ مَیں متعدی امراض کا ڈاکٹر ہوں اور مثال کے طور پر اگر مَیں کسی مریض کی تشخیص کر کے اسے کوئی اینٹی بائیوٹک دوا تجویز کرتا ہوں، لیکن AI یہ کہے کہ یہ دوائی غلط تجویز ہوئی ہے یا اس مریض کو اینٹی بائیوٹک کی ضرورت ہی نہیں تھی تو ایسی صورت میں ایک ڈاکٹر کو کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے آرٹیفیشل انٹیلی جنس (AI) کے ماخذ، انسانی فیڈنگ اور پیشہ ورانہ آرا کے تنوع کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا: بات یہ ہے کہ آرٹیفیشل انٹیلی جنس کو کس نے فیڈ کیا ہے؟ وہ آپ جیسے ڈاکٹروں نے ہی کیا ہے۔ آپ infectious disease کے ڈاکٹر ہیں، لیکن اس میں دوسرا جو سپیشلسٹ ہے وہ اس کے لیے ایک اَور دوائی recommend کرتا ہے۔

حضورِ انور نے کووِڈ کے دوران طبّی فیصلوں، ویکسین کے نتائج اور کامیابی کے تناسب کی بنیاد پر سائنسی و پیشہ ورانہ اندازِ فکر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو کووِڈ پھیلا تھا، اس کے لیے آپ لوگ کہہ رہے تھے کہ ٹیکے لگواؤ اور یہ کرو۔ بعض کمپنیوں نے ایسے ٹیکے بنائے، جن سے پیسے کمائے، بعض لوگ اس کے خلاف ہو گئے اور اس کا reaction بھی ہوا۔ اس reaction کا جواب آپ کوئی نہیں دیتے، آپ کہتے ہیں کہ جی! اتنے پرسنٹ لوگ کامیاب ہوئے، اتنے پرسنٹ صرف اچھے result نہیں آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ professionally چونکہ آپ کے seventy percent سے اُوپر رزلٹ آ گئے، وہ promising results ہیں اور جو promising result ہے، اس کا مطلب ہے کہ کامیاب ہے۔ اب وہ جو thirty percent ہے وہ زیادہ شور مچانے والا ہے، seventy percent جو cure ہو گیا اس نے شور نہیں مچانا اور اس نے نہیں بتانا۔ باقی یہ ہے کہ آپ کے اپنے پروفیشن میں بعض ایسے ڈاکٹر ہیں جو اس کے خلاف تھے۔

اسی طرح حضورِ انور نے آرٹیفیشل انٹیلی جنس کی حقیقت، اس کے ڈیٹا بیس اور انسانی ذہن کے زیرِ اثر ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ باقی AI تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مثلاً دین کا معاملہ ہے، ہم نے یہاں ایک سوال فیڈ کروایا کہ اس کا جواب کیا ہے؟ AI نے جواب دیا کہ اس کے لیے حدیث یہ ہے اور اس کا اس طرح جواب ملتا ہے۔ تو اس سے سوال کرنے والے نے سوال کر دیا، ہمارے احمدی ہیں، ان کو مَیں نے کہا تھا کرو کہ یہ تمہارا جواب غلط ہے، اس کا اصل جواب تو یہ ہے اور حدیث اس کے خلاف جاتی ہے، تو اس نے کہا کہ ہاں! تم ٹھیک ہو اور میرا جواب غلط تھا، تو AI نے خود مان لیا۔ تو یہی آپ کے میڈیکل پروفیشن میں AI کا حساب ہے۔ تو اس میں اتنا آپ rely نہیں کر سکتے اور نہ اس پر trust کر سکتے ہیں۔ وہ AI کا اپنا کوئی دماغ تو نہیں ہے، AI کے پیچھے دماغ تو آپ کا چل رہا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فیڈ کر دیا تو اس نے جواب دے دیا۔

مزید وضاحت میں حضورِ انور نے سائنسی ڈیٹا، اجتماعی آرا اور رپورٹنگ سسٹمز کی بنیاد پر AI کے نتائج کی تشکیل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یا بہت سارے جو views ہیں، اس کے سامنے آ گئے، اس کی ایک اس نے consolidated رپورٹ بنا کے ایک رزلٹ بنا دیا کہ یہ ہونا چاہیے، اس پر آپ کو وہ رپورٹ دے دیتا ہے۔

حضورِ انور نے طبّی نظام میں AI پر غیر ضروری اعتماد سے اجتناب برتنے اور ڈاکٹر کے مشاہدے و تجربے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ تو اس لیے آپ لوگوں کو یہ بتائیں کہ AI پر زیادہ trust نہ کرو، اصل ہم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہیں بتا رہے ہیں کہ تمہیں یہ یہ بیماری ہے اور یہ تمہارے ٹیسٹ ہیں۔

علاوہ ازیں حضورِ انور نے طبّی نظام میں لیبارٹریز ٹیسٹ اور جدید ٹیکنالوجی پر بڑھتے ہوئے انحصار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوّل تو یہ ہے کہ آجکل جو ڈاکٹر ہیں وہ ٹیسٹ پر زیادہ rely کرتے ہیں۔ بلڈ ٹیسٹ کرو، یورین ٹیسٹ کرو اور فلاں فلاں ٹیسٹ

کرو، ایم آر آئی کرو، سکین کراؤ یا فلاں کراؤ۔ یہی کراتے ہیں۔ جو پُرانے ڈاکٹر تھے، جس طرح حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ، جو گائناکالوجسٹ بھی تھے، جنرل سرجن بھی تھے، آرتھوپیڈک سرجن بھی تھے اور ای این ٹی سپیشلسٹ بھی تھے، وہ سارے کام کرتے تھے اور لوگوں کے symptoms دیکھ کے علاج کر دیا کرتے تھے۔ یا پُرانے طبیب جو ہوتے تھے، جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ نبض دیکھ کے بتاتے تھے کہ کس کو کیا بیماری ہے، وہ تو آپ لوگوں کو پتا کچھ نہیں، جو لیبارٹریز ٹیسٹ ہیں، ان کے اُوپر آپ کا زیادہ انحصار ہوتا ہے۔ تو پھر آپ کو بتانا پڑے گا کہ تمہارے لیبارٹری ٹیسٹ یہ کہہ رہے ہیں اور اس کی بنیاد پر مَیں یہ تمہیں recommend کر رہا ہوں۔ اور AI جو ہے، وہ غلط کہہ رہی ہے، اس کے پاس سارے لیبارٹری ٹیسٹ نہیں آئے۔ تو اب تو کیونکہ لوگوں کو بھی اس زمانے میں ٹیسٹوں سے زیادہ تسلی ہوتی ہے اور ڈاکٹر ذرا غور سے stethoscope لگا کے دیکھ لے تو اسی سے علاج ہو جاتا ہے۔

اسی تناظر میں حضورِ انور نے انسانی اطمینان، نفسیاتی اثرات اور ڈاکٹر کے اعتماد کے مریض پر اثر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اب ہمارے ربوہ میں ایک خاتون تھیں، وہ بڑی بیمار ہو گئیں۔ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے ان کو دیکھا۔ ان کے گھر میں ہی کام کرنے والی تھیں، بلڈ پریشر وغیرہ دیکھا اور اس کو دوائیں دیں۔ اسے بخار ہوا ہو گا یا کوئی بلڈ پریشر وغیرہ ہائی ہو گا، تو اس کی دوائی دے دی ہو گی۔ تو اگلے دن وہ کہتی کہ میاں صاحب! مجھے وہی ٹیکہ دوبارہ لگائیں جو آپ نے کل لگایا تھا۔ جبکہ کل کوئی ٹیکہ نہیں لگایا تھا، صرف بلڈ پریشر دیکھا تھا، تو یہ نفسیاتی اثر ہوتا ہے۔

[قارئین کی معلومات کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب، سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ المعروف سیّدہ اُمّ ناصر رضی اللہ عنہا کے فرزند تھے۔

آپ مورخہ یکم فروری ۱۹۱۸ء کو قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس پاس کرنے کے بعد ڈیڑھ سال تک گلینسی میڈیکل کالج امرتسر میں بطور ڈیمانسٹریٹر کام کیا۔ یہاں یہ اَمر بھی قابلِ ذکر ہے کہ آپ کو خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک نسل میں سے پہلا ڈاکٹر ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ آپ نے بعد ازاں خدمتِ دین کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ آپ کا پہلا تقرر نور ہسپتال قادیان میں بطور اسسٹنٹ انچارج/ میڈیکل آفیسر ہوا۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب نئے مرکزِ توحید ربوہ میں فضلِ عمر ہسپتال کا قیام عمل میں آیا تو آپ نے یہاں خدمات بجالانی شروع کر دیں اور یہیں ۱۹/ مارچ ۱۹۵۹ء کو آپ کو چیف میڈیکل آفیسر کے فرائض تفویض کیے گئے اور ۱۹۸۳ء تک آپ کو یہ غیر معمولی خدمت سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

آپ کی شادی حضرت نواب محمد علی خانصاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ سے ہوئی اور ان کے بطنِ مبارک سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹوں اور ایک بیٹی کی نعمت سے نوازا۔ انہی میں سے آپ کے ایک بیٹے صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کو بھی نصف صدی سے زائد عرصہ تک فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں بطور واقفِ زندگی ماہرِ آرتھوپیڈک و جنرل سرجن خدمتِ انسانیت کی توفیق ملی۔

صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب انتہائی منکسر المزاج، سادہ مگر بارعب، ملنسار اور غریب پرور انسان تھے۔ ان کا مسکراتا ہوا روشن چہرہ ان کی خوبصورت اور دلنشین شخصیت کا مستقل حصّہ رہا۔ آپ میں مریضوں کی خدمتِ خلق کے حوالے سے ایک طبعی جوش اور ہمدردی پائی جاتی تھی، اسی جذبے کے تحت آپ نے ہسپتال میں مفت علاج اور ادویات کی فراہمی کا نظام بھی قائم کیا اور آپ اپنے مریضوں کے لیے دعا بھی کیا کرتے تھے اور صرف دوا پر بھروسہ کرنے کو شرک کے مترادف گردانتے تھے۔ یہاں سے فراغت کے بعد آپ نے گھر میں ہی پریکٹس کا سلسلہ جاری رکھا۔

ان پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ کو پانچ سال تک بطور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت کی توفیق ملی اور اس دَور میں صدارت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ اس کے علاوہ آپ نے بطور نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ بھی خدمت کی سعادت پائی۔

۱۹۵۵ء میں آپ کو تاریخی دورۂ یورپ میں حضرت مصلح موعودؓ کی مبارک معیّت کا بھی شرف ملا۔

آپ وہ خوش نصیب بھی ہیں کہ جنہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ذاتی معالج کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی اور انہی کے ذریعے ان دو مقدس اور بابرکت وجودوں کی صحت کی تازہ بتازہ رپورٹ بھی الفضل کو موصول ہوا کرتی تھی۔ آپ نے ۳۸/ سال کے طویل عرصے تک بطور واقفِ زندگی خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت کی غیر معمولی توفیق پائی۔

خاندان حضرت بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا یہ نافع النّاس وجود مورخہ ۱۹/ ستمبر ۱۹۹۰ء بعمر تقریباً ۷۲/ سال اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کے باعث ربوہ، پاکستان میں اپنے خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔

آپ کی نمازِ جنازہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے مورخہ ۲۰/ ستمبر ۱۹۹۰ء کو بعد نمازِ مغرب مسجد مبارک ربوہ میں پڑھائی اور اسی

روز رات آٹھ بجے آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ کی اندرونی چار دیواری میں سپردِ خاک کر دیا گیا اور تدفین کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مورخہ ۲۱ر ستمبر ۱۹۹۰ء کو مسجد فضل لندن میں خطبۂ جمعہ کے دوران آپ کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان کرتے ہوئے ذکرِ خیر فرمایا کہ ”اب اختتام پر مَیں اپنے ایک بہت ہی پیارے بھائی صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی وفات کا اعلان کرتے ہوئے یہ بتاتا ہوں کہ نمازِ جمعہ کے بعد ان کی نمازِ جنازہ غائب ہو گی...صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کے متعلق صرف ایک بات کہہ کر اب مَیں اس خطبے کو ختم کروں گا کہ ان میں جو سب سے زیادہ حسین پہلو تھا، وہ خلافت سے ان کا عشق اور وفا کا پہلو تھا، ایسی حیرت انگیز محبّت ان کو خلافت سے تھی اور اس کا احترام ملحوظ تھا کہ جب وہ ملتے تھے تو جس محبّت اور خلوص سے ملتے تھے، مَیں شرم سے پانی پانی ہو جاتا تھا۔ بعض دفعہ طبیعت پر بوجھ ہوتا تھا کہ اب یہ سب کے سامنے آ کر اس طرح اظہار کریں گے تو میرا کیا حال ہو گا۔ بڑے بھائی تھے اور اس سے پہلے کی زندگی میں وہ ناراض بھی ہوا کرتے تھے۔ ان کا بالکل اَور رنگ کا تعلق تھا، لیکن جب سے خدا تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا کیا، ان کی کیفیت ہی بدل گئی اور سب بھائیوں میں مَیں نے اس پہلو سے سب سے زیادہ ان میں امتیاز دیکھا ہے، ایک غیر معمولی امتیازی شان پائی ہے، تو اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی یہ نیکیاں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کیا کیا صورتیں ہیں جو خاک میں پنہاں ہو گئی ہیں یا ہو رہی ہیں۔ یہ صورتیں پچھلی صدی نے پیدا کی تھیں۔ خدا کرے کہ اگلی صدی میں ان کے پسماندگان کی گل و لالہ کی شکل میں ان کی خوبیاں زندہ رہیں اور اگلی صدی ان بزرگوں کا یہ ورثہ پائے اور پھر ان کے پنہاں ہونے کے بعد نئے لالہ و گل پھوٹتے رہیں۔

خدا کرے کہ یہ سلسلہ دَوام اختیار کرے اور ہمیشہ اچھی نسلیں، اچھی نسلیں پیچھے چھوڑ کر جانے والی ہوں“! (خطباتِ طاہر جلد نہم، صفحہ ۵۶۳ تا ۵۶۵)]

پھر حضورِ انور نے مؤخر الذکر مثال کی روشنی میں ڈاکٹر کے مشاہدے، مریض سے براہِ راست گفتگو اور انسانی تسلّی کے ذریعے علاج کی افادیت کو اُجاگر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ تو آپ بھی بلڈ پریشر دیکھ کے دوائی دے دیں، تو وہ کہیں گے ٹھیک ہے، باقی کہہ دیں کہ AI غلط ہے۔ یہ دیکھو! مَیں تمہیں بڑے غور سے دیکھ رہا ہوں۔ جب آپ مریض کی غور سے بات سنتے ہیں، تو پچاس فیصد تو اس کو ویسے ہی تسلّی ہو جاتی ہے، AI تسلّی نہیں کرا سکتا۔ ہاں AI ! کو بہت زیادہ کوئی ماننے والے تو چند ایک لوگ ہوں گے اور اتنے لوگ تو ہوتے ہی ہیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے ادویات کے پمفلٹس میں درج احتیاطی معلومات اور ان کے مریضوں پر پڑنے والے نفسیاتی اثرات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اہم نکتہ بیان فرمایا کہ اب تو آپ جو دوائی کسی مریض کو دیتے ہیں، مثلاً مجھے ڈاکٹر کوئی دوائی دیتا ہے تو مَیں اس دوائی کا پمفلٹ پہلے پڑھتا ہوں کہ اس میں کیا کیا ہے۔ اور اس میں، جو فارماسیوٹیکل کمپنیاں ہیں، انہوں نے اپنی بچت کرنے کے لیے تو لکھا ہوتا ہے کہ اس میں یہ یہ reaction ہو سکتا ہے، اگر اسی کو مریض پڑھ لے تو وہ دوائی ہی نہ کھائے۔

ایک ناصر بھائی نے عرض کیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی نوجوان خواتین تعلیم میں بہترین کارکردگی دکھا رہی ہیں اور اپنی توجہ برقرار رکھتی ہیں، جبکہ اس کے مقابلے میں بعض نوجوان لڑکوں میں یہ رجحان نسبتاً کم نظر آتا ہے۔ آپ ایسے نوجوان لڑکوں کو کیا مشورہ دیں گے اور انہیں بہتر تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لیے کیا راہنمائی فرماتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے مخصوص پس منظر میں خاندانی تربیت میں ترجیحات کے فرق اور اس کے تعلیمی و اخلاقی اثرات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ بہت سارے خاندانوں میں لڑکوں کو زیادہ importance دی جاتی ہے، لڑکیوں کو اتنا زیادہ نہیں دیتے، اس لیے لڑکوں کے دماغ خراب ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لاڈلے ہیں اور اس لیے ہمیں کام کی ضرورت نہیں ہے اور جن فیملیوں میں یہ ہے اور بہت ساری فیملیوں میں ہمارے کلچر میں ہے، یورپین کلچر میں نہیں ہو گا، لیکن ہمارے کلچر میں پاکستانی کلچر کی بیک گراؤنڈ سے آپ بات کر رہے ہوتے ہیں تو آپ کے ذہن میں وہی ہے۔ تو وہ لڑکیاں پھر محنت کرتی ہیں، پڑھتی ہیں، کیونکہ سمجھتی ہیں کہ ہم نے اپنا future بنانا ہے اور لڑکے لاڈوں میں پڑے رہتے ہیں۔

حضورِ انور نے متوازن اور منظّم خاندانی نظام کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ لیکن بہت سارے لڑکے ایسے بھی ہیں، جہاں فیملیاں organised ہیں، پوری طرح دونوں لڑکے لڑکی کے حق ادا کر رہے ہیں تو لڑکے بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ بہت ساری فیملیاں آتی ہیں، لڑکے بھی پی ایچ ڈی کر رہے ہیں، لڑکیاں بھی پی ایچ ڈی کر رہی ہیں، لڑکے بھی میڈیسن کر رہے ہیں، وہ بھی کر رہی ہیں۔

اسی طرح حضورِ انور نے امتیازی سلوک کے تعلیمی و معاشرتی اثرات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ لیکن وہاں جہاں تھوڑی سی بھی discrimination ہوتی ہے، وہاں یہ سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں، تو وہ نہ پیدا ہونے دیں اور اس طرح treat کریں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے دینی تربیت میں عدم مساوات کی ایک عملی مثال کے ذریعے معاشرے اور خاندان میں مساوات اور عدم امتیاز کی بنیادی اہمیت کو

واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اب یہ صرف یہی بات نہیں بلکہ دین کے معاملے میں بھی یہی بات ہے۔ اب مجھے چند دن ہوئے کہ کسی لڑکی نے خط لکھا کہ ہمیں امّاں کہتی ہے کہ نماز پڑھو اور ہم نمازیں پڑھ رہے ہیں، ماں بھی میری بڑی اچھی نمازیں پڑھتی ہے اور ہم لڑکیاں بھی پڑھتی ہیں، لیکن ہمارا بھائی جو ہے وہ اب ایک عمر پہ پہنچ کے نمازیں پڑھنا چھوڑ گیا ہے اور کیوں؟ اس لیے کہ ہمارا باپ جو ہے وہ نمازوں میں ریگولر نہیں ہے اور جب مَیں نے اس کو کہا تم نماز پڑھو تو وہ کہتا ہے نمازیں پڑھنا لڑکیوں کا کام ہے، لڑکوں کا نہیں۔ تو جب یہ حال ہو جائے، صرف ایک جگہ نہیں، ہر جگہ ایسی situation ہو جائے تو پھر آپ کیا کر سکتے ہیں؟ اس لیے equality ہونی چاہیے، discrimination نہیں ہونی چاہیے۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ آپ ہمیں تحریک فرماتے آ رہے ہیں کہ کسی بھی ہنگامی صورتحال کے پیشِ نظر تین ماہ تک کے لیے خوراک اور ضروری اشیاء کا ذخیرہ کیا جائے، تاہم بدقسمتی سے معاشرے میں ایسے بھی افراد موجود ہیں جو روزمرہ کی بنیاد پر خوراک، گیس اور ادویات کے اخراجات بھی بمشکل پورے کر پاتے ہیں۔ برائے کرم ہماری راہنمائی فرمائیں کہ ایسے حالات میں اس مسئلے کے حل کے لیے ہم کیا عملی طریقہ کار اختیار کریں؟

اس پر حضورِ انور نے استطاعت رکھنے والے افراد اور جماعتی سطح پر خوراک کے ذخائر کے منظّم نظام کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھیں جو لوگ استطاعت رکھتے ہیں، انہیں کم از کم تین ماہ کے لیے کافی خوراک ذخیرہ کرنی چاہیے اور جو لوگ استطاعت نہیں رکھتے اور وہ احمدی ہیں تو جماعت کو خوراک کے ذخیرے کے لیے انتظام اور منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ یہاں ہم نے تقریباً تین ماہ کا ذخیرہ کر لیا ہے، چاول آٹا اور دیگر اشیا تاکہ اپنے ضرورت مندوں یا ان لوگوں کو مہیا کیا جا سکے جنہیں اس کی ضرورت ہے اور جو خود اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ پس یہ جماعت کی ذمہ داری ہے۔

حضورِ انور نے اسلامی نظامِ مؤاخات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہدِ مدینہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو وہاں کافی تعداد میں ایسے لوگ تھے جو گزر بسر یا روزانہ کی روٹی کی استطاعت بھی نہیں رکھتے تھے۔ ان میں سے اکثر بھوکے سوتے تھے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھائی چارے یعنی مؤاخات کا ایک نظام ہونا چاہیے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ہر مقیم سے کہا کہ وہ مکّہ سے ہجرت کر کے آنے والے ایک شخص کی ذمہ داری اُٹھائے اور اس طرح انہوں نے انتظام کیا۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے باہمی تعاون، معاشرتی ذمہ داری اور اجتماعی کفالت کے بنیادی اصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں بھی یہی راہنما اصول اپنانا چاہیے۔ اگر آپ اپنی خوراک کا خرچ اُٹھا سکتے ہیں اور آپ تین ماہ کے لیے خوراک ذخیرہ کر سکتے ہیں تو آپ کم از کم پندرہ یا دس دن کی خوراک اپنے پڑوسی یا اپنے بھائی کو دے سکتے ہیں اور اس شخص کو بھی آپ کی مدد کرنی چاہیے۔ پس اس طرح اگر وہ یہ تمام چیزیں جمع کریں گے تو مجموعی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کے پاس تین ماہ کی خوراک موجود ہو گی۔

ملاقات کے اختتام پر تمام شاملینِ مجلس کو اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 16 اپریل 2026ء)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ اور کینیڈا سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹرز اور طبّی ماہرین کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ ۲۹؍مارچ ۲۰۲۶ء، بروز اتوار، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ امریکہ اور کینیڈا سے تعلق رکھنے والے احباب و خواتین پر مشتمل ڈاکٹرز اور طبّی ماہرین کے چونتیس (۳۴) رکنی وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ اور کینیڈا سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) کا سفر اختیار کیا۔ جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

بعد ازاں تمام شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کا موقع بھی ملا۔

سب سے پہلے حضورِ انور نے شرکائے مجلس کو دنیا کے پسماندہ علاقوں اور خاص طور پر پاکستان کے شہر ربوہ میں قائم طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ اور فضلِ عمر ہسپتال میں خدمتِ انسانیت کے لیے وقفِ عارضی پر جانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک تو یہی بات ہے کہ وقفِ عارضی پر جایا کریں۔ پھر حضورِ انور نے حاضرین میں سے دائیں جانب بیٹھی ہوئی خواتین اور بائیں جانب بیٹھے مرد احباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جارہی ہیں یا کوئی اور لوگ جارہے ہیں، اس تعداد کو بڑھائیں۔ نیز ہدایت فرمائی کہ جو specialist ہے، expertise ہے، اس کو زیادہ سے زیادہ وہاں جاکر بتائیں۔ لیکن وہاں کا جو ماحول ہے وہاں تھوڑا adjust کرنا مشکل ہوتا ہے۔

نئی نئی تجاویز کے حوالے سے حضورِ انور نے شرکائے مجلس میں سے خواتین کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری یہ جو فارماسسٹ ہیں، یہ بڑے اچھے مشورے دیتی ہیں۔ لیکن وہاں والے جو ہیں، ان کے اپنے مشورے ہیں، اپنی کچھ limitations ہیں، وہ مانتے نہیں ہیں یا مانتے ہیں تو کچھ اور طرح کرنا چاہتے ہیں۔

بعد ازاں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ بہرحال پہلی چیز تو یہ وقفِ عارضی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں کہ اللہ شافی ہوتا ہے۔ اس خطبے میں بھی مَیں نے کچھ بیان کیا تھا، ڈاکٹروں کے بارے میں کوئی بات؟

اس پر مرد احباب میں سے ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ حضور! آپ نے فرمایا تھا کہ شفا دینے والا تو خدا تعالیٰ ہوتا ہے اور ڈاکٹر تو صرف تسلّی دیتے ہیں۔

یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے فرمایا کہ ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا، تو Healer تو اللہ تعالیٰ ہے، شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لیے ہمیشہ اپنے مریضوں کو دیکھیں تو دعا کر کے دیکھا کریں اور ہمیشہ ہی ڈاکٹر کی اپنی ایک انفرادیت اور distinction ہونی چاہیے کہ اس نے کس طرح مریضوں کو treat کرنا ہے۔ اسی طرح وہاں پاکستان جاتے ہیں، وہاں بھی یہ نہ دیکھیں کہ فلاں ڈاکٹر اتنا competent نہیں ہے یا مَیں زیادہ اچھی ہوں، اللہ کے فضل کو مدّنظر رکھتے ہوئے دیکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اپنے تجربات شیئر کیا کریں۔ ان کے وہاں کے ماحول کا اپنا experience ہے اور آپ کو اس ماحول کا اپنا experience ہے۔

شاملینِ مجلس میں سے ایک خاتون سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحبہ! آپ جارہی ہیں، nephrologist (ماہرِ امراضِ گردہ) ہیں، آپ کے جو مریض آتے ہیں، اس میں سے کتنے پرسنٹ ایشین ہوتے ہیں یا افریقن origin کے ہوتے ہیں؟

تو انہوں نے عرض کیا کہ سارے ہی گورے ہوتے ہیں۔

یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے فرمایا کہ تو پھر ان کو تو اور طرح آپ treat کرتی ہیں۔ پاکستانیوں کو دیکھنا ہے تو اور طرح دیکھنا ہے، ان کی تسلّی بھی اور طرح کرانی ہے۔ وہ ایک دفعہ میں آپ سے کئی کئی سوال کریں گے، پھر باتیں بھی نہیں مانیں گے، پھر بحث بھی کریں گے۔ پھر ڈاکٹر جو ہے وہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ تو اس لیے بڑے تحمّل سے بڑی patience ظاہر کرنی پڑے گی۔ پھر ہی کام ہوتے ہیں۔

حضورِ انور کی اس منظر کشی پر تمام شاملینِ مجلس بھی کھل کر مسکرادیے۔

ان بیش قیمت نصائح کے آخر میں حضورِ انور نے اس اَمر کا اعادہ فرمایا کہ سو کوشش یہ کریں کہ سارے زیادہ سے زیادہ وقفِ عارضی پر جایا کریں۔

مزید برآں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں

متفرق سوالات پیش کرنے نیز ان کے جواب کی روشنی میں حضورانور کی زبانِ مبارک سے پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک شریکِ مجلس نے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میڈیکل کے طلبہ، خاص طور پر وہ جو وقفِ نَو ہیں، ان کے لیے آپ کی کیا راہنمائی اور ہدایت ہے تاکہ وہ نہ صرف قابل ڈاکٹر بنیں بلکہ خلافت اور خدا تعالیٰ کا بھی قرب حاصل کریں، اور اس طرح وقفِ عارضی کے تحت اور وقفِ زندگی کی حیثیت سے بھرپور طور پر خدمت کرنے کی تحریک ملے؟

اس پر حضورِ انور نے یاد دلایا کہ ابھی تو مَیں نے بتایا کہ اللہ کو یاد کرو۔ Allah is the Healer، کسی patient کو دیکھو، اس کو یہی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دینی ہے۔ اس لیے مَیں نے ڈاکٹروں کو ایک عرصہ ہوا ہے، ایک خطبہ دیا تھا اور کہا تھا کہ نسخے کے اُوپر ھُوَ الشَّافِی لکھا کریں کہ صحت دینے والا، شفا دینے والا اللہ ہے۔ سو! اس کو یاد رکھو۔ [قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس جواب میں جس خطبہ جمعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ مورخہ ۱۹؍دسمبر ۲۰۰۸ء کا ارشاد فرمودہ ہے۔ اس کے مکمل متن کے لیے ملاحظہ ہو الفضل انٹرنیشنل ۹؍جنوری ۲۰۰۹ء]

حضورِ انور نے پنج وقتہ نمازیں پڑھنے اور دعا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں ڈاکٹروں کو پڑھنی چاہئیں اور زیادہ critical کیس ہو، تو دعا زیادہ کرنی چاہیے۔

اسی طرح حضورِ انور نے پرانے بزرگ احمدی ڈاکٹرز کے عملی نمونے کی مثال دیتے ہوئے واقفینِ نَو پر عائد ہونے والی اضافی ذمہ داری کی بابت توجہ دلائی کہ پُرانے ڈاکٹر تھے، وہ تو بعض پُرانے ہمارے بزرگ ڈاکٹروں نے لکھا ہوا ہے، میر اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ تھے یا دوسرے، وہ تو کہتے ہیں کہ ہم تو مریضوں کے لیے دو دو نفل بھی پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے اپنے مریضوں کے لیے تو وقفِ نَو والے کو تو اس سے اور زیادہ کام کرنا چاہیے۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ یہی ہے کہ اللہ کو یاد رکھو، باقی سب دنیا تو چلتی رہتی ہے۔

ایک خاتون شریکِ مجلس نے اس حوالے سے راہنمائی کی درخواست کی کہ سائیکالوجسٹ کے طور پر میرا تجربہ یہ ہے کہ ہماری کمیونٹی کے لوگ اب بھی جذباتی یا نفسیاتی مسائل کے بارے میں بات کرنے میں ہچکچاتے ہیں۔

اس پر حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ زیادہ open نہیں ہوتے، بتاتے نہیں اور شرم محسوس کرتے ہیں؟

اثبات میں جواب سماعت فرما کر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ لیکن بعض بالکل ہی بے شرم ہوتے ہیں۔ حضورِ انور کے اس برجستہ تبصرے پر تمام شاملینِ مجلس بھی مسکرا دیے۔

حضورِ انور نے لوگوں کے مسائل کھل کر بیان نہ کرنے اور بات کرنے میں پائے جانے والے عدم اعتماد کی نشاندہی کرتے ہوئے، اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ دونوں طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ دونوں طرح ہی کی categories ہیں۔ مجھے تو لکھتے ہیں، بعض دفعہ بالکل کھل کے لکھنے والے بھی ہیں اور بعض اس لیے نہیں ہوتے کہ ان کا خیال ہے کہ پاکستانی ڈاکٹر کے پاس جائیں گے، تو ان کو باتیں کرنے کی عادت ہے، اپنے رشتہ داروں کو، بہن کو، بھائی کو، ماں کو، یا میرے کسی دوست کے ساتھ بات نہ کر لے۔ تو اس لیے وہ hesitate کرتے ہیں۔ تو اگر آپ ان میں confidence پیدا کر دیں کہ تم میرے سے بات کرو، تمہارا secret ، secret ہی رہے گا، تو پھر وہ بتاتے ہیں۔

حضورِ انور نے ایک ماہرِ نفسیات کے بنیادی فرض کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہوئے فرمایا کہ ایک psychiatrist کا تو کام یہی ہے کہ اس کو چھپا کے رکھے، یہ نہیں کہ ہر ایک سے بات کرتا پھرے۔ تو یہ تو ان لوگوں میں confidence build کرنے والی بات ہے۔ جب وہ ہو جائے گا تو ٹھیک ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے لوگوں میں پائے جانے والے اس عمومی رجحان کا بھی تذکرہ فرمایا کہ وہ پسند کرتے ہیں کہ ہم کسی غیر کے پاس جائیں اور انگریز کے پاس جائیں، کینیڈین کے پاس جائیں تو وہاں language barrier آ جاتا ہے وہ پوری طرح express نہیں کر سکتے۔ سکھوں کے پاس جائیں تو ان سے تھوڑا بہت بیان ہو سکتا ہے، لیکن وہاں بھی ان کو خطرہ ہوتا ہے کہ کوئی کسی واقفِ کار احمدی سے ذکر نہ کر دے۔

اسی طرح حضورِ انور نے بعض ماہرینِ نفسیات کے غلط رویّے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی مذہبی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنے شعبے بعض دفعہ psychiatrists بھی misguide کرتے ہیں۔ بعض چیزیں صحیح نہیں ہیں، تو کہتے ہیں کہ ان کو بھی openly ظاہر کرو اور اپنے آپ میں confidence پیدا کرو۔ وہ پھر اتنا open ہو جاتے ہیں کہ پھر بُرائیاں پھیلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ علاج ہو، وہ اور زیادہ ہی overconfident ہو کے بُرائیاں پیدا کرتے ہیں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے مؤخر الذکر تناظر میں مذہبی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنے پیشہ ورانہ فرائض سرانجام دینے اور مریضوں سے مناسب طریق پر برتاؤ کرنے کی اہمیت پر توجہ دلائی کہ تو اس لحاظ سے بھی آپ لوگوں کو دیکھنا چاہیے کہ

کس طرح آپ نے اپنے مذہب کی جو limitations ہیں اس کے اندر رہتے ہوئے اپنے پروفیشن کو apply کرنا ہے اور کس طرح ان کو treat کرنا ہے۔

ایک شریک مجلس نے سوال کیا کہ فزیشنز اور طبّی ماہرین کے لیے آپ کی کیا راہنمائی ہے کہ وہ جماعت میں اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں اور دیگر غیر طبّی فرائض کے درمیان کس طرح توازن برقرار رکھ سکتی ہیں؟

سب سے پہلے حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس غیر پیشہ ورانہ ذمہ داریاں کیا کیا ہیں؟ اس پر خاتون ڈاکٹر نے طاہر اکیڈمی اور لجنہ کے کام کا ذکر کیا۔

پھر حضورِ انور نے پیشہ ورانہ فرائض اور دیگر اُمور کے لیے وقف وقت کے توازن پر راہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہارا کام تمہارا اپنا پروفیشن ہے اور لجنہ کا کام تو ہو سکتا ہے کہ ایک ہفتے میں زیادہ سے زیادہ تم نے لجنہ کو دو گھنٹے دے دیے، کون سے اتنے کام کرتے ہو، مجھے پتا ہے کہ لجنہ کتنا کام کرتی ہے۔ ہفتے میں دو گھنٹے یا تین گھنٹے دے دیتے ہو، تو weekend پر دیے جا سکتے ہیں، اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں۔ پھر بچے ہیں، اگر چھوٹے ہیں، لیکن تمہارے بچے بھی بڑے ہو گئے تو وہ بھی مسئلہ کوئی نہیں۔ تو باقی طاہر اکیڈمی ہے، اس میں دیکھ لو کہ کتنا وقت دے سکتی ہو؟ جس پر انہوں نے عرض کیا کہ مہینے میں دو یا تین کلاسز ہوتی ہیں۔ اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ دو یا تین کلاسز مہینے میں ہوتی ہیں، تو پھر کون سا ایسا مسئلہ ہے۔

پھر حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ اس کے علاوہ کام ہوتا ہے، تو انہوں نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ لجنہ کا تھوڑا بہت کام ہوتا ہے۔

اس پر حضورِ انور نے لجنہ کے کام کی محدود نوعیت اور ضرورت سے زیادہ فکر کرنے سے بچنے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے سمجھایا کہ لجنہ کا کام کتنا ہو گا، سارے اتنا ہی کرتے ہیں، اتنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہاں! اگر زیادہ سوچتے رہو، زیادہ سوچ سوچ کے تو پھر آدمی کا دماغ ویسے ہی خراب ہو جاتا ہے، پھر psychiatrist کے پاس چلے جاؤ۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے تناظر میں حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر اپناتے ہوئے، غیر ضروری پریشانی سے بچنے اور ذہنی سکون قائم رکھنے کی اہمیت پر زور دیا کہ اپنے پروفیشن میں جتنا کام کر سکتے ہو آسانی سے کرو۔ آسانیاں خود پیدا کرنی چاہئیں۔ اللہ سے دعا کرو تو اللہ تعالیٰ گائیڈ کر دیتا ہے اور زیادہ بوجھ نہ لیا کرو۔ بعض طبیعتیں بوجھ لینے کی ہوتی ہیں۔ تم کہتی ہو کہ جو چیز مَیں کروں اس میں بڑی perfection ہونی چاہیے۔ دنیا میں کسی کام میں perfection نہیں ہو سکتی، چھوٹے موٹے نقص رہ ہی جاتے ہیں، تو ان کو بھول جایا کرو۔ اگر اس طرح انسان اتنا perfect ہو جائے تو دنیا میں انقلاب نہ آ جائے۔ کوئی پروفیشنل جو ہے وہ اتنا perfect نہیں ہوتا، اس لیے آپ relax ہو کے کام کریں، زیادہ پریشان نہ ہوا کریں۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ بحیثیتِ فیملی فزیشن، میرا روزانہ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے مریضوں اور افراد سے واسطہ پڑتا ہے۔ نیز اس ضمن میں راہنمائی کی درخواست کی کہ ہم اپنی کلینکل پریکٹس اور مریضوں کے ساتھ گفتگو کے دوران اسلام کے امن، ہمدردی اور خدمتِ خلق کے پیغام کو مؤثر انداز میں کس طرح پہنچا سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے طبّی پیشے میں حسنِ اخلاق، حسنِ سلوک اور حسنِ تعامل کی بنیادی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں نے بتایا کہ atheist ہیں یا عیسائی ہیں یا بدھسٹ ہیں یا سکھ ہیں، اصولی پوزیشن تو یہ ہے کہ ڈاکٹر کا پہلا کام تو اچھے اخلاق ہیں، اگر آپ کے اخلاق اچھے ہیں، آپ کی لوگوں سے treatment اچھی ہے، interaction اچھا ہے، تو لوگ خود ہی آپ کے پاس آئیں گے۔ مَیں نے بتایا ہے کہ آدھی بیماری تو مریض کی ویسے ہی دُور ہو جاتی ہے، وہ آپ کے پاس آتے ہیں اور treatment لیتے ہیں اور اس کے بعد جا کے بتاتے ہیں۔ آج کل تو سوشل میڈیا کے اُوپر ہر ایک، جو ڈاکٹر ہیں، انہوں نے بھی اپنی اشتہار بازی رکھی ہوئی ہے اور اس کے اُوپر reviews آ جاتے ہیں۔ کئی مریض جا کے لکھ دیتے ہیں کہ وہ ایک physiotherapist ہے، اس نے یہ کیا، تو اس نے دس مریضوں کو اچھی طرح treat کیا، انہوں نے جا کے اتنے reviews اس کے حق میں لکھ دیے کہ اس کے پاس اتنے patient آنے لگ گئے کہ بھرمار ہو گئی۔ سو! یہ تو اپنے اخلاق کی بات ہے اور آج کل تو اشتہار بازی بڑی آسان ہے۔ جہاں سوشل میڈیا پر غلط کام ہو رہے ہیں، وہاں اچھے کام بھی بعض ہو رہے ہیں اور آپ لوگوں کے پیسے بھی بن رہے ہیں اور ایسے ہی بنتے ہیں۔

حضورِ انور نے ایک احمدی ڈاکٹر سے وابستہ عملی اور اخلاقی تقاضوں کے حوالے سے راہنمائی عطا فرماتے ہوئے فرمایا کہ تو اصل چیز تو یہی ہے کہ احمدی ڈاکٹر کو اچھے اخلاق اور دعا دونوں چیزیں کرنی چاہئیں اور مریض کسی بھی background کے ہوں، اگر اخلاق اچھے ہیں، تو وہ آپ کے قائل ہو جائیں گے اور ان کے لیے treatment کے ساتھ دعا کرنا بھی آپ کا کام ہے۔ وہ ان کو بھی مَیں نے یہ بتایا اور آپ کو بھی بتا رہا ہوں۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے شخصی اثر اور اعتماد و اعتقاد سے پیدا ہونے والے نفسیاتی اثر کو ایک عملی مثال کے ذریعے واضح کرتے ہوئے نہایت دلچسپ واقعہ بیان فرمایا کہ کسی پر اعتماد ہو تو باقی شخصیاتی اثر بھی ہوتا ہے اور اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ کچھ نہ بھی دو تو اثر ہو جاتا ہے۔ ایک واقعہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا لکھا ہے کہ قادیان میں ایک مریض تھا، اس کے پیٹ میں درد تھی اور چیخیں مار رہا تھا اور کسی دوائی سے، دو تین ڈاکٹر بیٹھے تھے، کچھ آرام نہیں آ رہا تھا۔ تو حضرت میاں شریف احمد

صاحبؓ کو پتا لگا، وہ گئے اور انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ خیر! انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب میں ہاتھ تھوڑی دیر رکھتے ہوئے کچھ دعا کرتے رہے۔ اس کے بعد مریض کو کہا کہ منہ کھولو، کوئی گولی سی تھی، منہ میں ڈال دی اور کہا پانی پی لو۔ تو پندرہ منٹ میں اس کو آرام آگیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ میاں صاحبؓ آپ نے اس کو کیا دوائی دی تھی؟ کہنے لگے کہ کچھ نہیں، صرف اعتقاد کی بات ہے، اس پر نفسیاتی اثر تھا۔ جیب میں چھوٹا سا ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا، مَیں نے اس کی یوں ہی گولی بنالی اور وہ گولی بنا کے، دعا کر کے، اس کے منہ میں ڈال دی، تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ تو نفسیاتی اثر بھی ہوتا ہے۔

ایک شریک مجلس نے سوال کیا کہ وقف اور وقفِ عارضی کی حقیقی روح کیا ہے، اور کوئی شخص کس طرح اس اَمر کو یقینی بنا سکتا ہے کہ یہ محض خدمت کا ایک عارضی عمل نہ رہے بلکہ دائمی طور پر اصلاحِ نفس اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بن جائے؟

اس پر حضورِ انور نے پُر حکمت انداز میں زندگی میں نظم و ضبط قائم کرنے اور اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے پنج وقتہ نماز کے عملی نظام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اللہ سے تعلق پیدا کرو۔ دیکھو! اللہ میاں نے کہا کہ پانچ وقت نمازیں پڑھو۔ اپنی زندگی کو regulate اور discipline کرنے کے لیے کوئی چیز چاہیے۔ آپ جب میڈیکل سٹوڈنٹ تھے، تو صبح بھی پڑھتے تھے، رات بھی پڑھتے تھے، امتحانوں کے دنوں میں خاص طور پر زیادہ اور ویسے regular پڑھتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں دے کے زندگی کو regulate کرنے کا ایک سسٹم بنا دیا ہے کہ صبح فجر پر اُٹھو، نماز پڑھو، تلاوت کرو اور تھوڑی exercise کرو۔ اگر کوئی وقت ہے، دن کا آفس ٹائم ہے، تو تھوڑا سا nap لے لو۔ تو صبح بھی لوگ سوتے ہیں، اچھی نیند پوری کر لیتے ہیں اور پھر سارا دن کام کر کے ظہر کی نماز ہے، عصر کی نماز ہے، مغرب اور عشاء ہے، اس سے ایک تو زندگی discipline ہوتی ہے تو دوسرے اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ تو صحیح طریقہ تو یہی ہے۔

حضورِ انور نے ایک احمدی ڈاکٹر کے لیے حصولِ علم کے لیے قرآنِ شریف پر مستقل غور و فکر کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ پھر علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے، اس کے لیے بھی قرآن شریف میں جو اللہ تعالیٰ نے بتایا، صرف یہ کہہ دینا کہ ہفتے میں جا کے ایک دفعہ خطبہ سن لینا یا قرآنِ شریف کو کبھی پڑھ لینا یا دیکھ لینا، تو یہ کام نہیں ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں کا تو یہ کام ہے کہ آدھا پونا گھنٹہ اس پر غور کریں اور اسے وقت دیں۔

اسی تناظر میں حضورِ انور نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی پیشہ ورانہ مہارت، علمی اور ادبی قابلیت کے پیرائے میں، نیز عصرِ حاضر میں ان خصوصیات کے حامل دیگر احمدی ڈاکٹرز کے عملی نمونے کی جانب ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ سرجن ڈاکٹر تھے اور آج کل تو ہر چیز کے specialist ہیں، specialization ہے کہ یہ کرو یا وہ کرو، وہ ای این ٹی بھی کرتے تھے، گائناکالوجسٹ بھی تھے، جنرل سرجن بھی تھے، سب کچھ کیا کرتے تھے اور بڑے اچھے کامیاب سرجن تھے۔ لیکن ساتھ ہی ان کی فارسی نظمیں بھی ہیں اور اُردو کی نظمیں بھی ہیں اور اچھی شاعری بھی ہے اور ہمارے کئی اور ڈاکٹر اس وقت بھی دنیا میں ہیں کہ جو اس طرح کرتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ اللہ سے تعلق۔ پھر احمدی ڈاکٹر کو علم بھی حاصل کرنا چاہیے اور علم قرآنِ شریف سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر جس طرح مَیں نے پہلے کہا کہ عاجزی اور اللہ تعالیٰ پر مکمل انحصار کرنا کہ اللہ ہی سب کچھ کرتا ہے۔ اور اچھے اخلاق۔ یہ تین چار باتیں ہیں، احمدی ڈاکٹر میں ہوں تو کامیاب ہے۔ اللہ کو بھی راضی کر لیتا ہے اور بندوں کو بھی راضی کر لیتا ہے

[قارئین کی معلومات کے لیے درج کیا جاتا ہے کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ ایک عظیم صوفی، عارف باللہ، عاشقِ رسولؐ، ایک بلند پایہ شاعر اور صاحبِ کشف و کمالات بزرگ ہستی تھے۔ آپؓ مورخہ ۱۸؍ جولائی ۱۸۸۱ء کو دہلی میں پیدا ہوئے اور مورخہ ۱۸؍ جولائی ۱۹۴۷ء کو قادیان دار الامان میں بعمر ۶۶؍ برس وفات پائی۔

آپؓ کا تعلق دہلی کے ایک معزز اور معروف سیّد خاندان سے تھا، نسب کے اعتبار سے آپؓ حسینی سیّد تھے، یعنی آپؓ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے۔ اسی طرح آپؓ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین سو تیرہ صحابہؓ کی فہرست میں شامل ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

آپؓ کے والد حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خُسرِ محترم اور والدہ حضرت سیّد بیگم صاحبہ آپؓ کی خوش دامن تھیں۔ اور آپؓ کے والدین کی قبور بہشتی مقبرہ قادیان میں ساتھ ساتھ ہیں۔ ان کے بطن سے آپؓ سمیت کُل تیرہ بہن بھائی پیدا ہوئے، لیکن مشیّتِ الٰہی کے تحت صرف تین ہی حیات رہے، جن میں آپؓ کے علاوہ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا المعروف حضرت امّاں جانؓ حرم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

بچپن اور سکول کا زمانہ قادیان میں گزارا اور آپؓ کی پرورش حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ نگرانی ہوئی۔ ۱۹۰۰ء میں ایف ایس سی کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپؓ کا داخلہ میڈیکل کالج میں ہوا اور پانچ سال کے بعد ۱۹۰۵ء میں آپؓ

نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا نہ صرف امتحان پاس کیا بلکہ پنجاب بھر میں اوّل پوزیشن بھی حاصل کی۔ اور یہ ۱۹۰۰ء کی ہی بات ہے، جب آپؓ کی عمر تقریباً اُنیس برس تھی، تو آپؓ نے خطبہ الہامیہ چند ہی دن میں زبانی یاد کر کے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنانے کی سعادت پائی۔

آپؓ کی دو شادیاں ہوئیں، پہلی زوجہ محترمہ شوکت سلطان صاحبہ اور دوسری زوجہ محترمہ امۃ اللطیف بیگم صاحبہ تھیں۔ حسنِ تربیت کا اثر یہ تھا کہ ساری عمر دونوں میں کوئی ناچاقی نہ ہوئی اور آپؓ کی وفات کے بعد بھی وہ اکٹھی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تین بیٹے اور سات بیٹیاں عطا فرمائیں۔ آپؓ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت سیّدہ مریم صدیقہ کا ہاتھ حضرت اُمّ المومنینؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لیے مانگ لیا تھا اور یہ بابرکت شادی ۱۹۳۵ء میں عمل میں آئی اور بعد ازاں آپؓ چھوٹی آپا کے نام سے مشہور ہوئیں۔ آپؓ کی تمام اولاد دوسری زوجہ محترمہ سے پیدا ہوئی، لیکن بچوں کو بڑے ہو کر ہی معلوم ہوا کہ انہیں کس ماں نے جنم دیا۔

۱۹۳۶ء میں آپؓ سول سرجن کے عہدے سے ریٹائر ہو کر قادیان آباد ہو گئے اور پھر تمام زندگی یہیں بسر کی۔

آپؓ نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے بہت سے دلچسپ اور سبق آموز اور ایمان افروز واقعات ایک کتاب آپ بیتی میں یکجا کیے جو کہ ایک احمدی ڈاکٹر کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپؓ کا منظوم مجموعہ کلام بخارِ دل کے نام سے موسوم ہے۔ آپؓ کی ایک معرکۃ الآراء نعت سلام بحضور سید الانامؐ کے بارے میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ء ارشاد فرمایا تھا کہ جب سے مَیں نے ہوش سنبھالی ہے، کبھی ایسی نعت، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتوں کے بعد نہ سنی نہ کبھی دیکھی۔ اور میرا خیال ہے کہ ہمیشہ کے لیے یہ نعت حضرت میر صاحبؓ کو ایک خراجِ تحسین پیش کرتی رہے گی۔

پھر ایم ٹی اے کی برکت سے کیمرے کی آنکھ نے وہ روح پرور منظر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا، جب یہ کلام پڑھا جا رہا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ ساتھ ساتھ عَلَیۡکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیۡکَ السَّلَام دُہرا رہے تھے۔ آپؒ کا نورانی، اجلیٰ اور مبارک چہرہ، ساتھ پُر سوز آواز میں ان الفاظ کا دُہرایا جانا، دلفریب اور مسحور کُن منظر پیش کر رہا تھا، جو ان شاء اللہ رہتی دنیا تک آنکھوں کو ٹھنڈک، دلوں کو سرور اور کانوں کو شیرینی بخشتا رہے گا۔

آپؓ نے بطورِ علمی و ادبی سرمایہ مشہور تصانیف یادگار چھوڑیں، جن میں مقطعاتِ قرآنی، تحفۂ احمدیت، اُردو ترجمہ درّ ثمین فارسی، بخارِ دل، آپ بیتی، کرنہ کر، اربعین اطفال، مذہب کی ضرورت، دکھ سکھ، جامع الاذکار، حفاظتِ رِیش، تاریخ مسجد فضل لندن شامل ہیں، نیز متعدد عناوین پر بیش قیمت نثری مضامین بھی رقم فرمائے۔]

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ مَیں گذشتہ تیس برس سے فیملی فزیشن کے طور پر کام کر رہی ہوں۔ اب میرے کافی مریض سینئر ہو گئے ہیں، جن میں پاکستانی اور انڈین بھی شامل ہیں، اور کچھ سفید فام یا یورپی نسل کے بھی ہیں، نیز اس حوالے سے راہنمائی کی درخواست کی کہ اکثر وہ medical assisted dying کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اگر ہمیں شدید dementia یا Alzheimer's ہو جائے، تو ہم وہ کرنا چاہتے ہیں۔

اس پر حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ یہ Mercy Killing جو ہے؟ اثبات میں جواب سماعت فرمانے کے بعد حضورِ انور نے واضح کیا کہ ہم اس کو نہیں مانتے۔

حضورِ انور نے آجکل کے مادی دَور میں اخلاقی قدروں کے انحطاط پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہاں تو atheist کا تو پتا ہی کوئی نہیں۔ اخلاق کا پتا کوئی نہیں۔ بڑوں کی respect کا پتا کوئی نہیں۔ ان کی دعاؤں کا پتا کوئی نہیں۔ تو وہ بندہ بوڑھا ہوتا ہے، تو کہتے ہیں کہ اس کو old people's house میں ڈال دو، اور ماں باپ کو کہتے ہیں کہ جاؤ ہفتے میں جا کے مل جائیں گے۔ بعض تو عیسائی ہیں، ان کو کرسمس پر بھی کوئی پوچھنے کو نہیں آتا۔ ہمارے لوگ جاتے ہیں، ان کو تحفہ دینے، تو وہ روتے ہیں۔ ان کو ملتے ہیں، گلے لگاتے ہیں کہ تم ہمیں پوچھنے آئے ہو کہ ہمارا بیٹا ہے، ہماری بیٹی ہے، ہمیں پوچھتا ہی کوئی نہیں۔ تو ایسے لوگ پھر یہی چاہیں گے کہ ہمیں مار دو۔

پھر حضورِ انور نے زندگی سے اُکتائے ہوئے مریضوں کے ساتھ ہمدردی اور انہیں زندہ رہنے کی ترغیب دینے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ تو ہمارا تو کام یہ ہے کہ ان سے ہمدردی کریں اور تھوڑا سا ان کا morale high کریں کہ تم نے زندہ رہنا ہے۔ اور جو dementia وغیرہ کے مریض ہیں وہ تو ایسے ہیں کہ وہ خود تو نہیں کہتے کہ ہمیں مار دو۔ ان کو تو پتا ہی نہیں، آج ایک بات کی ہے تو دس منٹ بعد کچھ اَور بات کر رہے ہوں گے۔ بھول جاتے ہیں کہ مَیں نے کیا کہا۔ اس لیے وہ کس کی مرضی سے ایسا کر رہے ہیں؟ اگر ان کے بچے کہتے ہیں، تو وہ ظلم کر رہے ہیں، اپنے ماں باپ کو قتل کروانا چاہ رہے ہیں۔

مزید برآں حضورِ انور نے کسی کے فائدے کے لیے اسے مرنے میں مدد فراہم کرنے پر مبنی خیال کی سختی سے تردید کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ اس لیے یہ ویسے ہی غلط بات ہے۔ مَیں تو بہرحال اس کا قائل نہیں اور نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ مریضوں کو سنبھالنا چاہیے۔ آپ کے مختلف سینٹر بنے ہوئے ہیں، وہاں آپ مریض دیکھتے ہیں اور مریضوں کو treat کیا جاتا ہے۔ یا اگر آپ کے ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو آپ ان کو کہیں گے کہ جاؤ تم سڑک پر چلے جاؤ، ایسا نہیں نہ کرتے۔ تو ہماری

ایشین تو سوچ ہی یہ نہیں ہے، نہ کسی مذہبی آدمی کی سوچ ہو سکتی ہے، نہ افریقہ والوں کی یہ سوچ ہے، وہ تو جس حدّ تک ہو خدمت کرتے ہیں۔ اس لیے یہ خیال ہی غلط ہے کہ ان کے فائدے کے لیے ان کو مار کر دو۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے کینسر کے مریض کی مثال دیتے ہوئے ہمدردی، احتیاط اور زندگی کی قدر کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہاں! بعض دفعہ بعض مریض کینسر کے مریض ہیں، درد ان کے پیٹ میں ہے، کینسر ہے، عورت کو uterus کا کینسر ہے یا کسی اور چیز کا کسی مرد کو کینسر ہے، اور وہ سخت تڑپ رہا ہے۔ وہ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کو کہتا ہے کہ بہتر ہے مجھے مار دو، تو اس پر آپ نیند کا ٹیکہ لگا کے سُلا تو دیتے ہیں، مارتے نہیں ہیں۔ جب تک سانس ہے، سانس رہنا چاہیے۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ کیا حضورِ انور ہمیں گھانا میں وقفِ زندگی ڈاکٹروں کے ساتھ اپنے تجربات کے متعلق کچھ بتا سکتے ہیں اور ان کی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات بیان فرما سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے بیان فرمایا کہ گھانا میں اللہ کے فضل سے ہمارے ہسپتال بڑے مشہور تھے اور جو پاکستان میں فزیشن تھے، وہ وہاں جا کے وہاں کے سرجن بن گئے ۔ آپریشن ٹیبل اگر نہیں بھی موجود تھی، تو ڈائننگ ٹیبل کے اُوپر آپریشن کر دیا، تو ان پر تو اللہ تعالیٰ فضل کرتا تھا۔

اسی سلسلے میں حضورِ انور نے ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض دفعہ ہم بیمار ہوتے تھے، تو بعض ڈاکٹر کہتے تھے کہ یہ مریض کو مَیں نے دوا دی ہے، یہ تم کھاؤ تو تمہیں آرام آجائے گا۔ تو مجھے اس سے آرام نہیں آیا کرتا تھا۔ تو مَیں ان ڈاکٹروں کو کہا کرتا تھا کہ تمہارے لیے افریقہ کے لوگوں کی خدمت کرنے کے لیے خلیفۂ وقت کی دعائیں ہیں، اس لیے یہ مریض تو ٹھیک ہو جائیں گے، مَیں نہیں تمہارے سے ٹھیک ہوتا۔ تو میرا تو یہ experience بھی ہے۔

یہ ارشاد فرماتے ہوئے حضورِ انور مسکرا دیے اور تمام حاضرینِ مجلس نے بھی مسکراتے ہوئے اس سے خوب حظّ اُٹھایا۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے گھانا کے واقفینِ زندگی ڈاکٹرز کے جملہ اوصاف پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ باقی اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ بڑے devoted تھے، بڑی وفاداری سے کام کرتے تھے، دن رات کام کرتے تھے اور غریبوں کی خدمت بھی کرتے تھے۔ اور جو امیر آتے تھے، ان سے پیسے بھی لیتے تھے، اس لیے وہاں ان کا اچھا گزارہ ہو جاتا تھا۔

یہ روح پرور نشست حضورِ انور کے دعائیہ کلمات ”چلو پھر جزاک اللہ، اللہ حافظ!“ پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 9اپریل 2026ء)

اپنے علم اور معرفت کی ترقی کے لئے
روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن خریدیں اور پڑھیں
زرِ سالانہ ایک سو ڈالر میں سال میں پچاس شمارے وصول فرمائیں۔
Subscribe online at www.amibookstore.us under subscriptions.

اسلامی کتابوں کے حصول کا بہترین ذریعہ
AMI Bookstore
amibookstore.us

نمازِ جنازہ غائب امریکی اراکین

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تحریر کرتے ہیں کہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

بتاریخ ۱۱/اپریل ۲۰۲۶ء نمازِ جنازہ غائب

محترم چودھری مشتاق احمد صاحب ابن مکرم چودھری محمد طفیل صاحب (امریکہ): 16/فروری 2026ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1992ء میں امریکہ شفٹ ہو گئے اور وہاں قائد مال مجلس انصار اللہ امریکہ، لوکل ناظم مال میری لینڈ کے علاوہ انچارج بک سٹور مسجد بیت الرحمٰن خدمت کی توفیق پائی۔ اس عرصہ میں مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ تبلیغی کاموں میں بھی بہت سرگرم رہے۔ آپ کی عادت تھی کہ حضور انور کا خطبہ جمعہ اگلے خطبے تک بار بار سنتے رہتے اور کہا کرتے تھے کہ حضور کا خطبہ ہر دفعہ سننے سے راہنمائی کے لیے کوئی نہ کوئی نئی چیز ملتی ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور پوتے اور پوتیاں شامل ہیں۔

بتاریخ ۲۸/مارچ ۲۰۲۶ء نمازِ جنازہ غائب۔

مکرم پروفیسر ڈاکٹر عنایت اللہ منگلا صاحب ابن مکرم غلام محمد منگلا صاحب (آف ورجینیا، امریکہ)۔ 18/جنوری 2026ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم عزیز الرحمٰن منگلا صاحب (مربی سلسلہ) کے بھائی تھے جن کے ذریعہ آپ اور آپ کی فیملی نے 1954ء میں بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم ربوہ سے حاصل کرنے کے بعد 1965ء میں پنجاب یونیورسٹی سے معاشیات میں ماسٹرز کیا۔ پھر سکالرشپ پر Michigan State یونیورسٹی، امریکہ سے 1978ء میں معاشیات میں پی ایچ ڈی مکمل کرنے کے بعد پاکستان واپس آئے۔ 1972ء میں آپ کی شادی مکرمہ عائشہ نصیر صاحبہ بنت مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب سے ہوئی۔ یہ رشتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تجویز فرمایا۔ 1981ء میں آپ کینیڈا چلے گئے اور 1985ء میں وہاں سے امریکہ منتقل ہو گئے جہاں 31 سال تک Western Michigan University میں بطور Finance پروفیسر تدریس کا کام کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 2018ء میں آپ اپنی بیٹی کے پاس ورجینیا منتقل ہو گئے اور وفات تک یہیں مقیم رہے۔ مرحوم کا خلافت کے ساتھ گہری وفا کا تعلق تھا۔ آپ بہت عاجز اور منکسر المزاج طبیعت کے حامل تھے۔ مرحوم کو خدمتِ خلق کا بہت شوق تھا۔ علمی اور عملی میدان میں بہت سے احمدی اور غیر احمدی افراد آپ سے مستفیض ہوتے رہے۔ پاکستان میں اپنے خاندان اور گاؤں کے افراد کا آپ بہت خیال رکھتے اور ان کی معاونت کیا کرتے تھے۔ چک منگلا میں مسجد کی تعمیر کے لیے مالی قربانی کی بھی توفیق پائی۔ مربیان اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے تھے۔ بچوں کو خلافت اور نظام جماعت سے وابستہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ ہر ماہ جماعتی میٹنگز میں شمولیت کے لیے باقاعدگی سے مسجد جایا کرتے تھے۔ آپ کے گھر میں لمبے عرصہ تک نماز جمعہ ادا کی جاتی رہی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔

بتاریخ ۲۸/فروری ۲۰۲۶ء نمازِ جنازہ غائب

مکرمہ Kamila Kelley صاحبہ (امریکہ): 9/جنوری 2026ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ اپنی والدہ اور نانی کے ہمراہ 1940ء کی دہائی میں اسلام احمدیت میں داخل ہوئیں اور پھر اپنی وفات تک نہایت اخلاص و وفا اور استقامت کے ساتھ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں۔ نماز اور روزہ کی پابند، معاملہ فہم، نرم مزاج، بڑی دعا گو، دینی فرائض کا خیال رکھنے والی اور تقویٰ اور شکر گزاری کے ساتھ زندگی بسر کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ اکثر گفتگو کا آغاز "الحمدللہ" سے کرتی تھیں۔ ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھتیں اور حضور انور کے خطبات بڑی توجہ کے ساتھ سنتی تھیں۔ خلافت سے قبل 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے امریکہ کے سفر کے دوران کلیولینڈ میں مرحومہ کے گھر بھی تشریف لے گئے جس کا آپ ہمیشہ بڑی خوشی اور فخر کے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ جماعتی خدمت میں بڑی فعال تھیں۔ اجلاسوں اور پروگراموں کے بعد مسجد کی صفائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتیں بلکہ مقررہ شرح سے بڑھ کر بھی قربانی پیش کرتی رہیں۔ مسجد فنڈ اور دیگر جماعتی تحریکات میں جوش و خروش سے حصہ لیتی تھیں۔ جماعت کے عہدیداران کا بے حد احترام کرتیں اور ہر فرد کے ساتھ ہمدردی اور شفقت سے پیش آتیں۔ عیدین اور خوشی کے موقعوں پر بچوں کے لیے تحائف لایا کرتی تھیں۔ مرحومہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جماعتی کاموں میں سرگرم رہیں اور خدمتِ دین کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹے مکرم عبد الرحمٰن صاحب اور نو پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی پہلے ہی وفات پا چکے ہیں۔

خوبیاں تو عنقا ہیں عہد نو کے رہبر میں

خوبیاں تو عنقا ہیں عہدِ نَو کے رہبر میں
جہل کے جزیرے ہیں علم کے سمندر میں

جانتے نہیں بالکل زندگی کے مقصد کو
بے جہت مسافت ہے گھومتے ہیں چکر میں

با حجاب کھیتوں میں کاشت آبرو کیجے
ورنہ اب تباہی ہے نسلوں کے مقدر میں

بحر و بر کی ہر طاقت لے کے اپنے قبضے میں
وقت کے خداؤں نے کیا لکھا مقدر میں؟

مجھ کو کل نہیں پڑتی آگہی کی ضربوں سے
درد ہے زمانے کا میرے دیدۂ تر میں

اب یہ فرض ہے اپنا شمع ہاتھ میں لے کر
روشنی کو پھیلا دیں جیسے بھی ہو گھر گھر میں

امۃ الباری ناصر

دنیا بھر میں جلسہ ہائے سالانہ

جماعت احمدیہ لائبیریا کے بائیسویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۶ء کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لائبیریا کو اپنا بائیسواں جلسہ سالانہ ’’اسوۂ حسنہ رسول ﷺ‘‘ کے مرکزی موضوع پر مورخہ ۶ تا ۸؍ فروری ۲۰۲۶ء کو بمقام احمد آباد، Kpo River کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حاضری: امسال جلسہ سالانہ میں لائبیریا کی ۱۳؍ کاؤنٹیوں سے ۱۰۸۳؍ احباب و خواتین نے شمولیت کی توفیق پائی۔

لوکل زبان میں ترجمہ: لائبیریا میں بیس سے زیادہ مقامی زبانیں بولی جاتی ہیں جو مختلف قبائل اور علاقوں کی الگ الگ پہچان ہیں۔ البتہ Koloqua جو انگریزی زبان سے مطابقت رکھتی ہے پورے ملک میں سمجھی اور بولی جاتی ہے۔ اسی زبان میں مکرم Muhammad Gataweh صاحب معلم سلسلہ مارگیبی کاؤنٹی نے تمام تقاریر کے ترجمہ کی ذمہ داری نبھائی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

نمائش: امسال کی نمائش میں حضرت مسیح موعودؑ، خلفائے کرام نیز مقامات مقدسہ کی تصاویر، قرآن کریم کے مختلف تراجم، جماعتی کتب، جماعت احمدیہ لائبیریا کی تاریخی تصاویر اور ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل و لائبیریا کے مختلف منصوبوں کی تصاویر اور تفصیلات شامل تھیں۔ زائرین نے نمائش میں خاص طور پر دلچسپی کا اظہار کیا۔

میڈیکل کیمپ: مکرم ڈاکٹر فضل محمود بھنوں صاحب انچارج ٹب مین برگ کلینک کی زیر نگرانی میڈیکل کیمپ بھی لگایا گیا جو جلسہ کے تینوں ایام میں احباب کی خدمت میں مصروف رہا۔ ۸۶۳؍ مریضوں کا معائنہ کیا گیا جن میں سر درد، بخار، ڈائریا، گیسٹرائٹس اور بلڈ پریشر کے مریض شامل تھے۔ مرض کی تشخیص کے ساتھ ساتھ حفظان صحت کے اصولوں پر بھی ہدایات دی گئیں۔

(رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل ڈاٹ آرگ، 20 مئی 2026ء)

جماعت احمدیہ میکسیکو کا چھٹا جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء

☆… میکسیکو سٹی، کیری تارو، چیاپاس اور میریڈا کی جماعتوں نیز امریکہ سے تشریف لائے مہمانوں کے بشمول کُل ۱۲۲؍ احباب کی شمولیت ☆… ’’قرآن پاک‘‘ کے مرکزی موضوع پر منعقدہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ میکسیکو کو ۱۲ و ۱۳؍ ستمبر ۲۰۲۵ء کو اپنا چھٹا جلسہ سالانہ ’’قرآن پاک‘‘ کے مرکزی موضوع پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ میکسیکو سٹی میں مسجد بیت العافیت میں منعقد ہوا۔ نیز امریکہ سے بھی مہمانان گرامی نے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جماعت احمدیہ میکسیکو کو پہلی مرتبہ بیرون مسجد مارکی میں جلسہ کے انعقاد کی توفیق ملی۔ (رپورٹ: نعمان رانا صاحب۔ صدر جماعت احمدیہ میکسیکو (الفضل ڈاٹ آرگ 14 مئی 2026ء)

جماعت احمدیہ پرنسپ کا پانچواں جلسہ سالانہ ۲۰۲۶ء

☆...''اسلام جنگ نہیں، امن کا مذہب ہے'' کے موضوع پر منعقدہ تاریخی جلسہ سالانہ

☆...سخت موسم کے باوجود ۶۱/ احباب کی شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پرنسپ کو مورخہ ۱۲/اپریل ۲۰۲۶ء کو اپنا پانچواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جلسہ کا عنوان تھا: ''اسلام جنگ کا نہیں، امن کا مذہب ہے''۔

جلسہ سالانہ کے لیے تمام نومبائعین کو مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ کے دن صبح سے شدید بارش ہو رہی تھی جس کے باعث لوگوں کی آمد مشکل دکھائی دے رہی تھی، تاہم اس کے باوجود ۶۱/ افراد نے شرکت کی۔ بعض دور دراز مقامات سے تعلق رکھنے والے افراد شدید بارش اور خطرناک راستوں کے باعث شامل نہ ہو سکے۔

صبح ۱۰/ بجے تلاوت قرآن کریم اور نظم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جلسہ میں کل نو تقاریر پیش کی گئیں جن کے موضوعات یہ تھے: حضرت محمد ﷺ رحمۃ للعالمین، حضرت مسیح موعودؑ جنگوں کے خاتمہ کے لیے مبعوث ہوئے، خلافت احمدیہ امن کی ضمانت ہے، نماز سکون قلب کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کا چنیدہ بننے کے طریق، چغل خوری کی مذمت، مالی قربانی کی اہمیت، ایک مسلمان کا مثالی کردار اور جہاد کا حقیقی مفہوم۔

پہلی چار تقاریر کے بعد ۲۰/ منٹ کا وقفہ رکھا گیا جس میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ بعد ازاں تلاوت و نظم کے ساتھ دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ تقاریر سے قبل نومبائعین نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔ آخری اجلاس کے اختتام پر خاکسار (مبلغ سلسلہ) نے دعا کروائی جبکہ احباب جماعت نے ترانے پیش کیے۔ بعد ازاں نماز ظہر و عصر ادا کی گئی اور تمام شاملین کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

تمام نومبائعین جلسہ سالانہ میں شرکت کر کے نہایت خوش ہوئے اور اس روحانی ماحول سے بھرپور استفادہ کیا۔

ایک نومبائع مکرم یوزے صاحب نے اپنے تاثرات میں بیان کیا کہ انہوں نے جلسہ کی مکمل کارروائی سنی اور جماعت احمدیہ کی امن کے قیام کے لیے کوششیں نہایت متاثر کن ہیں۔ ان کے مطابق اگر ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے اور کم از کم احمدیوں کو اپنے اندر اس امن کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو اس جزیرے کے احمدیوں اور تمام باشندگان کے لیے بابرکت بنائے اور اسے سعید فطرت لوگوں کے لیے اسلام احمدیت کی طرف ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 14 مئی 2026ء) (رپورٹ: انصر عباس۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

جماعت احمدیہ لتھوانیا کا تیسرا جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ لتھوانیا کو مورخہ ۱۷و۱۸/ اکتوبر ۲۰۲۵ء کو اپنا تیسرا جلسہ سالانہ ''اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ'' کے مرکزی موضوع پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ لتھوانیا میں جماعت احمدیہ کی تاریخ پر مبنی ایک تصویری نمائش جلسہ گاہ میں آویزاں کی گئی تھی جس میں ۱۹۹۰ء / ۱۹۹۱ء میں لتھوانیا میں جماعت احمدیہ کے قیام سے اکتوبر ۲۰۲۵ء تک کے پروگرامز کو تصویری شکل میں پیش کیا گیا۔ دوسرے جلسہ سالانہ لتھوانیا ۲۰۲۴ء کی بھی نمائش تیار کی گئی۔ نیز متعین مبلغین اور دورہ جات کرنے والے مہمانوں کی تصاویر بھی نمائش کا حصہ تھیں۔ لتھوانیا میں تعلیم حاصل کرنے اور کاروبار کرنے کے مواقع کی آگاہی کے لیے بھی نمائش لگائی گئی۔

حاضری: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۸/ ممالک (لتھوانیا، لٹویا، اسٹونیا، ناروے، فن لینڈ، جرمنی، پولینڈ، بیلاروس) سے کُل ۵۰/ احمدی احباب شامل ہوئے جبکہ ۳۶/ غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے۔ اس طرح کُل حاضری ۸۶/ رہی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ (رپورٹ: احمد فراز۔ صدر جماعت احمدیہ لتھوانیا) (الفضل ڈاٹ آرگ، 6 مئی 2026ء)

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کا سینتیسواں جلسہ سالانہ ۲۰۲۶ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو اپنا ۳۷واں جلسہ سالانہ ''خلافت-عالم بدامنی کے درمیان امن کا سرچشمہ'' کے مرکزی موضوع پر مورخہ ۲۳و۲۴/ جنوری ۲۰۲۶ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ چونکہ جماعت کی تعداد اب پہلے سے کافی بڑھ چکی ہے اس لیے اوکلینڈ شہر میں ایک بڑے کنوینشن سنٹر کو کرائے پر لیا گیا۔ یہ سنٹر وسیع ہونے کے علاوہ موٹروے کے قریب ہونے کی وجہ سے جلسہ کے لیے ہر لحاظ سے بہت موزوں رہا۔

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے ملک بھر سے احباب جماعت قافلہ در قافلہ ایک دن قبل روانہ ہوئے اور رات گئے تک ان وفود کی مسجد بیت المقیت میں آمد ہوتی رہی جہاں پر احباب کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

دوسرے روز کا دوسرا اجلاس: یہ اجلاس جلسہ سالانہ کا خاص اجلاس ہوتا ہے جس میں حکومتی نمائندگان اور ملک کی سیاسی و دیگر شخصیات کو مدعو کیا جاتا ہے۔

نیشنل پارٹی کی رکن پارلیمنٹ آنریبل ریما نخلے (Rima -Nakhle) جو ماؤری کمیٹی کی ڈپٹی چیئرپرسن اور جسٹس کمیٹی کی بھی ممبر ہیں، نے کہا کہ مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی ہے۔ مجھے پاکستان میں آپ کی جماعت کے حالات کے متعلق جان کر بہت دکھ ہوا۔ ان کے بعد انگلیکن چرچ کے پادری مسٹر الفرڈ کمار صاحب نے کہا کہ میں آپ کی جماعت کو چند سالوں سے جانتا ہوں اور مجھے علم ہے کہ آپ لوگ امن پسند ہیں اور انسانی خدمت کرنے والی جماعت ہیں۔ آخر میں صدر صاحب نے جماعت کی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ ہم نے وائیکاتو جماعت کے لیے پانچ ایکڑ زمین مع ایک خوبصورت گھر خریدی ہے اور دو نئی بیعتیں ہوئی ہیں جن میں ایک ماؤری قوم سے ہیں۔ نیز آپ نے اس جلسہ کی حاضری ۹۲۴/ ہونے کا اعلان کیا۔ (رپورٹ: مبارک احمد خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل ڈاٹ آرگ، 11 اپریل 2026ء)

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے ایک سو ایک ویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۶ء کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو سمیٹتے ہوئے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کا ۱۰۱ واں جلسہ سالانہ ۱۶/ تا ۱۸/ جنوری ۲۰۲۶ء منعقد ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ڈھاکہ بخشی بازار دار التبلیغ میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ جبکہ ملک بھر کے دیگر ۱۷/ مقامات سے لائیو سٹریم کے ذریعہ جلسہ میں شمولیت کا انتظام کیا گیا تھا۔ سارے ملک کی تمام جماعتوں کو تقسیم کر کے ان ۱۷/ سنٹرز میں شامل ہونے کے لیے کہا گیا جبکہ ڈھاکہ اور گرد و نواح کی جماعتوں کو ڈھاکہ کی مرکزی جلسہ گاہ میں شرکت کے لیے بلایا گیا۔ ڈھاکہ دار التبلیغ کے جلسہ گاہ سے جلسہ کے تمام اجلاسات مواصلاتی رابطوں سے دیگر جلسہ گاہوں میں دکھانے اور سنانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ لائیو سٹریم کے ذریعہ دیگر جلسہ گاہوں سے بھی ویڈیو کا انتظام تھا۔ اس طرح سارے ملک کے احمدی احباب کو ایک دوسرے کو دیکھنے کا موقع ملا۔ حفاظتی پہلو کے پیش نظر جلسہ کو کسی بھی سوشل میڈیا یا دوسرے ذرائع سے دیکھنے کا انتظام نہیں تھا۔ صرف جلسہ گاہوں میں شامل ہونے والے احباب ہی جلسہ کے اجلاسات سے فیضیاب ہوئے۔ البتہ اختتامی اجلاس کو یوٹیوب پر براہ راست نشر کیا گیا جسے دنیا بھر سے ہزاروں افراد نے دیکھا۔ الحمد للہ۔

اختتامی اجلاس یوٹیوب پر براہ راست نشر کیا گیا تھا تاکہ ملک بھر کے احباب جماعت اور بیرون ملک مقیم احمدی احباب بھی جلسہ اور اختتامی دعا میں شامل ہو سکیں۔

ان تینوں دنوں میں ملک بھر کے جلسہ گاہوں میں کُل ۱۲/ بیعتیں ہوئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ بخشی بازار میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے قرآن مجید کے ۷۶/ زبانوں میں تراجم کی ایک نمائش کا بھی انتظام تھا۔ اس کے علاوہ بک سٹال اور پریس سٹال وغیرہ بھی قائم کیے گئے تھے۔

امسال جلسہ کی کل حاضری ۱۱/ ہزار ۵۸۵ رہی جو معلوم تاریخ کے مطابق جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کی سب سے بڑی حاضری ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

(رپورٹ: نوید الرحمٰن۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل ڈاٹ آرگ، 8 اپریل 2026ء)

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو شہر تانگرنگ میں مورخہ ۵ تا ۷/ دسمبر ۲۰۲۵ء کو اپنا جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

افتتاحی تقریب کے دوران آچے، شمالی سماٹرا اور مغربی سماٹرا میں حالیہ سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ کے باعث ہونے والے جانی و مالی نقصانات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ان قدرتی آفات میں ۸۳۶/ افراد جاں بحق، ۵۱۸/ لاپتہ، ۲/ ہزار ۷۰۰/ سے زائد زخمی جبکہ ۳.۷/ لاکھ افراد متاثر ہوئے تھے۔ امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کے افراد کو متاثرہ علاقوں کے لیے امدادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی تلقین کی اور بتایا کہ جماعت کے فلاحی ادارے ہیومینٹی فرسٹ کی جانب سے امدادی مراکز قائم کر دیے گئے ہیں۔ یکجہتی کے اظہار کے طور پر مغربی سماٹرا میں جلسہ سالانہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔

تقریب کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۱۰ء کے پیغام کا حوالہ بھی دیا گیا جس میں فرمایا تھا کہ ”محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں“ محض ایک نعرہ نہیں بلکہ عملی خدمت اور انسانیت سے محبت کا پیغام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ سالانہ میں ۲۰/ ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے۔ قومی سطح پر یہ جلسہ ۲۲/ مقامات پر منعقد کیا گیا جبکہ مغربی سماٹرا میں قدرتی آفات کے باعث ایک مقام پر جلسہ منسوخ کر دیا گیا۔

(رپورٹ: احسان قمر الزمان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل ڈاٹ آرگ۔ 2 اپریل 2026ء)

چلیں قرآن و سُنّت پر، بچیں ہر اک ندامت سے

چلیں قرآن و سُنّت پر، بچیں ہر اک ندامت سے
نہایت سہل ہو جینا، ہمیں اللہ کی رحمت سے
نہیں ڈالے خدا نے گردنوں میں طوق رسموں کے
بچیں دُکھ سے، اُٹھائیں فائدہ ہر ایک نعمت سے
اِسی میں برکتیں ساری، وہ ہے جس کام میں راضی
فقط اُس سے ڈرو پیارو! نہ دنیا کی ملامت سے
رہے ہر حال میں مدِّ نظر، حکمِ خداوندی
کہ دل کی ہر کلی گلزار ہوگی، اُس کی الفت سے
خدا کے سارے حکموں کو، جو دل سے ہم بجا لائیں
نوازے گا ہمیں پھر، دو جہاں میں اپنی نصرت سے
نہیں کچھ فائدہ بے کار رسموں اور رواجوں سے
عطا ہوگا ہمیں سب کچھ محمدؐ کی اطاعت سے
ہمیں یہ راز بتلایا ہے، اُس کے پیارے مہدیؑ نے
اگر سکھ چاہتے ہو تو، ملے گا اس کی برکت سے
کریں ہم نازؔ اِن کے واسطے آسان سب راہیں
رہیں نسلیں، ہماری چین سے آرام و راحت سے

طاہرہ زرتشت نازؔ

دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر

کانگو کنشاسا میں مسجد بیت الباسط اور مسجد بیت التواب کا مبارک افتتاح

مسجد بیت الباسط(Mbali)

Mbaliصوبہ Kwilu کا ایک گاؤں ہے۔ یہاں جماعت نے ایک چھوٹی مسجد تعمیر کی تھی لیکن شدید بارشوں کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی۔ اس وجہ سے یہاں ایک بڑی مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔ مکرم فرید احمد بھٹی صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد مورخہ ۱۸ ؍ جولائی ۲۰۲۵ء کو رکھا۔

مسجد بیت الباسط(Mbali)

یہاں تعمیراتی سامان پہنچانا بہت مشکل کام تھا۔ موٹر والی کشتی پر سامان پہنچانے کے لیے تقریباً دس گھنٹے سے زائد لگتے ہیں جس کے بعد مزید تین کلو میٹر بہت دشوار زمینی راستہ ہے۔ تعمیراتی سامان باندوندو شہر سے بھجوایا گیا جس کے بعد پورٹ سے مقامی احمدی احباب نے تین کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے مسجد کی تعمیر کی جگہ پر پہنچایا۔ سامان کی رسد یہاں کافی مشکل تھی جس کی وجہ سے اس مسجد کی تعمیر کا کل دورانیہ تقریباً چار ماہ رہا۔

افتتاح مسجد: جماعتی وفد پہلے دریا اور پھر موٹر سائیکلز کے ذریعہ مورخہ ۳۰ ؍ جنوری ۲۰۲۶ء کو Mbali پہنچا۔ مقامی افراد جماعت کے علاوہ قریب کی جماعتوں سے آنے والے ۲۵۰ ؍ سے زائد احمدی احباب، مقامی چیف اور مقامی آبادی کے افراد موجود تھے۔ سکول کے بچوں نے جن کی تعداد ۱۵۰ ؍ کے قریب تھی، مقامی زبان میں نغمے پڑھے اور خوش آمدید کہا۔ اس مسجد کا کُل مسقف حصہ ۷۵ ؍ مربع میٹر ہے۔ دو بڑے چیفس نے اس مسجد کی تعمیر پر مبارک باد دی۔ بعد ازاں فیتہ کاٹ کر اس مسجد کا افتتاح کیا گیا اور دعا کروائی گئی۔

مسجد بیت التواب(Bunzili)

بونزیلی باندوندو ریجن کا ایک بڑا گاؤں ہے جو دریائے کوویلو کے کنارے پر باندوندو سے تقریباً ۱۳۰ر کلو میٹر کے دریائی فاصلے پر واقع ہے۔ بونزیلی کی جماعت کا شمار باندوندو ریجن کی ابتدائی جماعتوں میں ہوتا ہے۔ یہاں بھی ٹین کی چھت کی کچی مسجد تعمیر کی گئی تھی جو بارش کی وجہ سے منہدم ہوگئی۔

مکرم فرید احمد بھٹی صاحب نے ۲۱ر دسمبر ۲۰۲۵ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ تعمیراتی سامان جماعتی موٹر بوٹ کے ذریعے پہنچایا جاتا رہا۔ مقامی احمدیوں نے ریت، پتھر اور بجری وقار عمل کے ذریعہ خود مہیا کی۔ ان کی انتھک محنت کی وجہ سے یہ مسجد انتہائی کم بجٹ میں صرف ۴۰ر دنوں میں مکمل ہوئی۔

مسجد بیت التواب(Bunzili)

افتتاح مسجد: مورخہ یکم فروری ۲۰۲۶ء کو جماعتی وفد موٹر بوٹ کے ذریعہ تقریباً ۱۲ر بجے Bonzili پہنچا۔ مقامی افراد جماعت کے علاوہ قریب کی جماعتوں کے ۲۰۰ر سے زائد احمدی احباب، مقامی چیف اور مقامی آبادی کے افراد موجود تھے۔

اس مسجد کا کُل مسقف حصہ ۷۲ر مربع میٹر ہے۔ اس تقریب میں شاملین کی تعداد ۴۴۵ر رہی۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ ان مساجد کو دین اسلام اور احمدیت کے پیغام کے فروغ کا مرکز بنائے اور مقامی جماعتوں کو مزید ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

رپورٹ: شاھد محمود خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 22 مئی 2026ء)

لائبیریا کی نمبا کاؤنٹی میں دو نئی مساجد بیت المؤمن اور بیت الہادی کا بابرکت افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لائبیریا کو نمبا(Nimba) کاؤنٹی میں دو نئی مساجد بیت الہادی اور بیت المؤمن کی تعمیر کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

مسجد بیت الہادی

اول الذکر مسجد بیت الہادی، یاؤ ٹیا پلے (Yao Tiaplay) میں واقع ہے جس کا کاؤنٹی کے صدر مقام گانٹا (Ganta) سے فاصلہ قریباً ۷۵/کلومیٹر ہے۔
جون ۲۰۱۹ء میں اس جگہ جماعت کا پیغام پہنچا۔ یہاں ممبران جماعت کی تعداد ۳۴/افراد پر مشتمل ہے۔
اس مسجد کا سنگ بنیاد ۶/اپریل ۲۰۲۵ء کو رکھا گیا تھا جبکہ تین ماہ کے مختصر عرصے میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔
مؤخر الذکر مسجد بیت المؤمن، یوں بوٹو او (Nyor Butuo) میں تعمیر کی گئی ہے جو کاؤنٹی کے صدر مقام سے قریباً ۹۰/کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔
اس جگہ جماعت کا نفوذ جون ۲۰۲۵ء میں ہوا۔ اس وقت یہاں ۳۲/افراد جماعت کے ساتھ منسلک ہیں۔
اس مسجد کا سنگ بنیاد ۵/دسمبر ۲۰۲۵ء کو رکھا گیا اور صرف دو ماہ کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

مسجد بیت المؤ من

ان دونوں جگہوں پر جماعت کا پیغام مکرم محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ کاؤنٹی ہذا کے ذریعہ پہنچا اور انہی کی زیر نگرانی ان مساجد کی تعمیر کا عمل مکمل ہوا۔ دونوں مساجد کا مسقف حصہ ۷۵۰ مربع فٹ پر مشتمل ہے جس میں بیک وقت ۱۳۰ افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ یہ مساجد نہ صرف مقامی احمدیوں بلکہ گرد و نواح کے رہائشیوں کے لیے بھی نماز جمعہ کی ادائیگی کا مرکز ہوں گی۔

مورخہ ۱۳ فروری ۲۰۲۶ء بروز جمعۃ المبارک مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر و مبلغ انچارج لائبیریا کی زیر صدارت ان مساجد کے افتتاح کی باقاعدہ الگ الگ تقریبات منعقد کی گئیں۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مقامی معزز احباب کو اپنے تاثرات بیان کرنے کا وقت دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے تعارف کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں مساجد کے حقیقی حسن، عبادات کی روح اور اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین کو نمازوں کی پابندی اور مساجد کو آباد رکھنے کی تلقین کی۔ دعا کے بعد فیتہ کاٹ کر مساجد کا رسمی افتتاح بھی کیا گیا۔

ہر دو تقریبات افتتاح میں مجموعی طور پر ۱۵۰ افراد نے شرکت کی جن میں جماعتی وفد کے علاوہ مقامی معززین بشمول ٹاؤن چیف، یوتھ چیئرمین، ویمن چیئرپرسن، دیگر گاؤں کے راہنماؤں اور ایک مقامی پادری بھی شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ ان مساجد کو مہبط الانوار بنائے اور ہمیشہ ذکر الٰہی سے معمور رکھے۔ آمین

(رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)(الفضل ڈاٹ آرگ، 22 مئی 2026ء)

ارفورٹ، جرمنی میں مسجد محمود کا بابرکت افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو صوبہ تھیورنگن کے دارالحکومت ارفورٹ (Erfurt) میں، جو گرجاگھروں کی کثرت کی وجہ سے عیسائیت کا گڑھ سمجھا جاتا ہے، ’سو مساجد سکیم‘ کے تحت مسجد محمود تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کا افتتاح ۱۳ر فروری ۲۰۲۶ء مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے کیا۔

ابتدائی پس منظر و جدوجہد: جرمنی کے متحد ہونے کے بعد ارفورٹ شہر مشرقی حصہ جرمنی کا وہ پہلا شہر ہے جہاں مسیح پاک کے ایک خلیفہ نے نہ صرف قدم رکھے بلکہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۹۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغی اجلاس سے خطاب بھی فرمایا۔ اس وقت تک اس شہر میں جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ حضور انور کے خطاب کے بعد احمدی احباب کی توجہ اس شہر کی طرف ہوئی اور ملک ابراہیم صاحب معہ افراد خاندان ارفورٹ شہر میں آباد ہوئے جس کے بعد یہاں جماعت کا آغاز ہوا۔

مسجد کے لیے زمین کی تلاش کا کام ۲۰۰۹ء میں شروع ہوا مگر مقامی مخالفت، دائیں بازو کے رجحانات اور انتظامی رکاوٹوں کے باعث متعدد کوششیں ناکام ہوئیں۔ ۲۰۱۵ء تا ۲۰۱۶ء کے حالات میں، جب جرمنی میں پناہ گزینوں کی جتھوں کی صورت میں آمد ہوئی، احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن اور ہومینیٹی فرسٹ نے اس علاقہ کے متعدد شہروں میں ایک سال تک میڈیکل کیمپس لگا کر انتظامیہ کی مدد کی۔ خدمت خلق کی اس کاوش نے انتظامیہ پر بہت مثبت اثر ڈالا جس کے نتیجہ میں ۲۰۱۶ء میں پلاٹ فائنل ہوا اور اپیلوں کے باوجود بالآخر منظوری مل گئی۔ بعد ازاں ۳۰ر مارچ ۲۰۱۷ء کو ۶۰۵۰ر مربع میٹر کا پلاٹ ایک لاکھ ۶۵ر ہزار یورو کے عوض خرید لیا گیا اور مسجد کا نقشہ، جو Architecture Musawwa کا تیار کردہ تھا، جمع کروایا گیا۔: نومبر ۲۰۱۸ء سے ۲۰۲۶ء تک جاری تعمیر کے دوران شدید مخالفت کا سامنا رہا۔ تاہم عوامی مکالمہ، صبر اور مستقل مزاجی کے نتیجہ میں مجموعی فضا میں بہتری آئی۔ اس دوران مختلف کارکنان اور رضاکاران نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ مسجد کی تعمیر پر تقریباً ۱۴ر لاکھ یورو خرچ آیا۔ پلاٹ کا کل رقبہ جو چھ ہزار پچاس مربع میٹر ہے، اس میں سے ۵۰۱ مربع میٹر پر مسجد، دفاتر، رہائش و دیگر ضروری تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کا ایریا تقریباً ۱۶۰ مربع میٹر ہے جس میں ۱۲۰ نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

عوامی دورہ (اوپن ڈے): اگلے روز یعنی ۱۵ر فروری بروز اتوار عام پبلک کو مسجد دکھانے اور اسلام سے متعارف کروانے کے لیے مخصوص تھا۔ اس روز نیشنل شعبہ تبلیغ نے مسجد کے احاطہ میں تبلیغی نمائش کا اہتمام کیا تھا۔ شعبہ اشاعت نے کتابوں پر مشتمل بک سٹال لگایا تھا جہاں سے مہمانوں نے اسلامی کتب خریدیں۔ صبح نو بجے سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی جو مغرب تک جاری رہی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق سات سو سے زائد مہمانوں نے اس روز مسجد کا مشاہدہ کیا جن کی رہنمائی کے لیے مربیان سلسلہ اور فارغ التحصیل طلبہ جامعہ جرمنی شامل تھے۔ مہمان خواتین کی ضیافت اور رہنمائی کے لیے لجنہ اماء اللہ مقامی نے خدمت سرانجام دی۔ مہمانوں نے باجماعت نمازوں کی ادائیگی کا بھی مشاہدہ کیا۔ اسی طرح پچاس پچاس افراد کے گروپس بنا کر ان کے ساتھ مجالس سوال و جواب بھی منعقد کی گئیں۔ تمام مہمانوں کے لیے ضیافت کا اہتمام بھی کیا گیا۔ (عرفان احمد خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل جرمنی) الفضل ڈاٹ آرگ، 14 اپریل 2026ء

لائبیریا میں مسجد بیت السلام اور مسجد بیت الباسط کے بابرکت افتتاح

مسجد بیت السلام کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لائبیریا کو بومی (Bomi) کاؤنٹی کی ایک جماعت سیہ ٹاؤن (Seah Town) میں مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک یہ جماعت کاؤنٹی کے صدر مقام ٹب مین برگ (Tubmanburg) سے قریباً ۲۳؍ کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ اس جگہ احمدیت کا پیغام ۲۰۰۶ء میں مکرم جاوید اقبال لنگاہ صاحب سابق مبلغ سلسلہ لائبیریا کے ذریعہ پہنچا اور اس وقت یہاں ممبران جماعت کی تعداد ۸۰؍ نفوس پر مشتمل ہے۔

اولاً یہاں ایک کچی مسجد تعمیر کی گئی تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ احباب جماعت کی تعداد میں اضافے اور بہتر جگہ کی ضرورت کے پیش نظر یہاں ایک پختہ مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ ۹؍ نومبر ۲۰۲۵ء کو مکرم آصف احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور انہی کی زیر نگرانی تین ماہ میں یہ مسجد پایۂ تکمیل تک پہنچی۔

مسجد بیت السلام کا افتتاح

اس مسجد کو بیت السلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مسجد کا مجموعی مسقف حصہ ۶۰۰؍ مربع فٹ پر مشتمل ہے جس میں بیک وقت ۱۰۰؍ نمازیوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

۴؍ فروری ۲۰۲۶ء کو مسجد بیت السلام کا بابرکت افتتاح مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر و مبلغ انچارج صاحب لائبیریا نے کیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم امیر صاحب نے احباب جماعت کو مسجد کے اصل حسن یعنی اس کی آبادکاری اور نوجوان نسل کو مسجد سے جوڑنے، قرآن کریم سیکھنے، تربیتی کلاسز اور دیگر جماعتی پروگراموں کے لیے مسجد کا رخ کرنے کی طرف خاص توجہ دلائی۔ دعا کے معاً بعد مکرم امیر صاحب نے فیتہ کاٹ کر مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ بعد ازاں نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ اس موقع پر تمام شاملین کی ظہرانہ سے تواضع کی گئی۔

اس بابرکت تقریب میں ۱۵۰؍ کے قریب مقامی افراد نے شرکت کی جن میں علاقہ کے معزز چیفس اور مختلف مساجد کے ائمہ کرام بھی شامل تھے۔ تمام معزز مہمانوں نے جماعت احمدیہ کی اِن مخلصانہ کوششوں کو سراہا اور نئی مسجد کی تعمیر پر دلی خوشنودی کا اظہار کیا۔

مسجد بیت الباسط کا افتتاح

گرینڈ جیڈے (Gedeh Grand) کاؤنٹی لائبیریا کے جنوب مشرق میں واقع ہے جس کے صدر مقام کا نام زویدرو (Zwedru) ہے جو دارالحکومت منروویا (Monrovia) سے قریباً ۵۷۴ر کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ ۲۰۰۲ء میں پہلی دفعہ یہاں جماعت احمدیہ کا پیغام جاوید اقبال لنگاہ صاحب سابق مبلغ سلسلہ لائبیریا کے ذریعہ پہنچا۔ ۲۰۰۳ء میں ملکی خانہ جنگی کی دوسری لہر نے اس علاقہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ نتیجۃً جاوید اقبال صاحب کو یہ علاقہ چھوڑنا پڑا جس کے باعث ایک طویل عرصہ تک یہاں پر دوبارہ مشن کا قیام ممکن نہ رہا۔ بالآخر بیس سال بعد ۲۶ر نومبر ۲۰۲۲ء کو ابراہیم سیسے صاحب معلم سلسلہ زویدرو (Zwedru) پہنچے اور آپ کی تقرری کے ساتھ یہاں مشن کا از سرِ نو آغاز ہوا۔ اس وقت یہاں احباب جماعت کی تعداد ۵۲ر افراد پر مشتمل ہے۔

۲۰ر فروری ۲۰۲۵ء کو محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ نمبا (Nimba) کاؤنٹی نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور ابراہیم سیسے صاحب کی زیر نگرانی مکمل ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اسے 'مسجد بیت الباسط' کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ مسجد کا مسقف حصہ ۱۰۵۰ر مربع فٹ ہے جس میں ۱۴۰ر افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ یہ مسجد جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کاؤنٹی میں تعمیر کردہ پہلی مسجد ہے۔

۲۵ر جنوری ۲۰۲۶ء کو مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت اس مسجد کی بابرکت افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔

(رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)(الفضل ڈاٹ آرگ، 10 اپریل 2026ء)

مالی کے ریجن سکاسو میں جدید سہولیات سے آراستہ ’احمدیہ کمپلیکس‘ اور ’مسجد ناصر‘ کا افتتاح

مکرم احمد بلال مغل صاحب مبلغ سلسلہ سکاسو ریجن، مالی تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مالی کو ریجن سکاسو میں ایک خوبصورت اور جدید احمدیہ کمپلیکس کی تعمیر اور افتتاح کی عظیم سعادت حاصل ہوئی۔ اس بابرکت منصوبے کا آغاز مورخہ ۱۸؍ فروری ۲۰۲۳ء کو مکرم ظفر احمد بٹ صاحب امیر جماعت احمدیہ مالی کے سنگ بنیاد رکھے جانے کے ساتھ ہوا۔ مورخہ ۸؍ فروری ۲۰۲۶ء کو ریجنل جلسہ سالانہ سکاسو کے بابرکت موقع پر مکرم امیر صاحب نے احمدیہ کمپلیکس کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اس موقع پر مجموعی طور پر ۵۱۲؍ سے زائد افراد موجود تھے۔ کمپلیکس کا مرکزی حصہ: احمدیہ کمپلیکس کا مرکزی اور نمایاں ترین حصہ مسجد ناصر ہے جو شہر کی ایک بلند اور ممتاز جگہ پر تعمیر کی گئی ہے۔ اپنے دو بلند و بالا میناروں کے باعث یہ مسجد دُور دراز کے علاقوں سے بھی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے اور روحانیت و وقار کی علامت ہے۔

مسجد کا کُل مسقف حصہ ۳۴۵؍ مربع میٹر پر مشتمل ہے۔ اس میں بیک وقت ۵۰۰؍ سے زائد افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ مسجد کے دو مینارے تقریباً ۱۸؍ میٹر بلند ہیں جو اس کی شان و شوکت میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ مسجد کے اندرونی حصے میں اعلیٰ معیار کے قالین بچھا کر نمازیوں کے لیے نرم اور آرام دہ صفوں کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ نمازیوں کی سہولت کے لیے مسجد میں جدید ساؤنڈ سسٹم نصب کیا گیا ہے جبکہ ایم ٹی اے کی براہ راست نشریات کے لیے جدید ٹی وی سسٹم کا بھی اہتمام موجود ہے۔ مسجد سے متصل ایک وسیع وضو خانہ اور ۷؍ جدید ٹوائلٹس تعمیر کیے گئے ہیں جن میں حضرات اور خواتین کے لیے علیحدہ علیحدہ انتظامات کیے گئے ہیں۔

تبلیغی و انتظامی بلاک – ریڈیو احمدیہ، دفاتر اور لائبریری کی عمارت: مسجد سے متصل ایک جدید عمارت میں ریڈیو احمدیہ، مشن ہاؤس، انتظامی دفاتر اور لائبریری قائم کی گئی ہے۔ کمپلیکس کا ایک اہم حصہ ریڈیو احمدیہ ہے۔ یہ ریڈیو ۱۵۰؍ کلومیٹر کے دائرے میں نشریات کرتا ہے۔ مربی ہاؤس اور معلم ہاؤس جدید طرز تعمیر کے حامل ہیں۔ ایک گیسٹ ہاؤس تعمیر کیا گیا ہے جو مہمانوں، مبلغین کرام اور مختلف وفود کے قیام کے لیے نہایت موزوں ہے۔ خدمت پر مامور مددگار کارکنان کے لیے الگ سے دو کمرے تعمیر کیے گئے ہیں تاکہ انہیں مناسب رہائشی سہولت میسر ہو۔ سامان کی محفوظ ذخیرہ اندازی کے لیے دو سٹورز بھی تعمیر کیے گئے ہیں۔

بجلی اور پانی کی فراہمی کے لیے جدید سولر انرجی سسٹم: پورا احمدیہ کمپلیکس جدید سولر انرجی سسٹم کے ذریعے مکمل طور پر خود کفیل ہے جو یومیہ ۶۰؍ کلوواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ افریقہ بالخصوص مالی میں بجلی کی شدید قلت اور بار بار لوڈشیڈنگ کے باعث اس سولر نظام کے ذریعہ کمپلیکس میں چوبیس گھنٹے بلا تعطل بجلی کی فراہمی ممکن بنائی گئی ہے۔ آب رسانی کا نظام بھی جدید سولر انرجی پر مبنی ہے۔ پانی کی فراہمی کے لیے کمپلیکس کے اندر اپنا بور اور سولر پاور سے چلنے والا واٹر پمپ نصب کیا گیا ہے جس کے ساتھ ایک وسیع ٹینک تعمیر کیا گیا ہے جو چوبیس گھنٹے مسلسل پانی کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ (رپورٹ: واصف شہزاد۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل ڈاٹ آرگ، 6 اپریل 2026ء)

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جنوری			
یکم جنوری۔جمعرات	نئے سال کا پہلا دن		وفاقی تعطیل
3-4 جنوری،ہفتہ تا اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں، ریویو 2025ء، منصوبہ جات 2026ء	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3 جنوری،ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
4 جنوری،اتوار	یومِ تحریکِ جدید	لوکل	جماعت
5-11 جنوری،پیر تا اتوار	ہفتہ تحریک جدید۔وعدہ جات	لوکل	جماعت
10 جنوری،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
18 جنوری،اتوار	جلسہ سیرۃ النبی ﷺ	ریجنل	جماعت
19 جنوری،پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ڈے،لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
23-25 جنوری،جمعہ تا اتوار	انصار لیڈرشپ کانفرنس	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
21-30 جنوری،بدھ تا جمعہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
فروری			
31 جنوری تا یکم فروری،ہفتہ تا اتوار	لوکل،معاون تنظیمیں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10 فروری،اتوار تا منگل	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
7 فروری،ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
7 فروری،ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7 فروری،ہفتہ	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماءاللہ	ورچوئل
14 فروری،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
14-15 فروری،ہفتہ تا اتوار	مصلح موعود والی بال ٹورنامنٹ،امریکہ	مجلس صحت	ساؤتھ ورجینیا،ورجینیا
15 فروری،اتوار	شہد کی مکھیاں پالنا اور گھر میں باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
16 فروری،پیر	پریذیڈنٹس ڈے،لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
19 فروری تا 19 مارچ، جمعرات تا جمعرات	ماہِ رمضان	لوکل	جماعت
21 فروری،ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبیبار	شعبہ تعلیم	ویبینار
22 فروری،اتوار	یومِ مصلح موعود	لوکل	جماعت
28 فروری،ہفتہ	افطار برائے مہمانان،اوپن ہاؤس	شعبہ امور خارجیہ	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
مارچ			
28فروری تا یکم مارچ، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
20مارچ، جمعۃ المبارک	عید الفطر	لوکل	جماعت
21-30مارچ، ہفتہ تا پیر	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
22مارچ، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
27-29مارچ، جمعہ تا اتوار	ACE 2026	شعبہ صنعت وتجارت	ڈیلس، ٹیکساس
28مارچ، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
29مارچ، اتوار	یومِ مسیح موعود	لوکل	جماعت
اپریل			
یکم تا 10/ اپریل، بدھ تا جمعہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-5/ اپریل، جمعہ تا اتوار	لوکل اجتماع (اطفال الاحمدیہ وخدام الاحمدیہ)	مجلس خدام الاحمدیہ	جماعت
4-5/ اپریل، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
4/ اپریل، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	تربیت	ویبینار
5/ اپریل، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
10-12/ اپریل، جمعہ تا اتوار	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماءاللہ	کولمبس، اوہائیو
18/ اپریل، ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبیبار	شعبہ تعلیم	ویبینار
18-19/ اپریل، ہفتہ تا اتوار	ریجنل اجتماعات، انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	ریجنل
19/ اپریل، اتوار	گھر میں آرگینک باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
24-26/ اپریل، جمعہ تا اتوار	مجلسِ شوریٰ، جماعت امریکہ	دفتر جنرل سیکرٹری	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
مئی			
یکم تا 3 مئی، جمعہ تا اتوار	مسرور انٹرنیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ (MIST)	مجلس خدام الاحمدیہ	
2-3 مئی، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
2 مئی، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
2-3 مئی، ہفتہ تا اتوار	ریجنل اجتماعات، انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	ریجنل
3-4 مئی، اتوار تا پیر	نیشنل سیمینار، ڈے آن دی ہِل (Day on the Hill)	شعبہ امورِ خارجیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
9 مئی، ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس، 7 EST بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
9-10 مئی، ہفتہ تا اتوار	نیشنل وقفِ نَو کیریئر ایکسپو، جماعت امریکہ	شعبہ وقفِ نَو	آن لائن/ ساؤتھ ورجینیا، نارتھ ورجینیا
9-10 مئی، ہفتہ تا اتوار	لوکل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	جماعت
16 مئی، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	آسٹن، ٹیکساس
16-17 مئی، ہفتہ تا اتوار	دوسرا خدام ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مجالس

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
30-21 مئی، جمعرات تاہفتہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
24-22 مئی، جمعہ تااتوار	مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ، امریکہ	مجلسِ صحت	ایلبنی، نیویارک
24 مئی، اتوار	یومِ خلافت	لوکل	جماعت
25 مئی، پیر	میموریل ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
27 مئی، بدھ	عید الاضحیٰ	لوکل	جماعت
30 مئی، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
جون			
یکم تا 10 جون، پیر تابدھ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
7-5 جون، جمعہ تااتوار	13واں سالانہ قرآن پاک سائنس سمپوزیم / MSLM26	نیشنل	Bethesda Marriott, MD
6 جون، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7-6 جون، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
7-6 جون، ہفتہ تااتوار	نیشنل ایجوکیشنل ایکسی لینس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
13 جون، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
19-15 جون، پیر تاجمعہ	نیشنل یوتھ کیمپ	شعبہ تعلیم	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
24-20 جون، ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمر کیمپ (برائے طلباء)	شعبہ وقفِ نَو	لاس اینجلس، کیلیفورنیا
24-20 جون، ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمر کیمپ (برائے طالبات)	شعبہ وقفِ نَو	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21 جون، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
28-27 جون، ہفتہ تااتوار	روحانی فٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
27 جون، ہفتہ	نیشنل تعلیم، ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
28 جون، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
جولائی			
4 جولائی، ہفتہ	یومِ آزادی		وفاقی تعطیل
5-3 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یو ایس اے	نیشنل	رچمنڈ، ورجینیا
12-10 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ کینیڈا		
12-11 جولائی، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
19-13 جولائی، پیر تااتوار	نیشنل حفظ القرآن کیمپ	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	ورچوئل
30-21 جولائی، منگل تاجمعرات	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
26-24 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یو کے		
اِگست			
یکم تا 2 / اگست، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10 / اگست، ہفتہ تااتوار	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت

تاریخ۔ دن	تفصیل	لوکل۔ ریجنل۔ نیشنل	مقام
یکم اگست، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
15/ اگست، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
15/ اگست، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
15-16/ اگست، ہفتہ تا اتوار	روحانی فِٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
21-23/ اگست، جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ، خدام الاحمدیہ	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
29/ اگست، ہفتہ	نیشنل تعلیم، ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
ستمبر			
5-6 ستمبر، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
5 ستمبر، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
6 ستمبر، اتوار	یومِ تحریکِ جدید	لوکل	جماعت
7-13 ستمبر، پیر تا اتوار	ہفتہ تحریکِ جدید، چندہ وصولی		
7 ستمبر، پیر	لیبر ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
12 ستمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ملواکی، وسکانسن
12 ستمبر، ہفتہ	تحریکِ جدید نیشنل ویبینار	نیشنل	ویبینار
13 ستمبر، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
18-20 ستمبر، جمعہ تا اتوار	لجنہ مجلسِ شوریٰ	لجنہ اماءاللہ	کوئینز، نیویارک
20 ستمبر، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیرا ڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
25-27 ستمبر، جمعہ تا اتوار	نیشنل اجتماع، مجلس انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21-30 ستمبر، پیر تا بدھ	عشرہ وصیت	شعبہ وصیت	جماعت
اکتوبر			
یکم تا 10/ اکتوبر، جمعرات تا ہفتہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-4/ اکتوبر ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3/ اکتوبر ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
3/ اکتوبر ہفتہ	وقفِ نَو ریجنل اجتماعات، 16 ریجنز	شعبہ وقفِ نَو	ریجنل
9-11/ اکتوبر جمعہ تا اتوار	نیشنل اجتماع، مجلس خدام الاحمدیہ۔ خدام و اطفال	مجلس خدام الاحمدیہ	باغِ احمد، نیو جرسی
9-11/ اکتوبر جمعہ تا اتوار	چوتھا لجنہ اماءاللہ نیشنل اجتماع	لجنہ اماءاللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
10/ اکتوبر ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
17/ اکتوبر ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس، 7 EST بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
24/ اکتوبر ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
24-25/ اکتوبر ہفتہ تا اتوار	انصار مجلسِ شوریٰ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
24-5/ اکتوبر ہفتہ تا اتوار	نیشنل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی	ورچوئل
31/ اکتوبر تا یکم نومبر، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
نومبر			
6نومبر،جمعہ	مجلس انصاراللہ واک اے تھان HQ/VA and SW Regions))((Walk-a-Thon	مجلس انصاراللہ	ریجنل
7نومبر،ہفتہ	Qur'an Talks،EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7نومبر،ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
8نومبر،اتوار	نیشنل قرآن کانفرنس برائے بچگان	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	ورچوئل
15-13/نومبر،جمعہ تااتوار	فضل عمر قائدین کانفرنس/اطفال ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
14نومبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
30-21نومبر،ہفتہ تاپیر	وصیت عشرہ	شعبہ وصایا	جماعت
29-26نومبر جمعرات تااتوار	تھینکس گونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
دسمبر			
یکم تا 10 دسمبر،منگل تاجمعرات	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
6-5دسمبر،ہفتہ تااتوار	پہلا خدام ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مجلس
6-5دسمبر،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
5دسمبر،ہفتہ	Qur'an Talks،EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
12دسمبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
13دسمبر،اتوار	نیشنل ایجوکیشنل ایکسی لینس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
13دسمبر،اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس(Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
13دسمبر،اتوار	نیشنل اے ای اے (AEA)ویبینار	AEA	ویبینار
19دسمبر،ہفتہ	نیشنل تعلیم ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
20دسمبر،اتوار	اپنی تاریخ جانیے،EST 7:30 بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
25دسمبر،جمعۃ المبارک	کرسمس ڈے		وفاقی تعطیل
27-25دسمبر جمعہ تااتوار	ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ (ممکنہ تاریخ)	نیشنل جماعت	چینو،کیلیفورنیا

AMC USA History Test 2026

Go to
history.ansarusa.org
Or Scan the QR Code to the right.
Login with your AMC ID and Chapter

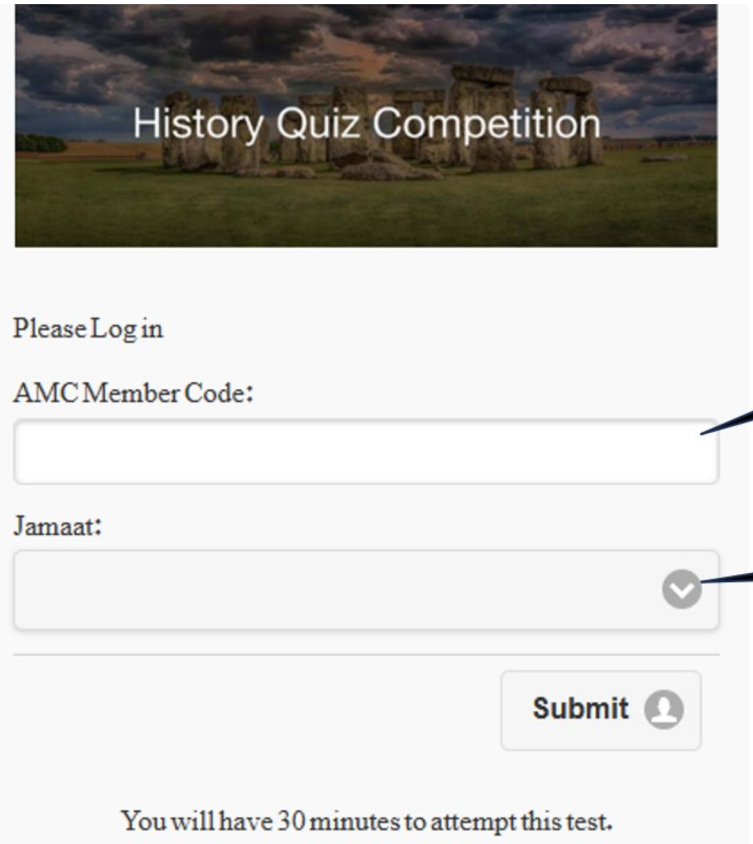

Enter you AMC ID Number.

Select your chapter/Jamaat from the pull-down menu

Click on “**Start**”. You will have 30 minutes to attempt as many questions as possible.

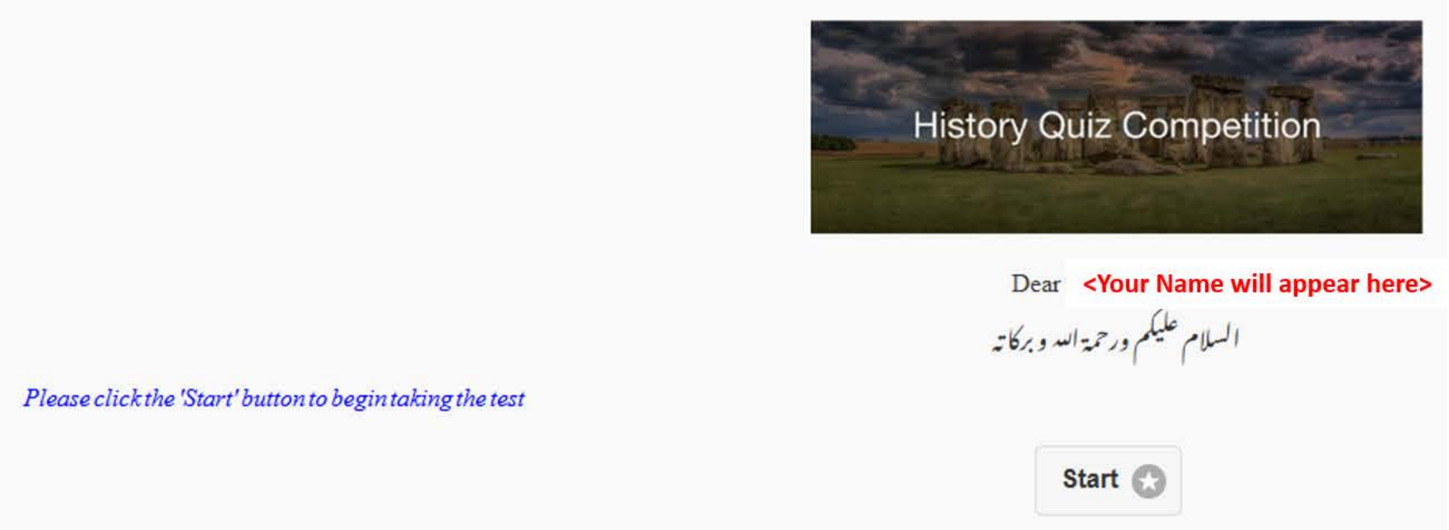

You can answer the question and then click “**Submit**”. Or you can click “**Skip**” and move on to the next question. Questions will NOT be repeated.
Click continue after answering a question until 30 minutes are up.

mational.publications@ahmadiyya.us

مقابلۂ مضمون نویسی 2026

اصول:

مضمون یا تو انگریزی میں ہو سکتا ہے یا اردو میں۔

کسی موضوع کے احاطے کی گنجائش اور حد شرکاء کی عمر پر منحصر ہے۔

مضمون کا متن ورڈ یا اس کے مساوی ایپلی کیشن میں ٹائپ کیا جانا چاہیے۔ مضمون اصل ٹیکسٹ فائل میں فراہم کیا جانا چاہئے نہ کہ پی ڈی ایف میں۔

تصاویر اور گرافکس کو گرافک فائلوں کے طور پر منسلک کیا جانا چاہئے اور ٹیکسٹ فائل میں نہیں ڈالا جانا چاہئے۔

ایک ہزار سے زیادہ الفاظ پر مشتمل مضمون میں ذیلی عنوانات کا ہونا ضروری ہے۔

مضمون کے آخر میں حوالہ جات کا صحیح طور پر اندراج ہونا چاہیے۔ اگر چھپا ہوا حوالہ دستیاب ہو تو ویب سائٹ کا حوالہ قابل قبول نہیں۔

انٹرنیٹ کے حوالے دینے کی عام طور پر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ کتابوں کے حوالہ جات میں درج ذیل چیزیں شامل ہونی چاہئیں:

1. مصنف یا مدیر
2. عنوان (ترچھی تحریر میں)
3. ایڈیشن
4. ناشر کا نام
5. اشاعت کا سال اور مقامِ اشاعت

اقتباس کے ترجمہ میں ترجمہ کے ماخذ کی فہرست ہونی چاہیے۔ اگر ترجمہ مصنف کا ہے، تو اس میں ذکر کرنا چاہیے کہ ترجمہ مصنف کا ہے۔

مضمون publications@ahmadiyya.us پر ای میل کے ذریعے آن لائن جمع کرانا ضروری ہے۔ براہ کرم رابطہ کرنے کے لیے اپنا فون نمبر، اپنی جماعت اور اپنی ذیلی تنظیم کا نام لکھیں۔

مضامین مقررہ بھجوانے کی تاریخوں کے مطابق ارسال فرمائیں۔

صرف ایک موضوع کا انتخاب کافی ہے۔

مضامین کا جائزہ موضوع سے مطابقت، مکمل (موضوع سے متعلق مختلف پہلوؤں کا جامع احاطہ کیا گیا ہے)، اسلوب (گرامر، بہاؤ، پڑھنے کی اہلیت، مواد کی ترتیب) اور علمیت (اصل تاریخی اور عصری حوالہ جات) کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

انعامات:

مضامین کا مقابلہ ذیلی تنظیموں کے درمیان کیا جائے گا۔ ہر گروپ میں پہلی تین پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات سے نوازا جائے گا۔ اشاعت کے لیے منتخب مضامین پر غور کیا جائے گا۔

موضوعات:

موضوع کا احاطہ: اسلام کی تجدید (15 دسمبر 2026 تک جمع کروائیں)

خدا کا تصور	اسلام کے ذریعے نجات	یسوع کی موت - عالمی گواہی
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ	عیسیٰ علیہ السلام کی وفات - قرآن پاک کی رو سے	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی
قرآن پاک کی خوبصورتی اور فضائل	عیسیٰ علیہ السلام کی وفات - حدیث کی رو سے	

موضوع کا احاطہ: احمدی خلفاء کی طرف سے شروع کی گئی آسمانی اسکیمیں (15 مئی 2027 تک جمع کروائیں)

احمدی خلیفہ یا احمدی خلفا کی طرف سے شروع کی گئی اسکیم یا اسکیموں کے ثمرات کا جامع جائزہ، یا کسی ایک اسکیم کا جائزہ یا ایک پہلو۔

کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر ۱

- ☐ براہین احمدیہ چہار حصص

جلد نمبر ۲

- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂ چشم آریہ
- ☐ شحنۂ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر ۳

- ☐ فتحِ اسلام
- ☐ توضیحِ مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

جلد نمبر ۴

- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر ۵

- ☐ آئینہ کمالاتِ اسلام

جلد نمبر ۶

- ☐ برکاتُ الدعا
- ☐ حُجّۃُ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُ القرآن

جلد نمبر ۷

- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصّادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

جلد نمبر ۸

- ☐ نُورُالحق دو حصّے
- ☐ اتمام الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافۃ

جلد نمبر ۹

- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاء الحق
- ☐ نورُ القرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر ۱۰

- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر ۱۱

- ☐ انجامِ آتھم

جلد نمبر ۱۲

- ☐ سراجِ منیر
- ☐ استفتاء
- ☐ حُجّۃُ اللّٰہ
- ☐ تحفۂ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین

جلد نمبر ۱۳

- ☐ کتابُ البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

جلد نمبر ۱۴

- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشفُ الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقۃُ المہدی

جلد نمبر ۱۵

- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفۂ غزنویہ
- ☐ روئیدادِ جلسہ دعاء

جلد نمبر ۱۶

- ☐ خطبۃ الہامیۃ
- ☐ لُجَّةُ النُّور

جلد نمبر ۱۷

- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین

جلد نمبر ۱۸

- ☐ اعجازُ المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر ۱۹

- ☐ کشتیٔ نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ چکڑالوی بٹالوی
- ☐ مواہبُ الرحمان
- ☐ نسیمِ دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر ۲۰

- ☐ تذکرۃُ الشّہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں فرق

جلد نمبر ۲۱

- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر ۲۲

- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ الاِستفتاء
- ☐ قصیدہ عربی

جلد نمبر ۲۳

- ☐ چشمۂ معرفت
- ☐ پیغامِ صلح

احمدیہ کتب کے لئے amibookstore.us کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

مجھے آپ کی تلاش ہے!

1 ← کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں۔

2 ← کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اُس پر اظہار نفرت کیے بغیر نہ رہ سکیں۔

3 ← کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اُٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں سارا سارا دن پھر سکتے ہیں۔ اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

4 ← کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنیٰ ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا

5 ← کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے اپنا بوجھ اُٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں، ہفتوں مہینوں؟

6 ← کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے وہ پہاڑوں کو کاٹنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔

7 ← کیا آپ میں ہمت ہے۔ کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی قائم رکھیں لوگ آپکے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اسکی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں۔ کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوا لیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8 ← آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں، آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اُس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

9 ← اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں مگر آپ ہیں کہاں خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں اپنے محلہ میں اپنے دل میں کہ اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہو گا۔

مرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اگست 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ** پڑھے، درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔ اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔ مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ **رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ** کا بھی ورد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

دو سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھیں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

سَو دفعہ استغفار کریں

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

سَو دفعہ وِرد کریں